6/5–

42

نظمِ جہانگیری

(یعنی)

عہد جہانگیری کی سب سے معتبر تاریخ

اقبالنامہ جہانگیری

کی قابل اعتماد تلخیص کا کامیاب اُردو ترجمہ

یہ تلخیص اصل کتاب کے تمامی مضامین و مطالب پر حاوی ہی

(از)

مولوی حکیم عبدالمنّان مہجور فاضل لکھنؤ یونورسٹی

جسے باخذ حقوق

نیجر صدیق بک ڈپو۔ لکھنؤ

نے چھپوا کر شائع کیا

مطبوعہ یونائیٹڈ انڈیا پریس لکھنؤ

بار اول ۵۰۰ جلد

قیمت ایک روپیہ

فہرست مضامین نظم جہانگیری

نمبر شمار	نمبر صفحہ	مضامین
۱		
۲	۵	رانائے مشہور کی سرکوبی کے لئے شہزادہ پرویز کی روانگی
۳	۱۴	جلوسِ اشرف کے دوسرے سال کا آغاز
۴	۱۷	موکب ہمایوں کی کابل سے لاہور کی طرف واپسی
۵	۱۹	لاہور سے دارالسلطنت کو واپسی
۶	؍؍	جلوس جہانگیری کے تیسرے سال کا آغاز
۷	۲۲	سنہ ۴ جلوس کا آغاز
۸	۲۴	جلوس جہانگیری کے پانچویں سال کا آغاز
۹	۳۱	سنہ ۶ جلوس کا آغاز
۱۰	۳۳	اعتماد الدولہ کی لڑکی شادی
۱۱	۳۸	سنہ ۷ جلوس کا آغاز
۱۲	۴۲	سنہ ۸ جلوس کا آغاز
۱۳	۴۴	موکب شاہی کی اجمیر کی طرفِ روانگی
۱۴	۴۶	جلوس سنہ ۹ کا آغاز۔
۱۵	۴۹	سنہ ۱۰ جلوس کا آغاز۔
۱۶	۵۱	جلوس سنہ ۱۱ کا آغاز۔
۱۷	۵۳	شاہزادہ خرم کی دکن کو روانگی۔
۱۸	۵۷	سنہ ۱۲ جلوس کا آغاز۔
۱۹	۶۰	موکب اقبال کی ملکِ گجرات کو روانگی۔
۲۰	۶۳	سنہ ۱۳ جلوس کا آغاز۔

نمبر شمار	نمبر صفحہ	مضامین
۲۱	۶۶	موکب ہمایوں کی احمد آباد سے اکبر آباد کی طرف روانگی
۲۲	۷۰	سنہ ۱۴ جلوس کا آغاز
۲۳	۷۱	جنت نظیر کشمیر کی طرف روانگی
۲۴	۷۷	سنہ ۱۵ جلوس کا آغاز
۲۵	۹۱	موکب منصور کی واپسی لاہور کی طرف
۲۶	۹۵	شاہزادۂ شاہجہاں کی دکن کو روانگی
۲۷	۹۷	سنہ ۱۶ جلوس کا آغاز
۲۸	۱۰۰	عالیجاہ کی علالت
۲۹	رر	عالیجاہ کی سیر کشمیر بار دوم
۳۰	۱۰۳	سنہ ۱۷ جلوس
۳۱	۱۰۵	رایاتِ عالیات کی لاہور کو روانگی
۳۲	۱۰۸	موکب ہمایوں کا دار الخلافت آگرے میں ورود
۳۳	۱۰۹	سنہ ۱۸ جلوس کا آغاز
۳۴	۱۱۰	شاہزادۂ پرویز کی ماندو کی طرف روانگی
۳۵	۱۱۵	رایات عالیات کی کشمیر کی طرف روانگی
۳۶	۱۱۶	سنہ ۱۹ جلوس کا آغاز
۳۷	۱۲۰	رایات عالیات کی دار السلطنت لاہور کو روانگی
۳۸	۱۲۴	سنہ ۲۰ جلوس کا آغاز اور موکب شاہی کی کشمیر کو روانگی
۳۹	۱۲۷	کشمیر سے دار السلطنت لاہور کو روانگی
۴۰	۱۲۹	موکب مسعود کی کابل کو روانگی
۴۱	۱۳۰	سنہ ۲۱ جلوس
۴۲	۱۳۶	رایات عالیات کی کابل سے ہندوستان کو روانگی
۴۳	۱۴۱	جلوس سنہ ۲۲
۴۴	۱۴۲	کشمیر سے لاہور کو واپسی اور راستہ میں انتقال
۴۵	۱۴۴	جہانگیر کی اولاد۔ وزراء جہانگیری۔ اہل فضل۔ شعراء۔ گویندے اور سازندے۔ نغمہ سرایان ہند

نظمِ جہانگیری

خلاصۂ اقبال نامۂ جہانگیری

اقبال نامۂ جہانگیری، اُس عہد زریں کا تاریخی کارنامہ ہے جب مسلمانوں کی عظمت شاہانہ بیدار تھی خاندان مغلیہ کا قابل اور بیدار مغز فرمانروا ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں داد عدل و انصاف دیکر اسلامی حکومت کے مضبوط قوانین سے دنیا کو امن پسندی اور صلح کل کا سبق دے رہا تھا۔ کتاب مذکور خاندان مغلیہ کے اسی داد گستر اور عدل پرور بادشاہ کی تاریخی اور سیاسی زندگی کا ایک روشن کارنامہ ہے جسکے عدل و انصاف نے اسکی رفیقۂ حیات کو ایک رہگذر کے انتقام میں پابزنجیر کر کے خوں آشام تیغ سے لقمۂ اجل بنانا چاہا تھا مگر قانون مشیت نے اس کے انصاف و عدل کی داد اس طرح دی کہ عادل بادشاہ سے اس کی شریک زندگی بھی جدا نہ ہوئی اور عدل جہانگیری پر ناانصافی کا دھبہ بھی نہ آیا غرضکہ اس تاریخی شاہکار میں وہ تاریخی معلومات فراہم کئے گئے ہیں جنکا تعلق عہد جہانگیری سے ہے۔ تزک جہانگیری جو بادشاہ جہانگیر کی ایک خود نگاشتہ تاریخ ہے جسمیں اُسنے اپنے دورِ حکومت کی کل واردات اور واقعات جمع کئے ہیں کتاب زیر بحث گو اُس کے ہم پلہ تو نہیں لیکن واقعات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولف نے واقعات کو حتی الوسع تاریخی ذمہ داری کا لحاظ کرتے ہوئے من وعن بیان کر دیا ہے۔ تزک جہانگیری اکثر ان مضامین پر مشتمل ہے جن میں خود بادشاہ کے صحیح حالات اور مشاغل کا ذکر ہے مثلاً سیر و سیاحت شکار حکمرانی جنگی حالات جشن و سرد و گرم کے مناظر۔ اقبال نامہ جہانگیری بھی اسی قسم کے مضامین پر مشتمل ہے اس کے ساتھ ہی زبان کی

سلاست نے تاریخی واقعات کو مجسم کر کے سامنے کر دیا ہے۔ غرضکہ میں نے اس کی اردو تلخیص میں حتی الوسع اس امر کو ملحوظ رکھا ہے کہ تاریخی واقعات کا کوئی جزو قلم انداز نہ ہو نیز تطویل بیجا سے ناظرین پر اس کا مطالعہ بھی گراں نہ ہو اس مختصر التمہید کے بعد میں اس ملخص کو ارباب ذوق کے پیش نظر کر رہا ہوں اور مستدعی ہوں کہ وہ میری کاوشِ دماغی سے مستفید ہو کر دعائے خیر سے یاد فرمائیں گے۔

احقر

حکیم عبدالمنان مہجور

دبیر کامل وفاضل ادب (لکھنؤ یونیورسٹی)

رانائے مقھورہ کی سرکوبی کیلئے شہزادہ پرویز کی روانگی

اکبر ایک مدت تک رانا کی سرکوبی کے درپے رہا لیکن مشیت ایزدی سے لاچار ہو کر اس کوشش میں کامیاب نہ ہو سکا حکومت کے آخری دور میں شاہزادہ ولیعہد کو عظیم الشان لشکر کے ساتھ اس مہم کو سر کرنے کے لئے روانہ کیا لیکن اس نے بھی اس طرف توجہ نہ کی اور بادشاہ کے خلاف مرضی الہ آباد کی طرف چلا گیا اس لئے اس کی سرکوبی ملتوی رہی عالیجاہ نے جلوس کے بعد شہزادہ پرویز کو عظیم الشان لشکر اور توپ خانہ دیکر اس طرف روانہ کیا اور شہزادے کی اتالیقی آصف خاں کے سپرد کی لیکن چونکہ حکم الٰہی کے مطابق یہ مہم شاہجہاں بادشاہ کے حسن تدبیر سے سر ہونیوالی تھی لہذا اس مرتبہ بھی ناکامی ہوئی اور شہزادہ پرویز دربار واپس آئے۔

اسی اثنا میں محمد قلیچ خان کو صوبہ گجرات کی حکومت عطا ہوئی۔ اور دلاور خاں کو لاہور کی، وزیر خان ولایت بنگالہ کا دیوان ہو گیا۔

جلوس سنہ ۱

شہزادہ خسرو کا اکبر آباد سے پنجاب کی طرف فرار اور شاہی لشکر کا تعاقب	۱۱ ذوالقعدہ سنہ ۱۰۱۴ھ کو آفتاب برج حمل میں آیا اور اس سال کا

آغاز جلوس جہانگیری سے ہوا۔ ہمایونی اور بابری رسم کے مطابق آئین بندی ہوئی اور عنان حکومت جہانگیر کے ہاتھ میں آئی۔ چنانچہ اس خوشی میں کئی روز تک جشن منایا گیا۔

اس سال سب سے بڑا واقعہ جو پیش آیا وہ شہزادہ خسرو کا فرار ہے

جس کی وجہ یہ تھی کہ وہ موہوم سلطنت کا خواب دیکھکر خوشامدیوں کی غلط تعبیر سے از خود رفتہ ہو گیا تھا اور سلطنت کا خیال اس کے دماغ میں پختہ ہو چکا تھا۔ جہانگیر ہر چند شفقت اور مہربانی سے پیش آتا تھا مگر اس سے اس کے خیال میں اور پختگی پیدا ہوتی جاتی تھی۔ چنانچہ ۔ ذوالحجہ کو ایک پہر رات گذرنے کے بعد اپنے چند معتمد لوگوں کو لیکر دارالخلافت اکبر آباد کے قلعہ سے نکل کر چلدیا۔

کچھ دیر کے بعد امیر الامراء کو خبر ہوئی اور اس نے آکر بادشاہ کو اس کی اطلاع دی بادشاہ نے یہ تجویز کیا کہ شہزادہ جواں بخت کو اُس کے تعاقب میں بھیجا جائے لیکن امیر الامراء کی یہ رائے ہوئی کہ وہ خود اس خدمت کو انجام دے۔ حکم ہوا کہ اچھا۔ لیکن پھر آخر میں بادشاہ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ شاہزادہ عالی قدر کو اپنی جگہ پر بٹھا کر اعتماد الدولہ کو شاہزادہ کی خدمت سپرد کی جائے اور خود خسرو کا تعاقب کریں۔ چنانچہ امراء اور عمدہ دار اشخاص پہلے روانہ کردیئے گئے اور آخر رات میں خود بادشاہ سواد شہر میں پہونچ گئے اتفاقاً میرزا حسن شاہرخ کا بیٹا بھی باغی تھا اور راستہ بھول کر بھٹکتا پھر رہا تھا لوگون نے اُس کو گرفتار کرکے بادشاہ کے سامنے حاضر کیا۔ بادشاہ نے اُسے قید کردیا۔

حسن بیگ بدخشی کی بغاوت

حضرت بادشاہ کے حکم کے مطابق حسن بیگ بدخشی کابل سے آرہا تھا راستہ میں خسرو سے ملاقات ہوتی ہے اور خسرو کی سازش سے یہ بھی بغاوت پر آمادہ ہو جاتا ہے اور ۳۰۰ سو بدخشی نوجوانوں کے ہمراہ بغاوت پر تل جاتا ہے اور راستہ میں جہاں کہیں سوداگر وغیرہ ملجاتے ان کو لوٹ لیتا اور سراؤں میں آگ لگا دیتا خصوصاً شاہی گھوڑوں کو اصطبل سے کھول کر لیجاتا اور آپس میں تقسیم کر لیتا۔

اتفاق سے دلاور خان لاہور سے آرہا تھا پانی پت میں اس کو معلوم ہوا کہ خسرو

آرہا ہے وہ اپنے لڑکوں کو دریائے جون کے پار اُتار کر خود انتہائی سرعت سے لاہور کی طرف روانہ ہوا تاکہ اس سے پہلے لاہور کے قلعہ میں پہنچکر فصیل اور قلعہ کی مضبوطی کرلے عبدالرحیم دیوانِ لاہور جو شاہی حکم کے موافق دربار آرہا تھا دلاور خاں سے ملا اور دلاور خاں نے خسرو کے فرار کا قصہ اس سے بیان کیا۔ لیکن اس کو اتنا موقع نہ ملا کہ وہ اپنے اہل وعیال کو دریا پار کرکے دلاور خاں کا ساتھ دیتا۔ غرضکہ دلاور خاں بہت تیزی سے لاہور آیا اور خسرو کے پاس آکر ملک الوزرا کا خطاب حاصل کیا اور خسرو نے اُس کو اپنا دیوان بنا لیا۔

آخر کار خسرو بہت سرعت کے ساتھ لاہور آیا لیکن شیخ فرید بھی اس کے پیچھے لگا ہوا تھا۔ چونکہ امیرالامرا اور مہابت خاں شیخ سے کینہ رکھتے تھے اس لئے انھوں نے افترا پردازی سے کام لیکر شیخ کو سلطنت کا بدخواہ ظاہر کیا اور کہا کہ شیخ دیدہ و دانستہ خسرو کو آگے آگے لئے جارہا ہے ورنہ جب چاہے پکڑ سکتا ہے۔ اس افترا کا یہ اثر ہوا کہ بادشاہ نے مہابت خاں کو شیخ کے پاس بھیجکر اس معاملہ میں سخت تہدید کی لیکن شیخ کی خودداری میں بالکل فرق نہ آیا اور اس نے مخلصانہ طور پر اس کا جواب دیا۔

ادھر دلاور خاں میرزا حسین اور نورالدین قلی کوتوال سے ملکر لاہور پہنچا اور برج اور قلعہ کی مضبوطی میں مشغول ہوا اور توپوں کو قلعہ پر چڑھایا اسی اثنا میں خسرو لاہور پہنچ گیا۔ لیکن چونکہ راستے بند تھے اس لئے جنگ کا سامان کرکے محاصرہ کرلیا۔

اس تھوڑے عرصہ میں خسرو نے تقریباً دس بارہ ہزار سوار مہیا کرلئے اور جب اس کو معلوم ہوا کہ شیخ فرید مع فوج سلطانپور کے دریا تک پہنچ گیا ہے اور خود بادشاہ بھی تشریف لا رہے ہیں تو اس نے سمجھا کہ اب قلعہ کا محاصرہ

دشوار ہے مجبوراً اس نے محاصرہ کا ارادہ ترک کر دیا اور شاہی لشکر سے مقابلہ کیلئے آمادہ ہوا۔ تھوڑی دور چل کر جمال الدین سے ملاقات ہوئی جو بارگاہِ شاہی سے اُسے نصیحت کرنے آ رہا تھا گو اُس نے نصیحت میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا لیکن اس نے غرور کے عالم میں اس کی ایک بھی نہ سنی جمال الدین تو اسی رات رخصت ہو گیا مگر اسی کی صبح کو یہ بھی اس کے پیچھے چلدیا اتفاق سے رات کو بارش بہت ہوئی تھی اور چونکہ اس کے اوباش ساتھیوں میں سے کسی ایک کے پاس بھی خیمہ وغیرہ نہ تھا اس لئے وہ سب دیہاتوں میں گھس کر لوٹ مار کرنے لگے اور صبح ہوتے ہوتے خسرو سے آ کر مل گئے۔ ادھر شیخ فرید نے بھی خسرو کی آمد کی خبر پا کر بغیر کشتی وغیرہ کا انتظام کئے ہوئے دریائے بیاہ میں گھوڑے دوڑا دیئے اور ادھر جمال الدین نے آ کر خسرو کی فوج کثیر کی حالت بیان کی شیخ کو میر کی یہ باتیں جو نہ صرف اس کے بلکہ اس کے ساتھیوں کی بھی پریشانی کا باعث تھیں ناگوار گذریں شیخ نے میر کو اس کا سخت جواب دیکر رخصت کیا اور خود جنگ کیلئے آمادہ ہو گیا۔ اسی اثنا میں خسرو کی فوج آ گئی اور طرفین میں جنگ چھڑ گئی اس جنگ کا یہ نتیجہ ہوا کہ خسرو کی فوج کے پیر اکھڑ گئے اور اس کے لشکر میں انتشار پیدا ہو گیا۔ خسرو کے لشکر کے مقتول اکثر مضافات بدخشاں کے رہنےوالے تھے جنکی تعداد تقریباً چار سو تھی۔ اور خسرو بھی حسن بیگ کے ساتھ بھاگ گیا غرضکہ شیخ فرید کو اس جنگ میں فتح حاصل ہوئی اور خسرو کا جواہرات کا صندوقچہ مع سکھپال سواری کے شیخ کے سپاہیوں کے ہاتھ آیا شیخ نے اس کو بارگاہ شاہی میں بھجوا دیا اور فتح کی خبر بھی بادشاہ کو پہنچا دی خبر کے سنتے ہی بادشاہ خود رزمگاہ میں تشریف لائے۔ اور جب معلوم کر لیا کہ خسرو فلاں سمت گیا ہے تو راجہ باسو کو جو کوہستانِ شمالی ہند کا معتبر زمیندار تھا اس طرف خسرو کو پکڑنے کے لئے بھیجا

شیخ رزمگاہ سے ایک میدان آگے خیمہ زن تھا کہ رات کے دو تین گھنٹہ بعد بادشاہ کی سواری لشکرگاہ میں آپہنچی بادشاہ نے گھوڑے سے اُترکر شیخ کو گلے لگا لیا اور شیخ کے وہم وگمان سے زیادہ شیخ سے مہربانی کا اظہار کیا اور رات بھی شیخ کے خیمہ ہی میں بسر کی اور صبح کو دارالسلطنت لاہور تشریف لے گئے۔ خسرو جو شکست کھاکر تباہ حالت میں پھر رہا تھا اس نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیئے؟ چند افغانیوں نے یہ مشورہ دیا کہ دوآبے کے درمیان جو پرگنے واقع ہیں اُن کو لوٹ مار کر اکبرآباد چلنا چاہیئے۔ اگر کام بن گیا تو خیر ورنہ مشرقی ممالک کے حدود میں جانا چاہیئے ممکن ہے کہ راجہ مان سنگھ ہم لوگوں کی کچھ مدد کر سکے۔ بادشاہ اس دور و دراز مسافت کی زحمت کیونکر برداشت کر سکتے ہیں؟۔

حسن بیگ نے کہا کہ یہ رائے غلط ہے بلکہ تم کو کابل چلنا چاہیئے اس لئے کہ وہاں آدمیوں اور گھوڑے وغیرہ کی کمی نہیں ہے اس کے علاوہ رہتاس کے قلعہ میں میرا خزانہ بھی ہے اور دس بارہ ہزار مغل سوار تجربہ کار بھی جمع ہو سکتے ہیں اگر بادشاہ تمھارے تعاقب میں آئیں گے بھی تو ہم سب مقابلہ کے لئے تیار ہیں اور اگر یہ حدود بادشاہ نے تم کو دیدئے تو پھر موقع کی تلاش میں رہیں گے یہاں تک کہ جو کچھ قسمت میں لکھا ہے وہ ہوگا بادشاہِ بابر اور ہمایوں نے اسی کابل کی بدولت ہندوستان فتح کیا نیز ان کے پاس خزانہ بھی نہ تھا اور میں تو چار لاکھ روپے کا مالک ہوں چونکہ خسرو بالکل اس کے قبضہ میں تھا لہٰذا اس کی رائے کو ترجیح دی اور بقیہ افغان اِس رائے کے مخالف ہوکر ہندوستان چلے آئے۔

خسرو چاہتا تھا کہ حسن بیگ کے ساتھ دریائے چناب سے عبور کرکے

رہتاس چلا جائے لیکن مجبور تھا کیونکہ ممالک میں فرمان شاہی جاری ہو چکے تھے
کہ جاگیرداروں اور کروریوں کے جاسوس اپنے اپنے مواصفات سے باخبر
رہیں اور خسرو جہاں کہیں مل جائے اس کو گرفتار کر لیں۔ چنانچہ راستوں کی
باقاعدہ ناکہ بندی ہو گئی تھی پہلے خسرو نے شاہپور کا راستہ لیا تاکہ اُس
راستہ سے گذر جائے اور اس ارادے کی تکمیل کے لئے اُس نے دریا سے
گذرنے کیلئے کشتیاں تلاش کیں چنانچہ بہت دقت سے دو کشتیاں ملیں جنمیں سے
ایک پر لکڑی لدی تھی اور ایک خالی تھی۔

خالی کشتی پر یہ اور اس کے ساتھی سوار ہو کر روانہ ہو گئے ملاح ان لوگوں کے اضطراب کو دیکھکر
سمجھ گئے کہ اس میں کوئی راز ہے۔ لہٰذا اُنھوں نے کشتی کو لیجا کر بالو میں ٹھہرایا
اور خود پانی میں کود کر چلتے پڑے جستہ جستہ یہ خبر سودھرہ کے چودھری کو
پہنچی وہ بھی کنارے آ پہنچا اور ملاحوں کو کشتی چلانے سے روک دیا اور
ان لوگوں کے شور و شغب سے اس طرف کے لوگ بھی جمع ہو گئے۔ اور اُنھوں
نے میر ابوالقاسم کو جو پرگنہ گجرات میں تھا اس واقعہ کی جاکر اطلاع دی۔
اسی اثنا میں صبح ہو گئی اور میر ابوالقاسم اور ہلال خان خواجہ سرا
اور دوسرے عہدہ دار جمع ہو گئے۔ اور خسرو کو مع حسن بیگ کے کشتی
سے اتار کر پرگنہ گجرات لے گئے اور ان باغیوں کا سامان ضبط کر کے انکو
حراست میں لے لیا۔ ۱۰۱۵ھ ماہ محرم کی چاند رات کو خسرو کی گرفتاری
کی خبر حضرت بادشاہ کو میرزا کامراں کے باغ میں پہنچی حکم ہوا کہ امیر الامرا
جلد از جلد خسرو اور حسن بیگ اور عبدالرحیم کو بارگاہِ شاہی میں حاضر کرے
چنانچہ پنجشنبہ کے روز بتاریخ ۳ صفر خسرو کو دست بستہ اور پا بزنجیر چنگیزی
قانون کے ماتحت بارگاہِ شاہی میں حاضر کیا گیا اس کے بعد حکم ہوا کہ خسرو کو

زنجیر میں جکڑ کر قید کر دیا جائے۔ اور عبد الرحیم کو گدھے کی کھال میں لپیٹ کر اوندھا کر کے گدھے پر بٹھائیں اور شہر میں گشت کرائیں۔ اسی طرح حسن بیگ کو گائے کی کھال میں لپیٹ کر شہر بدر کریں۔ چونکہ گائے کی کھال گدھے کی کھال کی بنسبت جلد خشک ہو جاتی ہے اس لئے حسن بیگ چار پہر سے زیادہ زندہ نہ رہ سکا اور عبد الرحیم شہر بدر کرا دیا گیا، دوسرے دن حکم ہوا کہ عبد الرحیم کو کھال سے نکالیں۔ چنانچہ وہ نکالا گیا، اور اُس امان دی گئی چونکہ بھیروں وال کا پرگنہ اسی کا مفتوحہ تھا لہٰذا اس نے درخواست کی کہ وہ اس پرگنہ کو آباد کرے۔ چنانچہ اس کی درخواست کے مطابق یہ پرگنہ فتح آباد کے نام سے آباد کر کے اس کے سپرد کیا گیا۔ اور مرتضیٰ خاں کا خطاب بھی عنایت ہوا۔ اور لوگوں کو عبرت دلانے کے لئے حکم دیا گیا کہ باغ کا مران کے دروازے سے قلعہ تک دو طرفہ سولیاں نصب کی جائیں اور خسرو کے ساتھی شاہی حکم کے مطابق دار پر چڑھا دئے جائیں۔

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ شاہزادہ پرویز جری لشکر کے ہمراہ رانا کے ملک پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا کہ اسی عرصہ میں خسرو نے بغاوت کر دی لہٰذا شاہزادہ پرویز کو حکم ثانی ہوا کہ وہ کچھ لوگوں کو اس مہم پر مامور کر کے خود آصف خاں کے ہمراہ اکبر آباد آ جائے۔ لیکن چونکہ خسرو کی بغاوت بغیر کسی اقدام کے خود ہی فرو ہو گئی لہٰذا شاہزادہ پرویز کو پھر حکم ہوا کہ اکبر آباد کا ارادہ فسخ کر کے بارگاہ شاہی میں آ جائیں۔

۹ ذوالحجہ چہار شنبہ کے روز حضرتِ بادشاہ لاہور تشریف لائے اور خسرو کو ہاتھی پر بٹھا کر نصب کردہ داروں کے درمیان سے لے گئے تاکہ اپنے بُرے کاموں کے نتیجہ سے عبرت حاصل کرے۔

اسی اثنا میں خبر آئی کہ حسین خان شاملو حاکم ہرات نے اکبر بادشاہ کے انتقال اور خسرو کی بغاوت کی خبر سنکر حاکم ہرات اور بادشاہ سیستان کو ہمراہ لے کر مع خراسانی فوج کے قندھار پر چڑھائی کر دی اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا ہے۔ اور شاہ بیگ خاں نے قلعہ کی حفاظت کے لئے مردانہ وار کمر ہمت باندھی ہے اور حسین خاں نے قلعہ میں اپنے بیٹھنے کے لئے ایک جگہ بنائی ہے۔ جہاں اس نے شراب نوشی کے تمام لوازم مہیا کر لیے ہیں اور شراب نوشی میں مشغول ہو کر وہ غنیم کو یہ دکھانا چاہتا ہے کہ وہ غنیم سے بالکل بے خوف ہے۔ اس خبر کے سننے کے بعد حضرت بادشاہ نے چند امرا اور عہدہ داروں کو جن میں قرار خاں ترکمان اور پختہ بیگ کابلی تھے میرزا غازی خاں کے ماتحت شاہ بیگ کی کمک کو بھیجا۔

اتفاقاً شاہ عباس نے سرحدی سرداروں کے قندھار جانے اور قلعہ کے محاصرہ کی خبر سنکر ایک تحریر حسین بیگ کے ہاتھ ان سرداروں کو بھیجی کہ قلعہ کا محاصرہ چھوڑ کر ہر ایک فوراً اپنی اپنی جگہ چلا جائے نیز حسین بیگ لشکر کو قلعہ سے ہمراہ لیکر خود بارگاہ شاہی میں حاضر ہو۔ غرضکہ اس سے پہلے کہ جہانگیری فوجیں قندھار پہنچیں۔ قزلباش لشکر محاصرہ چھوڑ کر واپس آیا اور اسی تاریخ کو حسین بیگ مذکور بھی بارگاہِ شاہی میں حاضر ہوا اور شاہی حکم کے مطابق سردار خاں حکومتِ قندھار پر فائز ہوا اور شاہ بیگ خاں بارگاہِ شاہی میں آگیا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد سردار خاں کو معزول کر کے قندھار کی حکومت مرزا غازی خاں کے سپرد فرمائی۔

اسی تاریخ کو شاہزادہ پرویز رانا کی مہم سے واپس ہو کر بارگاہِ شاہی میں آیا اور مرزا علی اکبر شاہی کشمیر کا حاکم ہوا اور مقرب خاں جو شاہزادہ دانیال کے نوکروں اور اہل وعیال کو لینے گیا تھا۔ دکن سے واپس آکر حاضر خدمت ہو

شہزادہ دانیال مرحوم کے تین لڑکے تھے بڑے کا نام طہمورث - دوسرے کا نام بایسنغر تیسرے کا نام ہوشنگ -

اور اسی زمانہ میں قطب الدین خاں کو کتاش بلند درجہ پر فائز ہوا - ایک خلعت، اور کمر مرصع اور گھوڑا مع زین کے عنایت کیا گیا اور پنجہزاری عہدہ ملا - اور دو لاکھ روپیہ اخراجات کی مد میں اُسے دیا گیا - اور تین لاکھ روپیہ اس کے ساتھیوں کو ملا اور اسی دن شاہزادہ مراد کی لڑکی کی شادی شاہزادہ پرویز کے ساتھ قرار پائی اور اسی شادی کے سلسلہ میں ایک لاکھ ۲۰ ہزار روپیہ نقد مع دیگر ضروری سامان کے بادشاہ نے جہیز کے طور پر بھیجا اور جشن کے سامان کے لئے ایک لاکھ روپیہ نقد مع دیگر ساز و سامان کے شاہزادہ کو عنایت ہوا اسی سال ایک عبرت انگیز واقعہ پیش آیا وہ یہ کہ خان اعظم میرزا عزیز نے راجہ علیخان کو ایک خط لکھا جس میں اُس نے بادشاہ کے بارے میں انتہائی بد ذاتی اور بداخلاقی کا ثبوت دیا - عرصہ تک یہ تحریر پوشیدہ رہی اتفاق سے قلعہ اسیر کے فتح ہونے کے بعد یہ تحریر راجہ علی خان کے مال سے برآمد ہوئی اور بادشاہ کی نظر سے گذری بادشاہ نے خان اعظم کو دربار میں بلا کر تحریر اُس کے ہاتھ میں دی اور کہا پڑھو اُس بے شرم نے بیباکانہ طور پر اس تحریر کو پڑھا - چنانچہ اسکی اس جرأت پر حاضرین دربار نے اس کو بہت سخت سست کہا گو وہ بہت سخت سزا کا مستحق تھا - لیکن الطاف شاہانہ سے صرف چند روز کیلئے نظر بند کر دیا گیا -

شہزادہ پرویز کی شادی کے بعد بادشاہ شکار کے ارادہ سے کرچھاک درشندانہ کی طرف جو صوبہ پنجاب کی مشہور شکارگاہیں ہیں تشریف لے گئے تین ہفتے اور چھ روز شکار پر رہے اور پانچسو اکیاسی جانور شکار کئے جنکی تفصیل یہ ہے -

بز کوہی - نیل گائے - گورخر ہرن - اور ایک پہاڑی بکرا جو سب سے بڑا تھا۔ اس کا وزن کیا گیا تو دو من چوبیس سیر نکلا - اور نیل دو من تین سیر نکلا اور گورخر نو من سولہ سیر۔

اسی اثنا میں خبر آئی کہ جہانگیر قلی خاں اور راجہ سنگرام سے جو اس ملک کا بڑا رئیس ہے جنگ ہو گئی اور جہانگیر قلی خاں نے داد شجاعت دیکر سنگرام کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

جلوس اشرف کے دوسرے سال کا آغاز اور رایات عالیات کی کابل کو روانگی

چہار شنبہ کے دن ۲۲ر ذوالحجہ ۱۰۱۵ھ کو جشنِ نوروز منایا گیا اسی جشن میں شاہزادہ خرم کو بیست ہزاری منصب عطا ہوا، ۷ر ذوالحجہ کو بادشاہ کابل تشریف لے گئے - اور قلیچ خاں کو لاہور کی حکومت عنایت ہوئی - اور امیر الامرار چونکہ بیمار تھے اس لئے وہ عالیجاہ کے ساتھ نہ جا سکے اسی تاریخ کو آصف خان منصب وکالت پر فائز ہوئے اور خلعت خاص اور دوات و قلمدان بھی عنایت ہوا نیز آصف خاں نے جو لعل چالیس ہزار روپے کو خریدا تھا نذرانہ کے طور پر بادشاہ کے حضور میں پیش کیا - اور خواجہ ابوالحسن کو اپنے ساتھ رکھنے کی درخواست کی تاکہ کاغذات وغیرہ ان کے سپرد رہیں۔

پنجشنبہ کے روز صفر کی ۱۰ر تاریخ ۱۰۱۵ھ کو بادشاہ نے کابل کے باغ شہر آرا میں نزول اجلال فرمایا بل مستان سے جو شہر کے کنارہ واقع ہے بلاغ مذکور تک زر و جواہر لٹایا اور فقرا اور محتاجوں کی حاجت برآری فرمائی۔

شہر آرا باغ کے کنارے ایک اور باغ لگایا جس کا نام جہان آرا رکھا اور حکم دیا کہ جو نہر راستہ میں واقع ہے اس باغ میں جاری کر دی جائے اسی اثنا میں صوبہ بنگالہ کے وقائع نویسوں نے ایک عرضی پیش کی کہ علی قلی بیگ استجلو نے جس کا خطاب شیر افگن ہے قطب الدین کو قتل کر دیا لیکن اسکو بھی خدام شاہی نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

شیر افگن کون تھا؟ | اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ علی قلی مذکور شاہ اسمٰعیل پسر شاہ طہماسپ صفوی کا سفرچی قندھار کے راستے سے ہندوستان آ کر ملتان میں خانخانان سے جو ٹھٹھہ فتح کرنے جا رہا تھا ملا خانخانان نے اس کو اپنا ملازم بنا لیا اور جنگ ٹھٹھہ میں اُس نے کارہائے نمایاں کیئے اور جب خانخانان اس یورش سے فاتحانہ حیثیت سے واپس آیا تو اس کی مرضی کے مطابق اس کو اعلیٰ عہدہ دیا گیا اور اسی زمانہ میں اس کی شادی میرزا غیاث بیگ کی لڑکی سے کر دی گئی اور جب اکبر بادشاہ اکبر آباد سے دکن آ رہے تھے اور شاہزادہ ولی عہد رانا کی سرکوبی کے لئے گیا تھا تو اس کی کومک کے لیے علی قلی بیگ کو مقرر کیا اور شیر افگن کا خطاب عنایت فرمایا۔ اور جلوس کے بعد صوبہ بنگالہ میں جاگیر دیکر اس کو اسطرف بھیجا اور جب بادشاہ کی خدمت میں یہ عرضی بھیجی گئی کہ وہ فطرتاً فتنہ جو اور شورش پسند ہے تو بادشاہ نے قطب الدین خاں کو رخصت کرتے وقت یہ حکم دیا کہ اگر شیر افگن صلح پسند بنکر رہنا چاہتا ہے تو رہے ورنہ اس کو بارگاہِ شاہی بھیجدو اور اگر آنے میں چون وچرا کرے تو سزا دو اتفاق سے قطب الدین اس کی طرف سے بدظن تھا ہر چند اس نے اپنے پاس بلایا لیکن اُس نے ایک نہ سنی قطب الدین خاں نے حقیقت حال درگاہِ والا میں لکھ بھیجی بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو

بارگاہ شاہی میں روانہ کردیا جائے اور اگر اس کے خیالات بد کا پتہ چل جائے تو اس کو رخصت کرتے وقت جیسا حکم دیا گیا تھا اس کے مطابق عمل درآمد کیا جائے۔ قطب الدین اس فرمان کے آتے ہی یلغار کے طور پر بردوان کی طرف چلا۔ شیر افگن جو قطب الدین کے آنے سے پہلے ہی آگاہ ہو چکا تھا دو جلوداروں کے ساتھ تنہا استقبال کے لئے نکلا بدظنی کی بنا پر شیر افگن نے طنزاً کہا کہ یہ کیسی ملاقات ہے۔ آپ مسلح ہو کر تشریف لائے ہیں خان مذکور نے لوگوں کو ہٹا دیا اور خود تنہا اُس کے ساتھ جا کر باتوں میں مشغول ہو گیا شیر افگن کو اُس کے چہرہ سے بیوفائی معلوم ہو گئی اور اس نے فوراً ایک تلوار قطب الدین کے پیٹ پر ماری یہاں تک کہ اس کی آنتیں وغیرہ نکل پڑیں۔ یہ دیکھتے ہی قطب الدین کے ساتھیوں نے شیر افگن کو گھیر کر تلوار کے واروں سے اس کا کام تمام کر دیا۔ قطب الدین کے اس واقعہ کو سنکر جہانگیر کو بہت صدمہ ہوا اب اس کی جگہ پر قلیج خان مقرر ہوا جو پہلے صوبۂ بہار کا حاکم تھا۔ اور اسلام خاں کو صوبۂ بہار کا حاکم مقرر کیا۔ اور اس سال بہت سے حیرت انگیز واقعات کا انکشاف ہوا منجملہ اُن کے ایک یہ ہے کہ باہیان میں جو سرحد کابل میں داخل ہے ایک قبر جو تقریباً آٹھ۔ سات سو برس کی تھی نکلی جس میں لاش بالکل مسلّم رکھی تھی۔ جس کے متعلق دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ چنگیز خاں اور سلطان جلال الدین منکبرنی کی جنگ میں یہ شخص شہید ہوئے تھے۔

اسی اثنا میں ارسلان نامی اوزبک حاکم کہمرد آیا اور اس نے زمیں بوسی کی سعادت حاصل کی بادشاہ نے اس کو سیستان کا حاکم بنا کر اس طرف رخصت کیا۔ اسی زمانہ میں شاہرخ مرزا نے انتقال کیا اور دو لڑکے حسن

اور حسین چھوڑے نیز تیسرے لڑکے میرزا بدیع اور چوتھے میرزا شجاع اور پانچویں میرزا معل نے اپنی لیاقت کے اعتبار سے مناصب پائے۔

موکب ہمایوں کی کابل سے لاہور کی طرف واپسی

۷ جمادی الاول جمعہ کے دن بادشاہ کابل سے ہندوستان تشریف لائے اور حکم ہوا کہ شاہ بیگ کے کابل پہنچنے تک تاش بیگ خاں اطراف شہر کی نگرانی کرے۔

خسرو کے فرار کی سازش اور باغیوں کی سرکوبی

ابتدا میں چند روز تک خسرو کی نگرانی امیر الامراء اور آصفخاں کے ذمہ رہی اور یہ طے پایا کہ ایکدن امیر الامراء کے ملازم اور ایک روز آصفخاں کے ملازم اس کی نگرانی کریں آصفخاں کی نگرانی کے دن اس کا چچازاد بھائی نور الدین محمد خسرو کی نگرانی کیا کرتا تھا اور اس سے پوشیدہ طور پر جاکر کہا کرتا تھا کہ مجکو جب موقع ملیگا میں تم کو نکال لیجاؤں گا اتفاق سے جب موکب شاہی کابل روانہ ہوا تو امیر الامراء علالت کی وجہ سے لاہور میں ٹھہر گئے اور آصفخاں اعتماد الدولہ کی جگہ پر مقرر ہو چکے تھے۔ اس لئے خسرو کی نگرانی اعتبار خاں خواجہ سرا کے ذمہ کی گئی۔ چونکہ حضرت بادشاہ حکیم فتح اللہ سے ناراض تھے اور حکیم فتح اللہ اور نور الدین میں گہری دوستی تھی لہذا دونوں نے مل کر یہ سوچا کہ خسرو کو کسیطرح بادشاہ بنانا چاہیئے۔ محمد شریف پسر اعتماد الدولہ نے بھی ان کی رائے سے اتفاق کیا۔ غرضکہ ان لوگوں کی پانچ چھ مہینہ کی کوشش کا نتیجہ ہوا کہ تقریباً چار سو آدمی ان کے ہمخیال پیدا ہو گئے۔ اور یہ طے کر لیا کہ جب شاہی سواری جاتی ہو تو خسرو کو قید سے نکال کر

اس کی بادشاہی کا اعلان کیا جائے اتفاق سے ان باغیوں میں سے ایک شخص اپنے ساتھیوں سے ناراض ہوگیا اور اُس نے خواجہ ویسی دیوان شاہزادۂ خرم کی مدد سے شاہزادۂ خرم کو اس بات کی خبر دی اس نے سلطان خرم تک یہ خبر پہنچادی اور شاہزادۂ موصوف نے فوراً سوار ہو کر بادشاہ کو اس امر سے آگاہ کیا اسی اثناء میں آصف خان کو بھی معلوم ہو گیا۔ اور اس نے صلابت خان سے جا کر یہ ماجرا بیان کیا۔ غرضکہ شاہزادے کے کہنے کے مطابق بادشاہ محل سے باہر آئے اور ان باغیوں کے حاضر کئے جانے کا حکم دیا چنانچہ وہ سب حاضر کئے گئے۔ صلابت خان نے عرض کیا کہ تا وقتیکہ ان میں سے ایک کی جان بخشی نہ ہوگی اس تحریک کی حقیقت نہ معلوم ہو سکے گی۔

حکم ہوا کہ مرزا محمد کی جان بخشی کی گئی اُس نے مطمئن ہو کر کل حقیقت بیان کر دی اس کے بعد شاہی حکم کے مطابق نور الدین محمد اور محمد شریف اور ہندوئے اعتبار خان اور داغ ترکمان کو دار پر کھنچوا دیا گیا۔ صلابت خان نے عرض کیا کہ اگر جہاں پناہ واقعی طور پر اس حقیقت کو معلوم کرنا چاہیں تو بہت دشوار ہے۔ لہٰذا ہندو خاں کی تحریر جلا دی جائے تاکہ جہان پناہ کی ناموس شاہی پر کوئی حرف نہ آئے حکم ہوا کہ تمہاری درخواست منظور کی گئی۔ اور اس تدبیر نے بہت لوگوں کی جان بچائی حکیم فتح اللہ کے بارے میں حکم ہوا کہ گدھے پر الٹا سوار کر کے گھر گھر پھرایا جائے۔

بادشاہ نے ۱۲ شعبان کو دار السلطنت لاہور میں نزول اجلال فرمایا۔ میر خلیل اللہ ولد غیاث الدین محمد حسن کی بزرگی کی شہرت تمام عراق اور خراسان میں پھیلی ہوئی تھی۔ عراق سے تشریف لائے اور

یکہزاری ذات اور دو صد سوار کے منصب سے سرفراز ہوئے۔
عالیجاہ نے بارہ ہزار روپیہ لطور مدد خرچ عنایت فرمایا۔ اسی اثنا میں
آصف خان نے عرض کی کہ جہاں پناہ اس غریب کی دعوت قبول فرمائیں
چنانچہ حضرتِ بادشاہ اس کے غریب خانہ پر تشریف لے گئے اس نے
مختلف قسم کے تحفے پیش کئے۔ عالیجاہ نے اُن میں سے چند لے لئے
اور باقی آصف خان کے سپرد کر دیئے۔ اسی زمانہ میں شریف مکہ نے
ایک خط اور غلاف کعبہ کا ایک ٹکڑا بارگاہِ شاہی میں روانہ کیا حکم ہوا
کہ اس کے عوض میں ایک لاکھ روپیہ اور دوسرے تحائف شریف مکہ
کو بھیجے جائیں۔

لاہور سے دارالسلطنت کو واپسی

۹ر شوال روز یکشنبہ دارالخلافت آگرہ میں نزول اجلال فرمایا
قلیچ خان کو دارالسلطنت لاہور کی حکومت اور قوام الدین کو صوبۂ
مذکور کی دیوانی عنایت فرمائی۔ ۱۸ ذوالقعدہ پنجشنبہ کے دن عالیجاہ
تشریف لائے اور چار روز یہاں قیام فرما کر کشتی کے ذریعہ دارالخلافت
تشریف لائے یہاں راجہ مان سنگھ نے قلعۂ رہتاس سے آکر
ایک سو ہاتھی نذرانہ کے طور پر پیش کئے۔

جلوس جہانگیری کے تیسرے سال کا آغاز

۲ر ذوالحجہ پنجشنبہ کے دن ۱۰۱۶ھ کو جلوس کی رسم ادا کی گئی موضع
رنکتہ میں جو اکبرآباد سے پانچ کوس کے فاصلہ پر واقع ہے جشن نوروز

منایا گیا۔ اس جشن میں خانخاناں کو پنجہزاری ذات اور پنجہزار سوار کا مرتبہ عنایت ہوا اور خواجہ جہاں خوافی بخشگری کی خدمت پر مقرر ہوا ماہ مذکور کی ۵ تاریخ دوشنبہ کے دن نیک ساعت میں دارالخلافت کے قلعہ میں داخل ہوئے۔

اس سال کا ایک عجیب وغریب واقعہ جو پیش آیا وہ جلال الدین مسعود کا انتقال ہے۔ اس کی ماں جسکو اس سے بہت زیادہ محبت تھی اس حالت میں جبکہ اس کی لاش رکھی ہوئی تھی اس کے ہاتھ سے افیون کھا کر دو تین گھنٹہ میں مر گئی۔ اسی زمانہ میں لعل خان نے جو شاہنشاہ اکبر کا بہت دوست تھا انتقال کیا۔ ہندوستان میں ایک قدیم رسم تھی کہ ہندوؤں کی بیوہ عورتین شوہر کی چتا پر ستی ہو جاتی تھین لیکن ماں کا بیٹے کے ساتھ جان دینا ضرور تعجب انگیز ہے۔ اسی زمانہ میں قاسم خان کی لڑکی صالحہ بانو سے حضرت بادشاہ نے عقد کیا اور پادشاہ محل کا لقب عنایت کیا۔ اور جب جہانگیر قلی خان حاکم بنگالہ کے انتقال کی خبر ملی تو اسلام خان کو اس کے بجائے بنگالہ کا حاکم مقرر کیا نیز شاہزادہ جہاندار کی اتالیقی بھی اس کے سپرد ہوئی اور صوبہ بہار اور پٹنہ کی حکومت افضل خان کے سپرد کی گئی۔ اسی اثنا میں مہابت خان کو سہ ہزاری منصب ذات اور دو ہزار دو پانچ سو سوار اور خلعت۔ گھوڑا۔ ہاتھی۔ ٹیکا۔ خنجر مرصع عنایت فرمایا گیا۔ نیز دیگر امرا جو کمک میں اس کے ساتھ شریک تھے ہر ایک کو ان کے مرتبہ کے لائق سلاح وغیرہ دے کر رانا کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا۔ اور بارہ ہزار جنگ آزمودہ سوار اس کی کمک کے لئے مقرر کئے۔ اور پانچسو سپاہی اور دو ہزار توپچی

اور ۷۰ توپیں اور کجنال وغیرہ اور ۶۰ ہاتھی اور بیس لاکھ روپیہ خزانہ بھی عنایت فرمایا اسی سال میر خلیل اللہ نے جس کا پہلے ذکر آچکا ہے۔ مرض اسہال میں وفات پائی۔ اور ماہ ربیع الاول کی ۱۹ تاریخ کو راقم اقبالنامہ معتمد خاں کے خطاب سے سرافراز ہوا اور اسی دن خانخاناں سپہ سالار حکم شاہی کے مطابق لاہور سے آیا اور اس نے مروارید دو تسبیحیں کی اور چند لعل و زمرد کے ٹکڑے بادشاہ کی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کیے جن کی قیمت تین لاکھ روپے تھی جواہر کے علاوہ طرح طرح کی نفیس اشیا بھی اس نے پیش کیں راجہ مان سنگھ کو حکم ہوا کہ اپنے وطن جا کر دکن کی جنگ کا سامان کر کے اس طرف روانہ ہو۔ شہنشاہ اکبر کے انتقال کے بعد نظام الملک کی سلطنت دکن میں جو بدنظمی پیدا ہوگئی تھی اس کی اصلاح کا خانخانان نے وعدہ کر لیا کہ دو سال کے عرصہ میں میں اس خدمت کو اس شرط پر انجام دونگا کہ اُس فوج کے علاوہ جو اس صوبہ میں مقرر ہے۔ بارہ ہزار سوار اور دو لاکھ روپیہ مجھکو اور دیا جائے چنانچہ بادشاہ نے حکم دیا کہ جلد از جلد یہ سامان دیکر خانخانان کو دکن روانہ کیا جائے۔

بہشت آباد کی زیارت اور اسکی تعمیر اس کے بعد حضرتِ بادشاہ شاہنشاہ اکبر کے مزار پر پیدل تشریف لے گئے امرائے عظام اور ارکانِ سلطنت اس سفر میں ہمراہ تھے زیارت کے بعد بادشاہ نے عمارت کو بہت غور سے دیکھا اور حکم دیا کہ جو چیزیں اس میں قابل مرمت ہیں ان کی مرمت کر دی جائے۔ چنانچہ بادشاہ نے پندرہ لاکھ روپیہ تعمیر کی مد میں عنایت فرمایا۔ اس سال ایک عجیب و غریب واقعہ یہ

پیش آیا کہ حکیم علی نقی نے اپنے گھر میں ایک حوض بنوایا اور حوض کی تہ میں ایک کمرہ بنوایا جو انتہائی روشن تھا اور اس کمرے میں کپڑوں کا ایک بقچہ اور چند کتابیں رکھدیں مگر ایک قطرہ پانی اس میں نہیں گرتا تھا۔ اور جو شخص چاہتا تھا اُس حوض میں اُتر جاتا تھا اور دو تین زینہ نیچے جاکر اس کمرہ میں پہنچ جاتا تھا اور وہاں جاکر گیلی تہبند کھول ڈالتا اور سوکھی تہبند باندھ لیتا تھا اور اس کمرے میں دس بارہ آدمیوں کی جگہ بھی غرضکہ حضرت بادشاہ یہ حوض دیکھنے گئے اور حکیم مذکور کو دوہزاری منصب عطا فرماکر واپس تشریف لائے۔

اسی دن خانخاناں کو دکن کی طرف جانے کا حکم ملا نیز بیش قیمت خلعت اور شمشیر وغیرہ عنایت ہوئی۔ مرتضیٰ کے بھائیوں سے چونکہ گجرات کے لوگ شاکی تھے لہٰذا بادشاہ نے اس کو بارگاہ میں بلوالیا اور گجرات کی حکومت خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کو عنایت کی۔

سنہ ۴ جلوس کا آغاز

شب پنجشنبہ ۱۴ ذوالحجہ ۱۰۱۷ھ جب آفتاب عالمتاب برج حمل میں آیا تو جلوس کے چوتھے سال کا آغاز ہوا اور میرزا برخوردار کو خان عالم کا خطاب عنایت ہوا اور یہ سلطنت کا انتہائی خیرخواہ تھا۔ رانا کی مہم جب حسب دلخواہ مہابت خاں سے سر نہ ہوسکی تو بارگاہ میں اُس کو بلوالیا اور بجائے اس کے عبداللہ خان کو سردار لشکر بناکر بھیجا اور اسی سال شاہزادہ پرویز کو صوبہ دکن کی حکومت عنایت ہوئی اور بیس لاکھ روپیہ دکن کے لشکر کے مصارف کے لئے عنایت

ہوا نیز شاہزادہ پرویز کی اتالیقی آصفخاں کو عنایت ہوئی امیر الامرا وغیرہ شاہزادہ کی کمک کو مقرر ہوئے اسی زمانہ میں ایک قلندر نے ایک شیر پیش کیا جو انتہائی قد آور اور عظیم الجثہ تھا اور اس قدر ہلا ہوا تھا کہ آدمیوں پر قطعاً حملہ نہیں کرتا تھا اور اس شیر کا نام لعل خاں تھا ایک دن بادشاہ نے اسکو اپنے سامنے بلوایا اور حکم دیا کہ یہ شیر بیل سے لڑایا جائے ایک طرف جوگی بھی کھڑے ہوئے یہ تماشا دیکھ رہے تھے اتفاق سے شیر جوگیوں کی طرف جھپٹا اور ان میں سے ایک جوگی کو جو ننگا تھا پکڑ لیا اور اس سے اپنی مادہ کی طرف جفتی کھانے لگا اور انزال کے بعد اس کو چھوڑا لیکن اس کو کوئی نقصان نہ پہونچا بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو کٹھرے سے نکال کر دریا کی طرف چھوڑ دیں اور تین چار محافظ اس کے ہمراہ رہیں چونکہ حضرت بادشاہ کو شیروں سے دلچسپی پیدا ہو گئی تھی لہٰذا چند شیر کے بچہ اور بھی خدمت میں پیش کئے گئے اور ہر شیر پر دو محافظ مقرر کئے گئے۔ غرضکہ عہد جہانگیری میں شیروں کی نمائش ایک عجیب و غریب چیز ہے۔

اسی سال مظفر حسین میرزا کی لڑکی کی شادی شاہزادہ خرم سے ہوئی اور پانچ ہزار روپیہ نقد علاوہ دیگر ساز و سامان کے جہیز کے طور پر دیا گیا۔ اور مرتضیٰ خاں موافق کو پنجہزاری ذات اور پنجہزار سوار کے منصب پر ممتاز فرمایا اور اسلام خاں کو جو صوبۂ بنگالہ کا حاکم تھا پنجہزاری ذات اور سوار کا مرتبہ عنایت ہوا۔ جب مکرر عرضیاں آئیں کہ دکن کی مہم شاہزادہ پرویز کے موجودہ لشکر سے سر نہیں ہو سکتی اور دکن کی دنیا طلب رعایا فوجیں جمع کر کے انتہائی کروفر سے عنبر کا ساتھ دے رہی ہے۔ تو خانخاناں کو دس بارہ ہزار سواروں کے ہمراہ جن میں سیف خاں بارہ

حاجی بیگ اوزبک، سلام اللہ عرب کو جو جونیرہ اور سفول کے حاکم رہ چکے تھے۔ شاہزادہ کی مدد اور کمک کو روانہ فرمایا۔ سلام اللہ جو شاہ عباس کو انتہائی عزیز تھا۔ اور شجاعت میں یکتا تھا بحکم الہی بادشاہ مذکور سے کبیدہ خاطر ہوکر دربار جہانگیری میں آگیا لیکن یہاں بھی اُس سے کوئی کام نہ ہو سکا اور پیراہن ہستی آتش شراب میں جلاکر فنا ہوگیا۔ زردوزی کا خلعتِ خاص اور شمشیر مرصع اور خاص گھوڑا مع زین مرصع اور خاص فیل اور تومان[1] وطوغ[2] وغیرہ خانجہاں کو عنایت ہوا اور راقم اقبالنامہ کو حکم ہوا کہ عبداللہ خاں کے پاس جاکر۔۔۔ ان بارہ ہزار سواروں میں سے جو رانا کی سرکوبی کے لئے مقرر ہیں۔ چار ہزار سوار۔۔۔۔۔۔۔ لیکر اجین اور مندو کے اطراف میں خاں جہاں کے حوالہ کرکے واپس آئے! ور یہ بھی حکم ہوا کہ ایک لاکھ روپیہ اُس آدمی کو جو روپیہ اپنے ہمراہ لیکر جائیگا بطور مدد دیا جائے۔ اسی تاریخ کو حضرتِ بادشاہ شکار کے ارادہ سے پرگنۂ باری تشریف لے گئے۔

جلوس جہانگیری کے پانچویں سال کا آغاز

یکشنبہ ۲۴ ذوالحجہ ۱۰۱۸ھ کو پرگنۂ باری میں سالانہ جلوس کی خوشی میں جشن منایا گیا چونکہ ہوا میں گرمی پیدا ہوگئی تھی لہذا اعلیجاہ دارالخلافت تشریف لائے اسی اثنا میں صوبہ والوں کی عرضیوں سے معلوم ہوا کہ ولی محمد خاں والیِ توران نے شاہ عباس والی ایران سے ایک درخواست

---

[1] بیس روپے کے برابر ایک سکہ ہے۔ [2] نشان فوج۔

کی ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ جب ولی محمد خاں کے ہاتھ تختِ سلطنت آگیا تو چار سال تک یہ انصاف اور عدل سے کام لیتا رہا اور رعایا کو انتہائی خوش رکھا بعد ازاں اس کے عادات و اطوار بدل گئے اور اسنے ستم شعاری شروع کردی۔ چنانچہ چند بہترین اوزبکی سرداروں کو قتل کرادیا۔ اسی اثنا میں چند اوزبکی امرا کی تحریک سے امام قلی خان اور نذر محمد سلطان نے اُس پر یورش کردی اور اس کے ملک کا بہت سا حصہ اپنے قبضہ میں کرلیا۔ ولی محمد خان نے ہر چند ہاتھ پیر ماسے لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا آخر کار اس پر ادبار چھا گیا۔ جب اس کو یقینی طور پر معلوم ہوگیا کہ ہمارا نصیب یاوری نہیں کرسکتا تو والی ایران شاہِ عباس کی پناہ میں آیا کہ شائد ان کی مدد سے کچھ کام بن جائے۔ بادشاہ نے بھی بہت خاطر و تواضع کی مختصر یہ کہ ولی محمد خاں نے ایک مہینہ بیندرہ دن اصفہان میں رہکر بادشاہ سے اجازت مانگی اور تنہا اپنی سرحد پر آدھمکا اور یہاں سے بادشاہ کے دار السلطنت آکر امام قلیخاں سے آمادۂ جنگ ہوگیا۔ آخر کار سمرقند میں شکست کھاکر قتل کردیا گیا۔ اسکی مدتِ سلطنت چھ سال ہے۔

میر علی مہرکن کی وفات کا عجیب و غریب واقعہ	اس سال ایک اور عجیب واقعہ پیش آیا وہ یہ کہ میر علی مہرکن جو مہر کنی میں انتہائی ماہر تھا اور نقشی تخلص کرتا تھا

نیز درویش صفت انسان تھا اور حضرت بادشاہ کا ہم سبق بھی رہ چکا تھا انتقال کرگیا۔ مختصر طور پر اس واقعہ کی نوعیت یہ ہے کہ پنجشنبہ کے دن دربار میں کچھ قوال گا رہے تھے:۔

ہر قوم راست راہے دینے و قبلہ گاہے   من قبلہ راست کردم بر سمتِ کج کلاہے

حضرتِ بادشاہ نے ملا علی احمد کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اس شعر کی حقیقت کیا ہے؟

ملا علی احمد نے عرض کی کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ ایک روز حضرتِ شیخ نظام الدین اولیاءؒ سر پہ کلاہِ قلندری کج رکھکر اپنے کوٹھے پر سے دریائے جمنا کے کنارے ہندؤں کے پوجا پاٹ کا تماشا دیکھ رہے تھے اتفاق سے امیر خسرو بھی آگئے حضرتِ شیخ امیر خسرو کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے۔

ع ہر قوم راست راہے دینے و قبلہ گاہے

امیر خسرو نے فی البدیہہ شیخ کی طرف متوجہ ہو کر عرض کی ع من قبلہ راست کردم بر سمت کجکلا ہے۔ ملا علی احمد نے ابھی مصرعہ ثانی پورا نہیں پڑھا تھا کہ بیخود ہو کر گرے اور فنا فی اللہ ہو گئے۔

جعلی خسرو کا خروج اس واقعہ کی اجمالی کیفیت یہ ہے کہ افضل خان صوبہ بہار کا گورنر گورکھپور آیا جو پٹنہ سے ۶۰ کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور پٹنہ میں شیخ حسام بنارسی اور غیاث بیگ کو جو اس صوبہ کے دیوان تھے دیگر عہدہ داروں کی ایک جماعت کے ساتھ چھوڑ آیا۔ اتفاق سے قطب نامی ایک غیر معروف شخص فقیرانہ لباس میں ولایت اوجینہ سے جو پٹنہ کے اطراف میں واقع ہے یہاں آیا اور چند مفسدوں سے مل کر دوستی پیدا کرلی اور لوگوں میں اعلان کر دیا کہ میں خسرو ہوں قید سے بھاگ کر یہاں آیا ہوں۔ اگر تم لوگ میرے ساتھ رہکر میری مدد کروگے تو جب میرا کام بنجائیگا تو میں تم کو اس سلطنت میں اپنا شریک بنالونگا۔ غرضکہ وہ لوگ اس کے فریب میں آگئے اور اُن کو یقین ہو گیا کہ

یہ خسرو ہے اور بہت سے سوار اور پیادے اُس کے پاس جمع ہو گئے اور وہ بہت جلد پٹنہ پہنچکر قلعہ میں آیا شیخ بنارسی گھبراہٹ میں قلعہ کی حفاظت نکر سکا بلوائی قلعہ میں گھس آئے شیخ مذکور اس دریچہ سے جو دریا کی سمت واقع تھا غیاث بیگ کو ہمراہ لیکر کشتی پر بیٹھ افضل خاں کے پاس پہنچا ادھر مفسدوں نے افضل خاں کے مال پر قبضہ کر کے لٹانا شروع کر دیا اور شہر کے بہت سے نادار اور مفلس لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور یہ وحشت انگیز خبر گورکھپور میں افضل خاں کو پہنچی اور شیخ بنارسی اور غیاث بیگ بخشی نے بھی افضل خاں کے پاس پہنچکر واقعہ کا اظہار کیا۔ اور اس کو باور کرا دیا کہ یہ خسرو نہیں ہے چنانچہ افضل خاں شاہی اقبال کی مدد سے اُس مفسد گروہ کی سرکوبی کے لئے آمادہ ہو گیا جب اس نے افضل خاں کی آمد کی خبر سنی تو قلعہ کو اپنے ایک معتبر آدمی کے سپرد کر کے خود پیادوں اور سواروں کی ایک جماعت کے ساتھ دریائے پن پن کے کنارے آکر لشکر کشی کی چونکہ اقبال شاہی ہر جگہ اور ہر وقت جاں نثاران سلطنت کے شامل حال رہتا ہے لہٰذا تھوڑی ہی دیر میں شاہی فوج نے مخالف کی فوج کو شکست دی اور مخالف قلعہ میں گھس گیا لیکن اضطراب و گھبراہٹ کی وجہ سے قلعہ میں محفوظ نہ رہ سکا نیز افضل خاں بھی قلعہ میں گھس گیا اور وہ نافرجام قلعہ سے نکلکر افضل خاں کے مکان پر جا پہنچا اور دروازہ بند کر کے دریچہ سے تیر چلانا شروع کر دئے۔ تقریباً تیس آدمیوں کو تیر سے زخمی کر ڈالا۔ جب وہ مجبور ہو گیا اور اس کے ساتھی بھی بھاگنے لگے تو اس نے نکل کر بھاگنے کا ارادہ کیا اتنے میں افضل خاں آگیا اور اس نے ایک ہی ہاتھ میں اس کا کام تمام کر دیا۔ چنانچہ یہ خبر بادشاہ کو پہونچی بادشاہ

نے حکم دیا کہ شیخ حسام بنارسی اور غیاث بیگ نیز دوسرے عہدہ داجنھوں نے شہر اور قلعہ کی حفاظت میں سستی سے کام لیا ہے ان کی داڑھی اور سر منڈوا کر گدھے پر اوندھا سوار کر کے یہاں بھیجدو۔ تاکہ اس واقعہ کو دیکھکر شہر اور قصبہ کے لوگ عبرت حاصل کریں اور مرتضیٰ خاں کو پنجاب کی (جو ممالک محروسہ میں سب سے بڑا صوبہ ہے) گورنری عطا ہوئی اور تاج خاں جو صوبہ ملتان کا حاکم تھا کابل کی حکومت پر مقرر ہوا۔ اس سے پہلے مہابت خاں کو خانخاناں کے لانے کے لئے دکن بھیجا تھا اسی عرصہ میں وہ خود بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوگیا اور چند روز کے بعد خانخاناں بھی آگئے۔

صوبۂ دکن میں فساد اور خانخاناں کی واپسی

خانخاناں نے اس سے پہلے عہد کیا تھا کہ وہ دو تین سال کی مدت میں دکن کی بغاوت کو فرو کردیگا لیکن برہانپور پہنچتے ہی اُس نے سلطان پرونیز کو بالا گھاٹ کی طرف ایک لشکر کے ساتھ بھیجدیا اگرچہ اسوقت موقعہ نہ تھا نیز سرداروں کے باہمی اختلاف سے نوبت یہ پہنچی کہ غلہ کی گرانی سے تمام آدمی پریشان حال ہوگئے اور گھوڑے اور اونٹ ضائع ہوگئے اتفاق سے اس دن بارش بھی بے موقع ہوئی جو واقعی قہر الٰہی تھی اور فوج کی ہمت پست ہوگئی مجبوراً مصالحت کرنا پڑی۔ اگرچہ مصالحت فوجِ شاہی کے شایانِ شان نہ تھی چار وناچار برہانپور کی طرف مراجعت کی۔

غرضکہ جب لشکر کی پریشان حالی کی وجہ سے فتح نہ ہوسکی اور لشکر برہانپور آگیا تو خیر خواہانِ سلطنت نے اس ناکامیابی کو خانخاناں کی بداندیشی پر محمول کیا اور بارگاہِ شاہی میں ایک عرضی بھیجکر خود کنارہ کش ہوگئے خصوصاً

خانجہاں نے خانخاناں کی بداندیشی اور بدخواہی کے ضمن میں یہاں تک لکھا کہ یہ خدمت مستقل طور پر اس کو عنایت کی جائے یا اس کو درگاہ میں بلا کر اس پروردۂ نعمت یعنی خانجہاں کو ملک دکن کی مہم پر بھیجا جائے اور تیس ہزار موجودہ سوار جن کے پاس بہترین گھوڑے ہیں اس فدوی کی مدد کے لئے مقرر کئے جائیں تاکہ شاہی اقبال کی برکت سے دو سال کی مدت میں تمام ملک جو مخالف کے قبضہ میں ہے نکل آئے نیز فدوی قلعہ پر قبضہ کر کے سرحد کا انتظام درست کر لے صرف یہی نہیں بلکہ ولایت بیجاپور کو بھی ممالک محروسہ میں داخل کر دے اور اگر اس خدمت کو فدوی مدت مذکور میں انجام نہ دے گا تو کبھی دربار میں منہ نہ دکھائیگا۔ چونکہ خانخاناں کا دکن میں رہنا مصلحت وقت خلاف تھا لہٰذا لشکر کی سرداری خانجہاں کو عطا ہوئی۔ اور خانخاناں کو درگاہ والا میں بلا لیا گیا۔

اسی تاریخ کو شاہزادۂ خرم کی شادی کی تقریب میں جشن منایا گیا اور عالیجاہ انتہائی مسرت کے ساتھ شاہزادۂ والاقدر کے یہاں تشریف لے گئے اور محفل جشن منعقد فرمائی نیز اکثر امرا کو خلعت عنایت فرمائے۔ چونکہ دکن کی مہم خانخاناں نیز دوسرے امرا کی بدانتظامی سے سر نہ ہو سکی تھی اور اقبالمند لشکر بہ ناکامی مراجعت کر گیا تھا لہٰذا خان اعظم کو ایک قوی لشکر کے ساتھ دکن روانہ کیا اور دس ہزار کی فوج اس کی کمک کو مقرر کی اور اس دس ہزار فوج کے علاوہ دو ہزار کی فوج اور بھی روانہ کی علاوہ اس کے تیس لاکھ روپیہ مع جنسہ ہاتھیوں اور خلعت فاخرہ اور شمشیر مرصع اور گھوڑے وغیرہ کے عطا فرمایا۔ نیز پانچ لاکھ روپیہ

خانخاناں کی مدد کے لئے عنایت فرمایا۔

عالیجاہ کا شکار کو جانا

اس کے بعد عالیجاہ نے شکار کا قصد فرمایا اتفاق سے انوپ رائے نے جو بہت مقرب تھا اثنائے شکار میں ایک درخت پر چند چیلیں بیٹھی دیکھیں اور تیر و کمان ہاتھ میں لیکر ان کو مارنا چاہا کہ اتنے میں درخت کے جھنڈ میں ایک نیم خوردہ گائے دیکھی ابھی دیکھ ہی رہا تھا کہ ایک عظیم الجثہ شیر نہایت غضبناک ایک جھاڑی سے نکل کر چلنے لگا باوجودیکہ دو گھڑی سے زیادہ دن نہیں رہا تھا لیکن چونکہ عالیجاہ کو شیر کے شکار کا بہت شوق تھا اس نے چند آدمیوں کو بادشاہ کی خدمت میں یہ خبر پہونچانے کے لئے روانہ کیا۔ بادشاہ اس خبر کے سنتے ہی تشریف لائے اور شاہزادہ والا قدر اور رامداس اور اعتماد رائے اور حیات خاں اور دو ایک دو تین آدمی بھی ساتھ ہو لئے اور موقع پر آ پہنچے غرضکہ یہاں آکر دیکھا تو شیر ایک درخت کے سایہ میں بیٹھا تھا۔ عالیجاہ نے ارادہ کیا کہ اُس کی پیٹھ پر بندوق ماریں چونکہ گھوڑا شوخ تھا اور ایک جگہ نہیں ٹھہرتا تھا مجبوراً بندوق کی نال سیدھی کی اور پیدل ہو کر نشانہ مارا لیکن پتہ نہ چلا کہ وہ نشانہ اس کے لگا بھی یا نہیں کہ اتنے میں ایک تیر مارا تیر کے مارتے ہی شیر اپنی جگہ سے اُٹھ کر میر شکار پر جو باز ہاتھ میں لئے ہوئے قریب کھڑا تھا ایک حملہ میں زخمی کر کے پھر اپنی جگہ پر چلا گیا۔ اس کے بعد عالیجاہ نے بندوق بھر کر سہ پایہ پر رکھی اور سہ پائے کو انوپ رائے نے مضبوط پکڑ لیا اور اس کے پاس ایک تلوار اور ڈنڈا بھی تھا اور شاہزادہ خرم عالیجاہ کے بائیں طرف کھڑے تھے اور رامداس اور دیگر خدمتگار عالیجاہ کے پیچھے کھڑے تھے کہ شیر

غضب آلود ہو کر اُٹھا حضرتِ بادشاہ نے فوراً بندوق بھری اور نشانہ مارا۔ نیز لوگوں نے اُس کے منھ پر تیر اور بندوق سے بھی حملہ کیا بندوق کی آواز اس قدر دہشتناک تھی کہ جو لوگ عالیجاہ کے پیچھے کھڑے تھے گر پڑے۔ نیز عالیجاہ بھی تھوڑی دور جاکر گر پڑے اور شیر نے نکل کر لوگوں پر حملہ کردیا۔ انوپرائے ... پایہ کو چھوڑ کر شیر کی طرف بڑھا اور شیر بھی اس کی طرف بڑھا ... انوپرائے کے ہاتھ میں جو ڈنڈا تھا اس نے شیر کے سر پر رسید کیا شیر اس کو زمین پر گرا کر اس کے دونوں ہاتھ چبانے لگا اسی اثنا میں شاہزادہ شیر دل نے تلوار نیام سے نکال کر شیر پر ایک وار کیا اور حیات خاں نے بھی چند ڈنڈے مارے یہاں تک کہ شیر کی دونوں آنکھیں کٹ گئیں اتفاق سے اسوقت صالح نام چراغچی گھبرایا ہوا آرہا تھا کہ شیر سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ شیر نے ایک طمانچہ میں اس کا کام تمام کردیا اتنے میں ہر طرف سے لوگ آپڑے اور شیر کا خاتمہ کردیا۔ غرضکہ اس جرءات کے صلہ میں انوپرائے کو انیرائے سکھدلن کا خطاب ملا نیز عہدہ بھی بڑھا۔

اسی اثنا میں خبر آئی کہ شاہزادہ خرم کے یہاں لڑکی پیدا ہوئی عالیجاہ نے اُس کا نام پرہیز بانو تجویز فرمایا۔

سنہ ۶ جلوس کا آغاز

۱۱ محرم ۱۰۲۲ھ کو جلوس کی رسم ادا کی گئی اور اس جشن میں یادگار علی سلطان شاہ ایران کا ایلچی جو اکبر کی تعزیت اور جلوس اشرف کی تہنیت کی غرض سے آیا تھا قدمبوسی کی سعادت سے مشرف ہوا اور

جو سوغات کہ شاہ عباس نے بھیجی تھی یعنی گھوڑے اور عمدہ عمدہ کپڑے اور دیگر انواع و اقسام کی چیزیں وغیرہ اُس نے بادشاہ کے سامنے پیش کیں بادشاہ نے بھی ایک عمدہ خلعت اور تیس ہزار روپیہ نقد جو عراق کے مروجہ سکہ کے اعتبار سے ایک ہزار تومانؔ کے برابر ہے ایلچی مذکور کو عنایت فرمایا۔ اس مکتوب کا خلاصہ جو شاہ عباس نے حضرت بادشاہ کو لکھا تھا حسب ذیل ہے۔

شاہ عباس کا خط عالیجاہ کے نام

فیض ربانی کا ابر جب تک کہ عالم ایجاد پر فیض کی بارش کرتا رہے جہانگیری اقتدار کا نونہال اسوقت تک ہرا بھرا رہے۔

عرض حال یہ ہے کہ مژدہ جلوس والا کی خبر سنکر اپنے معزز ترین محرم راز کو تہنیت کے مراسم کی ادائیگی کے لئے درگاہِ والا میں روانہ کرتا ہے۔ اور خدا سے اُمیدوار ہے کہ وہ اقبال جہانگیری کو ہمیشہ دائم و قائم رکھے۔

احداد کا کابل پر حملہ

اس عرصہ میں یہ واقعہ بھی خاص اہمیت رکھتا ہے جسکی تفصیل یہ ہے کہ چونکہ اسی نامسعود دور میں خانِ دوراں مع سردارانِ لشکر کے حدود بنگش میں مقیم تھا اور معز الملک بخشی اپنے چند ملازموں کے ساتھ کابل میں فروکش تھا احداد نے موقع پاکر مع سوار اور پیادوں کے کابل پر چڑھائی کی معز الملک نے بھی حتی الوسع مخالفین کی شورش کو فرو کرنے کی کوشش کی لیکن چونکہ افغانی چند تو بیں لیکر کوچہ و بازار میں گھس آئے لہٰذا معز الملک مقابلہ نہ کر سکا اور قلعہ میں داخل ہو گیا۔ ادھر کابلی بھی جم گئے لوگوں نے اپنے اپنے کوٹھوں

[illegible] کے برابر ایک سکہ ہے

اور گھروں سے تیر چلانا اور بندوق مارنا شروع کر دیا چنانچہ ایک کثیر جماعت کو قتل کر دیا بقیہ افغانیوں کے پیر اکھڑ گئے حضرت بادشاہ کے اقبال کی مدد سے تقریباً سو آدمی مارے گئے۔

جب یہ وحشت اثر خبر نادر علی میدانی نے جو لوہ گڈھ میں تھا سنی تو وہ انتہائی سرعت کیساتھ مسافت طے کر کے آخر دن تک شہر میں آ پہونچا اور ان باغیوں کے تعاقب کو روانہ ہوا۔ چونکہ فاصلہ بہت تھا وہ کچھ کر نہ سکا مجبوراً واپس ہوا۔ اسی اثنا میں نے قلیچ خاں نے لاہور سے آکر قدمبوسی کی سعادت حاصل کی عالیجاہ نے اس کو کابل کی حکومت عنایت کی اور احداد کی سرکوبی اور افغانستان کی تسخیر کے لئے متعین فرمایا صوبہ پنجاب مرتضیٰ خاں کو عنایت ہوا خانخاناں کی جاگیر کی حفاظت اور اس کی اولاد کی تربیت کے لئے قنوج اور کالپی کی حکومت کی طرف سے تنخواہ مقرر ہوئی۔ نیز خانخاناں کو یہ بھی حکم ملا کہ وہ خود اپنے جاگیری حدود میں جاکر اُس طرف کے باغیوں اور سرکشوں کو کافی سزا دے اور اُن کی سرکوبی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے۔

اعتماد الدولہ کی لڑکی کی شادی

منجملہ اُن واقعات کے جو اس عرصہ میں رونما ہوئے اعتماد الدولہ کی لڑکی کی شادی کا واقعہ بھی قابل ذکر ہے جس کی اجمالی تصویر یہ ہے کہ مرزا غیاث بیگ پسر خواجہ محمد شریف طہرانی جو اپنے ابتدائی دور میں محمد خاں تکلو حاکم خراسان کا وزیر تھا۔ محمد خاں کے انتقال کے بعد طہماسپ صفوی کی خدمت میں آیا اور بادشاہ مذکور نے اپنا قلمدانِ وزارت

اس کے حوالہ کردیا خواجہ مذکور کے دو لڑکے تھے ایک کا نام آقا طاہر
اور دوسرے کا نام میرزا غیاث تھا۔ خواجہ نے میرزا غیاث کی شادی
میرزا علاء الدولہ کی بیٹی سے کردی باپ کے انتقال کے بعد میرزا
غیاث اپنے دو لڑکوں اور ایک لڑکی کو ہمراہ لیکر ہندوستان آرہا تھا
کہ قندھار میں دوسری لڑکی پیدا ہوئی غرضکہ فتحپور آکر اُس نے اکبر کے
دربار میں رسائی حاصل کی چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں یہ دیوان بیوتات
ہوگیا۔ میرزا غیاث بیگ باوجود انشا پرداز اور دانا ہونے کے نہائی
نیک ذات اور نکار گذار تھا اس نے شعرائے متقدمین کا بہت تتبع
کیا تھا اور خود بھی سخن سنج تھا اور خط شکست خوب لکھتا تھا خدمت شاہی
سے فراغت کے بعد بقیہ اوقات شعر و شاعری میں گذارتا تھا ارباب
حاجت سے نہایت اچھی طرح پیش آتا اور ان کی حاجت برآری کرتا تھا
لیکن رشوت لینے میں بہت دلیر تھا جس زمانہ میں اکبر بادشاہ لاہور
میں تھے۔ علی قلی بیگ استجلو جو شاہ سمعٰیل کا تربیت کردہ تھا عراق سے
آکر ملازمین درگاہ میں شامل ہوا اور حکم الٰہی کے مطابق اس کی شادی میرزا
غیاث کی لڑکی سے جو قندھار میں پیدا ہوئی تھی کردی گئی اور آخر میں
جہانگیر کی خدمت میں شیر افگن کے خطاب اور مناسب عہدہ سے سرفراز
ہوا اور جلوس کے بعد صوبہ بنگال میں اسکو جاگیر عنایت ہوئی اور اس طرف
بھیجدیا گیا۔ اور جب شیر افگن اپنے عمل کی پاداش میں قتل کیا گیا تو اس
صوبہ کے منتظمین کار لوگوں نے میرزا غیاث کی لڑکی کو بارگاہ شاہی میں
روانہ کردیا تھوڑے دنوں میں اس کی قسمت جاگی اور اس کے چمن زار
حسن میں بہار آئی خلاصہ یہ کہ نوروز کے جشن کی محفل میں حضرت بادشاہ کی

نظر اس پر پڑی اور یہ بادشاہ کی منظور نظر بن گئی اور اس کی ترقی ہونے لگی۔ عالیجاہ نے پہلے نور محل اور چند روز کے بعد نورجہاں بیگم کا خطاب عنایت فرمایا اور اس کے تمام اعزا ارشاہانہ نوازشوں سے بہرہ یاب ہوئے غرضکہ اعتماد الدولہ کا ہر عزیز اور غلام اور خواجہ سرا اپنے تقرب کے اعتبار سے مناسب مراتب پر فائز ہوا اور ہر ایک کو خانی اور ترخانیؔ خطاب عطا ہوا۔ دلآرام نامی دائی جس نے نورجہاں بیگم کو دودھ پلایا تھا۔ حاجی کوکہ کے بجائے صدرِ اناث مقرر ہوئی۔ سوائے خطبہ کے تمام امور سلطنت نورجہاں بیگم انجام دیتی تھی یہاں تک کہ رائج الوقت سکہ پر بھی نورجہاں بیگم کی یہ مہر ہوتی تھی:۔

بحکم شاہِ جہانگیر یافت صد زیور
بنامِ نورجہاں بادشاہ بیگم۔۔۔۔۔ زر

رفتہ رفتہ نورجہاں بیگم نے تمام امور سلطنت اپنے ہاتھ میں لے لئے اور بادشاہ کا صرف نام ہی نام رہگیا۔ عالیجاہ اکثر فرماتے تھے مجھکو صرف سیر بھر شراب اور آدھ سیر گوشت کی ضرورت ہے۔

نورجہاں بیگم کی فیاضی اور نیک نہادی کا یہ عالم تھا کہ جب کوئی مصیبت زدہ فریاد لیکر آتا تھا فوراً اُس کی حاجت برآری کرتی تھی جس مظلوم نے اسکی بارگاہ میں جاکر پناہ لی اس کو ظلم و ستم سے نجات دلائی۔ نیز جہاں کہیں کسی یتیم کنواری لڑکی کی خبر سنی فوراً اُس کی شادی کا انتظام کرادیا اسی

لہ بضم اول اس شخص کو کہتے ہیں جسکو بادشاہ نے شاہی آداب کی بجا آوری معاف کردی ہو نیز شریف و رئیس آدمی۔

زمانہ میں عبداللہ خاں کو گجرات کی حکومت عنایت ہوئی اور چار لاکھ روپیہ فوج کے ساز و سامان کے لئے بھی عنایت ہوا اور بجائے اُس کے راجا باسو رانا کی مہم پر مامور ہوا۔

ایک نقّاش کا قصّہ | اسی زمانہ میں ایک شاہی غلام نے جو نقاشی میں صاحبِ کمال تھا۔ اپنے فنّی کمالات کے ایسے جوہر دکھائے جو آج تک کسی نے نہیں دیکھے تھے اس نے ایک خندق کے پوست پر چار تصویریں بنائی تھیں پہلی تصویر میں دو پہلوان دکھائے تھے جو باہم کشتی لڑ رہے تھے اور ایک شخص نیزہ ہاتھ میں لئے کھڑا تھا اور ایک دوسرے شخص کے ہاتھ میں ایک سی اور پتھر تھا اور ایک آدمی زمین پر ہاتھ ٹیکے بیٹھا تھا اور اس کے سامنے ایک لکڑی اور ایک کمان اور ایک برتن رکھا تھا۔ دوسری تصویر میں ایک تخت بنایا اور اس پر شامیانہ دکھایا جس کے نیچے ایک رئیس پیر پر پیر رکھے بیٹھا تھا اور اس کے پیچھے تکیہ نظر آ رہا تھا نیز اس کے پانچ خدمتگار پیش و پس کھڑے تھے۔ اور درخت کی شاخ اُس پر سایہ کئے تھی۔ تیسری تصویر میں ایک نٹ دکھایا جو ایک لکڑی پر کھڑا تھا۔ اور اس لکڑی میں تین رسیاں بندھی تھیں۔ اور وہ نٹ اس رسی پر اپنا سیدھا پیر اپنے سر کے پیچھے سے لاکر بائیں ہاتھ سے پکڑے تھا اور ایک دوسرا نٹ ایک بکرا لکڑی پر لئے کھڑا تھا۔ اور ایک شخص گردن میں ڈھول لٹکائے ہوئے بجا رہا تھا ان میں سے ایک شخص رسی کو دیکھ رہا تھا اور پانچ آدمی اور تماشا دیکھ رہے تھے جن میں سے ایک کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی۔ اور چوتھی تصویر حضرت عیسیٰؑ کی تھی جن کو ایک درخت کے نیچے بیٹھا دکھایا تھا اور ایک شخص اُن کے

پیر پر سر جھکائے تھا اور ایک بڈھا آدمی اُن سے باتیں کر رہا تھا اور چار آدمی اور کھڑے تھے۔

اسی اثنا میں حکم ہوا کہ عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ گجرات ناسک اور ترنبک کے راستہ سے دکن آجائے رامداس کچھواہہ کو جو اکبر بادشاہ کے معتمدین میں سے تھا راجہ کے خطاب سے سرفراز فرمایا نیز نقارہ اور گھوڑا اور ہاتھی اور خلعت بھی عنایت ہوا اور خان مذکور کی مدد کیلئے بھیجا گیا اور قلعۂ رنتھنبور جو ہندوستان کا ایک مشہور قلعہ ہے۔ رامداس مذکور کو عنایت ہوا پانچ چار لاکھ روپیہ جو عبداللہ خاں کے لشکر کے لئے مقرر ہوا تھا روپ خواص اور شیخ انبیا کے ہمراہ خان مذکور کے پاس بھیجا گیا۔ خواجہ ابوالحسن بھی اس طرف بھیجا گیا اسی اثنا میں موضع سمو کر میں جو اکبر آباد کی عمدہ شکار گاہ ہے وحوش کے شکار کا حکم ہوا۔ اور اس وسیع میدان میں قناتیں ڈال دی گئیں اور ہرنوں کو ہنکا کر اس میدان میں لائے اور سات دن تک برابر شکار کھیلا جاتا رہا نوسو سترہ ہرن جن میں نرو مادہ دونوں تھے شکار ہوئے اور چھ سو چالیس ہرن گرفتار ہوئے اُن میں سے چار سو فتحپور بھجوائے تا کہ چوگان بازی کے میدان میں چھوڑ دئے جائیں۔ اور تقریباً سو ہرنوں کی ناک میں چاندی کے چھلے چھوڑ کر جنگل میں چھوڑ دیا۔ اور جو ہرن کہ بندوق سے مارے گئے تھے وہ امرا اور ملازمین شاہی کو تقسیم کر دیئے گئے۔ جب بادشاہ کو یہ خبر دی گئی کہ سرحد کے امرا چند ایسے امور کے مرتکب ہوئے ہیں جو ان کی شان کے خلاف ہیں۔ تو عالیجاہ کی طرف سے فرمان جاری ہوا کہ جن امور سے فرمان ہذا میں اجتناب کی تاکید ہے

اور جو بادشاہوں کے لئے مخصوص ہیں ان کو عمل میں نہ لائیں اول یہ کہ جھروکہ میں نہ بیٹھیں اور شاہی ملازمین کو آداب بجا لانے کے لئے مجبور نہ کریں اور ہاتھی کی لڑائی نہ کرائیں۔ اور سزا دینے میں آدمی کو اندھا نہ کریں نیز کان ناک نہ کاٹیں اور اپنے ملازمین کو خطاب نہ دیں اور گھر سے نکلتے وقت نقارہ نہ بجوائیں اور جب گھوڑا اور ہاتھی ملازمین شاہی اور اپنے نوکروں کو دیں تو لگام اور کپڑا ڈال کر نہ دیں۔ اور بادشاہی نوکروں کو بیدل اپنے آگے نہ چلائیں اور اگر اُن کو کچھ لکھیں تو کاغذ پر مہر نہ لگائیں

سنہ جلوس کا آغاز

۱۶ محرم سنہ ۱۰۲۱ھ شنبہ کے دن جشن منایا گیا اس جشن میں خسرو اوزبک نے جو خسرو قرقچی کے نام سے مشہور تھا قدمبوسی کی سعادت حاصل کی

بنگال کے حالات | اور اسی زمانہ میں اسلام خاں کی ایک عرضی آئی کہ عثمان خاں قتل ہو گیا اور وہ سرزمین افغانیوں کی نحوست سے پاک ہو گئی۔

ملک بنگال اقلیم دوم میں واقع ہے بنگال کا طول چاٹگام سے لیکر گڈھی تک ساڑھے چار سو کوس اور عرض کوہستان شمالی سے سرکار مدارن تک دو سے بیس کوس ہے اور اس کی آمدنی ایک کروڑ پچاس لاکھ روپیہ ہے۔ گذشتہ ایام میں وہاں کے حکام کے پاس بیس ہزار سوار ایک لاکھ پیادے اور ایک ہزار ہاتھی اور چار پانچ ہزار مضبوط جنگی کشتیاں اور توپ خانے وغیرہ تھے۔ شیر خاں اور اس کے لڑکے سلیم خاں کے زمانہ سے وہ ملک افغانیوں کے قبضہ میں آیا اور جب اکبر بادشاہ تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوئے تو اس ملک پر قبضہ

کرنے کے لئے فوجیں بھیجیں امرا نے عرصہ تک کوششیں کیں اور افغانیوں کو اس ملک سے نکال دیا لیکن وہ چند افغانی جو سرحد بنگال میں باقی رہ گئے تھے جن کا سردار عثمان تھا اکبر کے زمانہ میں اس سے بہم لڑائیاں ہوئیں خصوصاً راجہ مان سنگھ کے دور حکومت میں بہت بڑی بڑی لڑائیاں ہوئیں مگر کامیابی نہ ہوئی غرضکہ اس زمانہ میں جب اسلام خاں بنگال کا حاکم ہوا تو ایک فوج شجاعت خاں کی سرداری میں عثمان خاں کی سرکوبی کے لئے مقرر ہوئی اور اکثر نامی امرا جو اس صوبہ میں موجود تھے مثلاً کشور خاں ابن قطب الدین خاں کوکہ اور افتخار خاں اور سید آدم بارہہ اور شیخ اچھہ اور معتمد خاں اور معظم خاں اور اہتمام خاں اور دوسرے ملازم اس کی مدد کے لئے مقرر ہوئے اور یہ لوگ جب اس کے حدود میں پہنچ گئے تو انھوں نے پہلے اپنا ایک سفیر ترجمان اس کے پاس بھیجکر اس کو نصیحتیں کیں مگر چونکہ اس کے دماغ میں غرور و نخوت کا سودا سمایا ہوا تھا اس نے اس طرف کوئی توجہ نہ کی اور لڑائی پر آمادہ ہوگیا اور اس طرف سے شاہی فوج بھی مسلح ہوکر جنگ و قتال پر تل گئی۔ جب عثمان خان کو خبر پہنچی کہ شاہی جری لشکر تلواریں باندھکر آمادہ کارزار ہے تو وہ بھی صف کشتی کرکے مقابلہ کو آیا اور طرفین میں سخت جنگ چھڑ گئی طرفین کے اکثر جانباز سپاہی کام آئے آخر کار شاہی اقبال سے عثمان خاں بری طرح زخمی ہوا اور خیمہ میں پہنچتے پہنچتے ختم ہوگیا ولی عثمان خان کا بھائی اور ممریز اس کا لڑکا بھی خیمہ وغیرہ کو چھوڑکر اور اس کی لاش لیکر رات ہی کو فرار ہوگیا اور اس وقت ایک غیبی تائید

یہ ہوئی کہ معتمد خان جو آخر میں لشکر خانی خطاب سے سرفراز ہوا تھا مع عبدالسلام
اور دیگر ملازمین کے تین ہزار سواروں اور چار ہزار توپچی سواروں کے
ہمراہ یہاں آ پہونچا۔ شجاعت خاں اس لشکر کو لیکر اُس باغی گروہ کے
تعاقب میں روانہ ہوا۔ جب ولی کو شجاعت خاں کے آنے کی خبر معلوم
ہوئی تو اس نے بارگاہِ شاہی کے ملازمین کے پاس اس مضمون کی عرضی
بھیجی کہ عثمان خاں تو مر گیا اب ہم سب آپ کی اطاعت قبول کرتے
ہیں۔ اور عثمان خاں کے ہاتھی بطور پیش کش روانہ کرتے ہیں۔ غرضکہ شجاعت
خاں اور معتمد خاں اور دیگر ملازمین نے اس کو اطمینان دلاکر جان بخشی کا
وعدہ کیا دوسرے ہی دن ولی اور عثمان خان کے لڑکے نے مع اپنے
بھائیوں اور دیگر اعزا کے شجاعت خاں کے پاس آکر تو ہاتھی بطور
نذرانہ پیش کئے۔ اور شجاعت خاں ان کو ہمراہ لیکر جہانگیر نگر میں اسلام
خاں سے ملا۔ جب اکبر آباد میں اس فتح کی خبر عالیجاہ کو پہنچی تو بادشاہ نے
اس کوشش کے صلہ میں اسلام خاں کو شش ہزاری منصب ذات
اور شجاعت خاں وغیرہ کو مناسب مراتب سے سرفراز فرمایا۔

عبداللہ خاں کی گجرات سے ناکام واپسی

حکم ہوا کہ راجہ مان سنگھ، خانجہان، امیرالامرا، میرزا
رستم برہانپور کے لشکر کے ہمراہ برار کے راستہ سے
دکن آجائیں۔ اور عبداللہ خاں اور خانعالم اور علی مردان خان بہادر
اور سیف خان اور راجہ رامداس گجرات کے لشکر کے ساتھ ناسک ترنبک
کے راستہ سے دکن آجائیں۔ اور فوجیں ایک دوسرے کی خبر گیری کرکے تاریخ
مقررہ پر آکر دونوں طرف سے غنیم کو گھیر لیں اور قوی اُمید ہے کہ حریف
اس کارروائی سے مقہور ہوجائے۔ چونکہ عبداللہ خان گرمیدہ سے گذر کر

غنیم کے ملک میں دس ہزار سواروں کے ہمراہ نخوت وغرور کے عالم میں غنیم کی طرف سے توجہ ہٹائے ہوئے اپنی طاقت پر نازاں ہو کر حریف کی سرکوبی کے لئے آمادہ ہوا۔ نیز عنبر کو بھی اس کی طرف سے بڑا خطرہ تھا اس لئے اپنے تمام لشکر اور آزمودہ کار آدمیوں کو عبداللہ خاں کے مقابلہ کے لئے بھیجا جو دن بھر لڑتے تھے اور رات سے لیکر صبح تک آتشباز اور بارود پھینکتے تھے۔ یہ لشکر جتنا کہ دولت آباد سے زیادہ قریب ہوتا جاتا تھا حریف کی فوج بڑھتی جاتی تھی اور عنبر پے در پے کمک بھیج رہا تھا جب دوسری فوج کا کچھ پتہ نہ چلا اور حریف کی طاقت بڑھتی جاتی تھی تو خیرخواہان سلطنت نے یہ مشورہ دیا کہ یہاں سے احمد آباد چلنا چاہیے اور کوئی دوسری تدبیر سوچنا چاہیے۔ لہذا اس ارادہ سے دولت آباد سے لوٹ پڑے اس راستہ میں حریف کی فوج سے مقابلہ ہوا اور طرفین میں گھمسان لڑائی ہوئی چنانچہ علی مراد خاں بہادر نے خوب داد شجاعت دی لیکن مخالف کے حملوں سے بیحد زخمی ہو گیا تھا۔ مخالفین اس کو اٹھا کر عنبر کے پاس لے گئے عنبر نے اس کو دولت آباد کے قلعہ میں مقید کر دیا اور جراح اس کے علاج کے لئے مقرر کر دئے۔ مگر چند روز کے بعد وہ انتقال کر گیا۔ راجہ مان سنگھ اور خانجہاں اور امیر الامراء اور میرزا رستم براد کے راستہ سے آرہے تھے۔ اس وحشتناک خبر کو سنکر وہ بھی عادل آباد جا کر شاہزادہ پرویز سے ملے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر یہ دونوں فوجیں عقل سے کام لیتیں تو یقیناً شاہی لشکر فتحیاب ہوتا۔ جب یہ خبر اکبر آباد میں بادشاہ تک پہنچی تو بادشاہ نے طے کر لیا کہ یہ مہم بغیر خانخاناں کے سر نہیں ہو سکتی۔ لہذا خانخاناں

خواجہ ابو الحسن کے ساتھ اس مہم پر روانہ کر دیا۔ اسی اثنا میں آصف خاں کے انتقال کی خبر ملی جس سے عالیجاہ کو دلی صدمہ پہنچا اور اسی اثنا میں میرزا غازی کے انتقال کی بھی خبر آئی یہ نہایت نیک طبیعت اور مستعد آدمی تھا۔ نیز شعر و شاعری کا دلدادہ تھا۔ ابو الغنی ازبک بہادر خانی خطاب اور حکومت قندھار سے سرفراز ہوا

شاہزادہ خرم کی شادی

اسی زمانہ میں شاہزادہ خرم کی شادی اعتماد خاں پسر اعتماد الدولہ کی لڑکی سے ہوئی شاہزادہ جوان بخت نے شاہانہ بزم آراستہ کر کے والد بزرگوار کی خدمت میں تحفہ پیش کیا اور بیگمات اور مستورات کے لئے زیورات تیار ہوئے۔ اور امرائے عظام کو خلعت عنایت ہوئے اور میرزا رستم کو ٹھٹھہ کی حکومت عنایت ہوئی نیز پنجہزاری ذات و سوار کا منصب عطا ہوا۔ اسی دوران میں حضرت بادشاہ شکار کو تشریف لے گئے جب باغ دھرہ میں سلیمہ سلطان بیگم کے انتقال کی خبر پہنچی تو بہت رنجیدہ ہوئے بیگم موصوفہ کو شعر و سخن سے بھی کافی دلچسپی تھی چنانچہ حسب ذیل شعر اسی کے بلند تخیل کا نتیجہ ہے ؎

کاکلت را من ز مستی رشتۂ جاں گفتہ ام
مست بودم زیں سبب حرفے پریشاں گفتہ ام

سنہ جلوس مطابق سنہ ۱۰۲۲ھ کا آغاز

۲۴ر محرم سنہ ۱۰۲۲ھ کو جلوس کی رسم ادا کی گئی اسی سال ہوشنگ پسر اسلام خاں نے لاہور سے آکر قدمبوسی کی خدمت سے سرفراز ہوا اور مگھ قوم کے چند لوگ جو جنگ میں گرفتار ہوئے تھے عالیجاہ کے حضور میں پیش ہوئے۔ یہ لوگ پیگو اور خنک کے رہنے والے تھے یہ چند انسان نما حیوان

تھے خشکی اور تری کا جو جانور اُن کو مل جاتا پکڑ کر کھا جاتے تھے اور سوتیلی ماں کی لڑکی سے شادی کر لیتے تھے انکی گفتگو تبت کے باشندوں سے ملتی جلتی تھی ان کا کوئی خاص دین نہ تھا۔ عید کے دن شاہانہ جشن منایا گیا اور ہزار تولہ کی ایک مہر اشرفی جو دو ہزار پانچسو مثقال کے برابر تھی والی ایران کے ایلچی یادگار علی سلطان کو عنایت ہوئی۔

چیتا | ایک عجیب واقعہ قابل ذکر یہ ہے کہ اکبر بادشاہ کو چونکہ چیتے پالنے کا بہت شوق تھا تقریباً نو ہزار چیتے اکبر کے زمانہ میں فراہم ہوئے تھے اور اکبر کو بہت شوق تھا کہ وہ جفت ہو کر بچے دیں۔ لیکن یہ امید بر آئی دور جہانگیری میں چند نر اور مادہ چیتوں کی گردن میں رسی باندھکر آزاد چھوڑ دیا گیا۔ اتفاق سے ایک نر چیتے نے رسی توڑ کر مادہ سے جفتی کھائی اور دو مہینہ کے بعد مادہ نے بچے دئے اور اس سے زیادہ تعجب انگیز شیر کے بچہ دینے کا واقعہ ہے اس سے پہلے لکھا جا چکا ہے کہ دور جہانگیری میں آزادانہ طریقہ سے شیر لوگوں کے درمیاں گھوما کرتے تھے اور اُن کو نقصان نہیں پہونچاتے تھے اتفاقاً اسی دور میں ایک شیرنی نے بچہ دیا چونکہ اطبا نے لکھا ہے کہ شیر کا دودھ بینائی کیلئے بہت مفید ہے۔ لہٰذا بہت کوشش کی گئی کہ ایک آدھ قطرہ دودھ شیرنی کے پستان سے نکل آئے لیکن نہ نکلا غرضکہ شیر وغیرہ کا بچہ دینا اس عہد کا مخصوص واقعہ ہے۔

ایک دیوانہ کتا | اسی زمانہ میں ایک دیوانہ کتے کا عجیب واقعہ پیش آیا وہ یہ کہ جہاں بادشاہ کے مخصوص ہاتھی باندھے جاتے تھے ایک رات وہاں ایک دیوانہ کتا گھس آیا اور ہتھنی کے پیر میں کاٹ لیا۔ تھیلیا اور ...

ہر چند تلاش کیا مگر اُس کا پتہ نہ چلا تھوڑے دنوں کے بعد پھر وہ آیا اور ہاتھی کے پیر میں کاٹ لیا ہاتھی نے اس کو پیروں میں دبا کر مار ڈالا جب ایک مہینہ یا پانچ دن اس واقعہ کو گذر گئے تو ایک روز بارش کے ایام میں جسوقت بجلی وغیرہ چمک رہی تھی ہتھنی بے اختیار ہو کر چیخنے لگی اور اس کے تمام اعضا میں کپکپی پیدا ہو گئی اور زمین پر گر پڑی غرضکہ سات روز تک اس کے منھ سے پانی جاری رہا اور سات روز کے بعد مر گئی اور اس کے بعد ہاتھی بھی اسی طرح مر گیا بادشاہ نے ہر چند اس کی دوا تلاش کی مگر نہ مل سکی۔ اسی زمانہ میں عالیجاہ نے یادگار علی سلطان کو گھوڑا اور شمشیر وغیرہ نیز ۳۰ ہزار روپیہ نقد عنایت کر کے رخصت فرمایا اور خانعالم کو ایران کی سفارت پر مقرر کر کے خلعتِ خاص اور موتی وغیرہ عنایت فرمائے۔

موکب شاہی کی اجمیر کی طرف روانگی

رانائے مشہور کی سرکوبی کے لئے برابر کوششیں جاری رہیں لیکن مقصد حاصل نہ ہوا لہٰذا بادشاہ نے خود یہ تہیہ کر لیا کہ وہ خود اس مہم کے لئے روانہ ہو کر چند روز اجمیر میں رہکر وہاں کی زیارت سے مشرف ہو کے آگے جانیکا قصد کریں گے اور جس طرح ممکن ہوگا اس مہم کو سر کریں گے۔ چنانچہ ۲ شعبان سنہ ۱۰۲۲ھ جلوس کے آٹھویں سال اس ارادہ کی تکمیل ہوئی اور اجمیر پہنچکر چند روز وہاں قیام کیا بعد ازاں ماہ دے کی چھٹی تاریخ کو شاہزادۂ خرم کو ایک آراستہ لشکر کے ہمراہ اُنکی طرف روانہ کیا اور شاہزادۂ مذکور کو رخصت کرتے وقت عالیجاہ نے ایک طلائی قبا

مکلل بجواہر، زر دوزی کا عمامہ، زر بفتی تہبند، مروارید کی طرہ، دو اسپ خاصہ عراقی اور ترکی اور فتح گنج نام فیل خاصہ مع مادہ فیل کے اور خاص تلواریں مرصع پرتلے اور پٹکے کے اور مرصع کار خنجر کے عنایت فرمایا۔ اور اس فوج کے علاوہ جو خان اعظم کی نگرانی میں اس طرف روانہ ہوئی تھی۔ بارہ ہزار سوار جو شاہزادۂ موصوف نے خود انتخاب کئے تھے ان کے ساتھ روانہ کئے گئے اور فوج کے سرداروں نے اپنے مرتبوں کے مناسب خلعت فاخرہ اور گھوڑے اور فیل خاص اور طرح طرح کی نوازشوں سے سرفرازی حاصل کی۔ فدائی خاں کو اس لشکر کی بخشیگری کا منصب ملا اسی اثنا میں اسلام خاں حاکم بنگالہ کے انتقال کی خبر آئی لہٰذا بجائے اس کے اس کا بھائی قاسم خاں بنگال کا گورنر مقرر ہوا خواجہ ابوالحسن بخشی گری کے مرتبہ سے سرفراز ہوا اسی اثنا میں بادشاہ کو معلوم ہوا کہ خان اعظم راہ راست سے انحراف کرکے شہزادۂ والا قدر سے ناجائز سلوک کر رہا ہے لہٰذا خواجہ ابراہیم حسین کو اس کے پاس بھیجکر تہدیدی احکام بھیجے مختصر یہ کہ جب وہ برہانپور میں تھا تو اس نے اس خدمت کو آرزومندانہ طریقہ سے اپنے ذمہ لیا تھا اور ہمیشہ مجالس میں کہتا تھا کہ اگر اس جنگ میں میں مارا گیا تو شہید ہوا اور اگر زندہ رہا تو غازی۔ اور جس قدر مدد اس نے مانگی اس کو دی گئی۔

لیکن یہ جنگی خدمت اپنے ذمہ لینے کے بعد اس نے کہلا بھیجا کہ بغیر اعلیٰ حضرت کے آئے ہوئے اس عقدہ کا حل ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ جیسے موکب اقبال اجمیر شریف آیا تو اس کی درخواست کے مطابق شاہزادہ کو اس طرف رخصت کرکے اس کام کی ذمہ داری اس کے سپرد کی گئی۔ اور بادشاہ

کا یہ حکم تھا کہ وہ ایک لمحہ کے لئے بھی شاہزادہ کی خدمت سے غفلت نہ کرے اور اگر اُس نے اس کے خلاف کیا تو اپنے حسب وعدہ سزا کا مستحق ہوگا۔ جب خواجۂ موصوف نے یہ حکم بھیجا تو اُس نے اس حکم کی تعمیل نہیں کی اور اس نسبت کی بنا پر جو اس کو خسرو سے تھی عالیجاہ نے اُس کا اُس جگہ رہنا خلاف مصلحت سمجھکر حکم دیا کہ بہت خاں جا کر اس کو اودے پور سے لے آئے اور بارگاہِ شاہی میں حاضر کردے اور محمد تقی دیوانِ بیوتات کو اجازت ملی کہ مندسور جا کر اس کے متعلقین اور فرزندوں کو اجمیر پہنچادے۔ اسی عرصہ میں شاہزادہ کی عرضی آئی کہ فیل عالم کمال جس پر رانا کو بہت ناز تھا مع سترہ ہاتھیوں کے ایک پہاڑ کے غار سے جانبازانِ لشکر کے ہاتھ آیا اور امید ہے کہ رانا بھی بہت جلد گرفتار ہو جائیگا۔

جلوس سنہ ۹ کا آغاز

۹ صفر ۱۰۲۳ھ کو جلوس کی رسم ادا کی گئی ابوالحسن اعتماد الدولہ کے لڑکے کو جس کا خطاب پہلے اعتقاد خاں تھا اب آصف خاں کے خطاب سے سرفراز فرمایا اور اعتماد الدولہ کو پنجہزاری ذات اور ہزار سوار کا مرتبہ عنایت ہوا۔ ابراہیم خاں جو پہلے ہفت صدی اور ۳ ہزار سوار کے مرتبہ پر فائز تھا اب ایک ہزار ۵ سو سوار کے مرتبہ پر فائز ہوا نیز بخشیگری کی خدمت بھی اُس کے سپرد ہوئی نورجہان بیگم کے تمام اعزاز اور متعلقین میں سے کوئی شخص نہ بچا کہ جس کو کوئی عہدہ اور مرتبہ نہ ملا ہو۔ اسی دن مہابت خاں نے خانِ اعظم اور اس کے لڑکے عبداللہ خاں

کو بارگاہِ شاہی میں حاضر کیا۔ حکم ہوا کہ آصف خاں کے حوالہ کیے جائیں اور وہ اُن کو قلعۂ گوالیار میں نظر بند کر دے۔

خسرو اس سے پہلے عالیجاہ نے خسرو کی والدہ اور اس کی بہنوں کی منت وسماجت سے اس کو حضوری کی اجازت دیدی تھی۔ لیکن چونکہ اس کی حالت سے سلطنت کی خیر خواہی ظاہر نہیں ہوتی تھی لہٰذا پھر حکم دیا کہ وہ شرفِ حضوری سے محروم رکھا جائے۔

شاہزادہ خرم کے یہاں لڑکی کی ولادت اسی سال کے آغاز میں سلطان خرم کے یہاں آصف خاں کی لڑکی کے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ حضرتِ بادشاہ نے اُس کا نام جہاں آرا بیگم رکھا۔

میرزا رستم صفوی کی آمد میرزا رستم صفوی جو ٹھٹھہ میں بغاوت پر آمادہ ہو گیا تھا معزول ہو کر دربار میں پیش ہوا جس کے خلاف تمام رعایا نے متفقہ طور سے آواز بلند کی تھی اور اس بغاوت کی پاداش میں اس کے متعلقین انیرائے سنگھ دلن کو حکم ہوا کہ جب تک رعایا اس کی طرف سے مطمئن نہ ہو جائے شرفِ حضوری سے محروم رکھا جائے۔

فدائی خاں کی وفات جہاں پناہ کو جب یہ خبر معلوم ہوئی کہ فدائی خاں بخشی نے انتقال کیا تو راقم اقبالنامہ کو بخشیگری کی خدمت پر مامور فرمایا۔

رانا امر سنگھ شاہزادہ خرم کی مسلسل کوششیں رانائے مذکور کے استیصال میں صرف تھیں کہ جہاں کہیں وہ بدبخت مل جائے گرفتار کر لیا جائے چنانچہ جابجا پہرے اور جاسوس مقرر ہو گئے تھے کہ تنبیہ آرا نائے مذکور نے سوبھ کرن نامی اپنے ماموں کو ہر داس جہالہ کے ہمراہ جو اس کا بہترین ملازم تھا شاہزادۂ موصوف کی خدمت میں روانہ کر کے اپنی

شکست کا اعتراف کیا اور گولکنڈہ میں آکر خود شہزادہ موصوف سے ملا اور ایک بیش قیمت لعل جو اس کا موروثی جوہر تھا مع سات ہاتھیوں کے پیش کیا اور آداب زمین بوسی بجالایا بعدہ اس کو بیٹھنے کی اجازت ملی - اور تھوڑی دیر کے بعد خلعت وغیرہ سے سرافراز ہوا غرضکہ جب رانا مطمئن ہوکر اپنے مکان پہنچ گیا تو اپنے بیٹے کو شاہزادہ کی خدمت میں روانہ کیا اس نے بھی شرف ملازمت حاصل کر کے طرح طرح کی نوازشوں سے سرافرازی حاصل کی اور جس تاریخ سے کہ ہندوستان میں سلاطین مغلیہ نے اسلام پھیلایا تھا اس خاندان کے ایک فرد نے بھی اطاعت قبول نہ کی تھی - مگر اکبر کے عہد حکومت سے اس کے استیصال کی مسلسل کوششیں جاری تھیں لیکن بالکل بے سود ثابت ہوتی تھیں - چنانچہ جب سے عالیجاہ نے سلطنت مغلیہ کی باگ اپنے ہاتھ میں لی تھی اسوقت سے رانا کی سرکوبی کے لئے پے در پے فوج بھیجی جارہی تھی لیکن چونکہ یہ مہم شاہزادۂ شاہجہاں کے حُسن تدبیر سے سر ہونیوالی تھی - لہذا تمام کوششیں بیکار ثابت ہوئیں اور جب اس کام کا وقت آگیا تو خدا کی مدد سے یہ مقصد حاصل ہوگیا اور شاہزادہ والاقدر کرن کو ہمراہ لیکر والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوئے دربار شاہی سے حکم ہوا کہ ہوا خواہان سلطنت شاہزادۂ موصوف کے استقبال کیلئے روانہ ہوں چنانچہ حکم شاہی کی تعمیل کی گئی اور کرن بے انتہا انعامات سے سرافراز ہوا -

سنہ ۱ جلوس کا آغاز

۸ رصفر ۱۰۲۴ھ کو جشن منایا گیا اس جشن میں اعتماد الدولہ کو شش ہزاری ذات اور سہ ہزار سوار کے منصب پر سرفرازنہ فرمایا اور علم و نقارہ بھی دیا۔ جشن کے دوسرے دن آصف خاں نے نذر پیش کی جس میں سے تقریباً ایک لاکھ روپے کی اشیا بادشاہ نے منتخب کیں اور اس کا مرتبہ چار ہزاری ذات اور دو ہزار سوار مقرر ہوا کرن رانا کے لڑکے کو پنجہزاری ذات اور سوار کا منصب عنایت ہوا اور امرائے والا قدر کی جماعت میں داخل ہوا۔

دارا شکوہ کی ولادت | اور اسی تاریخ کو دارا شکوہ پیدا ہوئے۔

ایک عجیب واقعہ | اس واقعہ کی اجمالی کیفیت یہ ہے کہ صوبہ کشمیر میں حافظ نام ایک درویش ایک خانقاہ میں گوشہ نشین تھے اور چالیس سال تک اس خانقاہ میں عبادت کرتے رہے اپنی وفات سے پہلے اُنھوں نے وارثانِ خانقاہ کو بلا کر کہا کہ مجھکو اس خانقاہ کے گوشہ میں دفن کر دینا ان لوگوں نے بطیب خاطر اس استدعا کو منظور کیا غرضکہ جب اُنکی وفات کا زمانہ آگیا تو اُنھوں نے اپنے عزیزوں سے کہا کہ میں کچھ امانتیں تمھارے سپرد کر کے دنیا سے رخصت ہوتا ہوں۔ اس کے بعد کشمیر کے ایک قاضی کے لڑکے سے کہا کہ میرے قرآن کو ہدیہ کر کے میری تجہیز و تکفین میں صرف کرنا اور کل جمعہ کے دن جمعہ کی اذاں کے بعد میری خبر لینا چنانچہ جمعرات کے روز وہ حمام گئے اور غسل فرمایا دوسرے دن نماز جمعہ سے پہلے وہ قاضی زادے خانقاہ میں تشریف لاکر درویش صاحب کے حالات دریافت کرنے لگے ایک آدمی دروازہ پر بیٹھا دیکھا حالت دریافت کی معلوم ہوا کہ درویش صاحب

فرما گئے ہیں کہ جب تک دروازہ خود بخود نہ کھل جائے میری تلاش نکرنا قاضی زادے تھوڑی دیر ٹھہر گئے تو دیکھا کہ دروازہ خود بخود کھل گیا اور درویش صاحب رو بقبلہ دو زانوں بیٹھے ہوئے ہیں اور روح مبارک پرواز کر چکی ہے۔ ان بزرگ کی وفات سے شہر میں ایک عجیب ہنگامہ برپا ہوگیا اور ہر ادنیٰ و اعلیٰ آپ کے جنازے کے ساتھ شریک ہوا۔

کشن سنگھ اور گوبنداس کا قتل

اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ کشن سنگھ راجہ سورج سنگھ کا سگا بھائی اور شاہزادہ خرم کا ماموں تھا۔ گوبنداس نامی سورج سنگھ کا ایک وکیل تھا جس نے راجہ مذکور کے بھتیجے گوپال داس نامی کو چند سال پہلے قتل کر دیا تھا اور کشن سنگھ کو یہ امید تھی کہ سورج سنگھ اپنے بھتیجے کے انتقام میں گوبنداس کو اپنے یہاں سے علیحدہ کر دیگا۔ چونکہ راجہ کو گوبنداس سے بہت محبت تھی اسلئے اس معاملہ سے چشم پوشی کرتے ہوئے اس نے اس کا خیال نہ کیا۔ راجہ کی اس بے پروائی سے کشن سنگھ ناراض ہوگیا۔ اس زمانہ میں جبکہ عالیجاہ کول کی سیر کو تشریف لے گئے تو اس نے موقع پاکر کرن نامی اپنے بھتیجے کے ساتھ گوبنداس کے قتل کا قصد کیا اور اس ارادے سے صبح صادق سے پہلے سوار ہوکر اس میدان میں پہنچا جہاں راجہ اور اس کے ملازمین فرد کش تھے اور جنگ و قتال میں مصروف ہوگیا۔ چنانچہ چند راجپوتوں کو تہ تیغ کر دیا اس شور و شغب سے گوبنداس بیدار ہوگیا اور گھبرا کر اٹھا اور تلوار نکال کر گھر سے باہر آیا کشن سنگھ کے ساتھیوں کی اس پر نظر پڑتے ہی انھوں نے اس کو قتل کر دیا۔ نیز کشن سنگھ اور کرن سنگھ بھی اس جنگ و قتال سے جان نہ بچا سکے اور قتل کئے گئے۔

میرزا صفی کا قتل | شاہ عباس صفوی عرصہ سے میرزا صفی سے بدگمان تھا یہاں تک اس نے اپنے بہبود نامی ترکی غلام کو مقام رشت میں یہ حکم دیا تھا کہ صفی میرزا کو قتل کرنا چاہئے اس بدبخت نے موقع پاکر محرم کی صبح کو سنہ ۱۰۲۴ھ میں جبکہ میرزا حمام سے نکل کر گھر جا رہا تھا قتل کر دیا اور بہت دنوں تک اس کی لاش بے گور وکفن پڑی رہی چنانچہ شیخ بہاؤ الدین نامی بزرگ کی درخواست سے اس کی تجہیز وتکفین کی گئی اور اردبیل میں مدفون ہوا۔

عنبر کی شکست اور شاہ نوازخاں کی فتح | شاہ نوازخاں جس زمانہ میں دکھن میں تھے تو دکن کے چند سرداروں نے نوازخاں سے وعدہ کیا کہ وہ اس کا ہر موقع پر ساتھ دیں گے۔ شاہ نوازخاں ان سرداروں سے بہت قدردانی سے پیش آیا اور ان کی رائے کے موافق ان کو بالاپور سے عنبر سے جنگ کے لئے بھیجا ادھر ان کے پہونچنے سے پہلے ہی نظام الملک کے چند بہترین سردار مقابلہ کے لئے آئے شاہ نوازخاں مخالفین کو شکست دیکر عنبر کی طرف بڑھا اور نظام الملک کے مذکورہ سردار شکست کھا کر عنبر کے پاس پہنچ گئے۔ اس نافرجام نے بھی بہت سی فوج کے ساتھ شاہ نوازخاں کا مقابلہ کیا۔ لیکن آخرکار اس کو شکست فاش ہوئی اور اس کا بیشتر خزانہ شاہ نوازخاں کے ہاتھ آیا۔ حضرت بادشاہ نے اس فتح کی خوشی میں شاہ نوازخاں اور داراب خاں اور دوسرے امرا کے منصب میں اضافہ کیا۔

جلوس سنہ ۱۱ کا آغاز

اتوار کے دن ۲۵ سنہ ۱۰ھ کو جلوس کی خوشی میں جشن منایا گیا امرائے

عظام نے سابق دستور نذرانے پیش کئے میر جمال الدین انجو نے بھی خنجر مرصع جو بیجاپور میں اس کو ملا تھا پیش کیا اس خنجر کے قبضہ پر ایک زرد یاقوت جڑا ہوا تھا نیز پرانے زمردبھی لطور نذرانہ پیش ہوئے۔ قیمت لگانیوالوں نے پچاس ہزار روپیہ قیمت لگائی آصف خاں جو پہلے چار ہزاری ذات اور دو ہزار سوار کے عہدہ پر فائز تھا اب ہزاری ذات اور دو ہزار سوار کے منصب سے سرافراز ہوا۔ نیز علم و نقارہ بھی عنایت ہوا اسی طرح دوسرے امرا بھی اپنے مناسب مرتبوں سے سرفراز ہوئے اور جشن کے روز شاہزادہ خرم نے ایک لعل گرانبہا پیش کیا قیمت لگانیوالوں نے اسی ہزار روپیہ قیمت لگائی۔ اس روز ان کا منصب بیست ہزاری اور دہ ہزار مقرر ہوا۔ میر جمال الدین حسین انجو عضد الدولہ کے خطاب سے سرافراز ہوا ماہ ربیع الثانی میں خبر آئی کہ شیخ فرید بخاری کا وصال ہوگیا۔

۴ جمادی الاول سنہ مذکورہ اتوار کے دن شاہزادہ خرم کے یہاں لڑکا پیدا ہوا۔ عالیجاہ نے اس کا نام شاہ شجاع رکھا۔

طاعون | اسی سال ہندوستان کے بعض پرگنوں میں دبائے عظیم پھیل گئی۔ اس دبا میں اکثر ہندو مسلمان ضائع ہوئے لیکن ہندوؤں کی تعداد زیادہ رہی۔ لاہور میں اکثر دس دس اور بیس بیس آدمی روزانہ مرتے تھے اور ان کے تعلق سے ہمسایہ لوگ گھر چھوڑ چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے گھروں میں لاشیں پڑی رہتی تھیں اور کوئی شخص پرسانِ حال نہ ہوتا تھا۔ غرضکہ آٹھ سال تک یہ دبا ہندوستان میں پھیلی رہی۔

شاہ عباس کے ایلچی کی آمد | انھیں ایام میں محمد رضا بیگ سفیر شاہ ایران ایک

خط بادشاہ ایران کی طرف سے لایا ایک روز بادشاہ نے صفی میرزا کے قتل کا واقعہ اُس سے پوچھا سفیر مذکور نے بیان کیا کہ بادشاہ عرصہ سے اس سے بدظن تھے اور اس نے بھی بادشاہ کی زندگی تلخ کردی تھی مجبوراً بادشاہ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔

شاہزادہ خرم کی دکن کو روانگی

جب شاہزادہ پرویز باوجود لشکر اور خزانہ وغیرہ کے اس مہم کو سر نکر سکے تو عالیجاہ نے شاہزادہ خرم کو جنھوں جاکر رانا کے قصہ کو بالکل ختم کردیا۔ دکن کی مہم پر روانہ فرمایا اور فتح دکن کے نام سے مشہور فرماکر والا شاہی خطاب سے جو اکبر کے زمانہ سے اب تک کسی شہزادے کو عنایت نہیں ہوا تھا۔ سرفراز فرمایا۔ اور شہزادہ کا منصب بیست ہزاری وده ہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ مقرر فرمایا اور ایک چارقب (ایک خاص قسم کا لباس) جس کے دامن اور گریبان اور آستین پر موتی ٹکے ہوئے تھے۔ اور دو گھوڑے خاصہ ایک عراقی اور ایک ترکی معہ زین مرصع اور طلائی ساز کے اور ایک فیل خاصہ مع مادہ فیل اور شمشیر وخنجر مرصع اور پرولہ کے جس کی قیمت ایک لاکھ روپیہ تھی مرحمت فرمایا اور چند جواہرات کے خوان اور بیش قیمت مرصع آلات شاہزادہ کے سامنے رکھد یئے اور فرمایا کہ جو مزاج میں آئے لے لو۔ عالیجاہ کی خوشنودی کے لئے شاہزادہ نے موتیوں کا ایک ہار اٹھا لیا۔ بادشاہ نے اس ہار کو مع ایک اور بیش قیمت ہار کے جس کی قیمت ایک لاکھ روپیہ تھی عطا فرماکر دوشنبہ کے دن ۱۹ ر شوال کو دکن کی طرف رخصت فرمایا ہے

عبداللہ خاں بہادر فیروز جنگ اور دیگر امرا طرح طرح کی نوازشوں سے بہرہ یاب ہوئے۔ اور شاہزادہ موصوف کی خدمت میں مقرر کئے گئے۔ راقم اقبالنامہ نے بخشیگری کی خدمت اور خلعت اور فیل اور ہزاری منصب سے سرفرازی حاصل کی اور حکم ہوا کہ مہابت خاں پہلے سے جاکر شاہزادہ پرویز کو الہ آباد سے لے آئے اور شریف دیوان خانہ کو حکم ہوا کہ شاہزادہ کی جاگیر اُسی صوبہ میں مقرر کر دیں۔

عالیجاہ کی صوبۂ مالوہ کو روانگی

دوشنبہ کے دن ۲۵ شنہ ۱۰ میں مالوہ کی طرف تشریف لے گئے اس راستہ میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا ایک شاہی خواجہ سرا نے دو سارس کے بچے پیش کئے۔ جب جہاں پناہ شکار گاہ سے لوٹ کر بارگاہ تشریف لائے تو دو بڑے سارس فریاد کرتے ہوئے خلوتخانۂ شاہی کے سامنے آکر بیٹھ گئے خواجہ سرا نے سبب معلوم کرنے کے بعد دونوں بچوں کو بادشاہ کے سامنے پیش کیا وہ دونوں بچوں کو دیکھکر بیتابانہ دوڑتے ہوئے آئے اور بچوں کے پاس جاکر اُن کو اپنے منھ سے نکال کر دانہ بھرایا۔

مالوہ میں حضرت بادشاہ کا نزول اجلال

۱۸ محرم ۱۰۲۶ھ کو حضرت بادشاہ کھاتی چاندا سے مالوہ کی طرف تشریف لے گئے مالوہ اقلیم دوم میں واقع ہے اس ملک کا طول ولایت کدہ سے لیکر بانسوالہ تک دو سو پینتالیس کوس ہے اور اس کا عرض پرگنہ چندیری سے لیکر پرگنہ نذربار تک دو سے تیس کوس ہے۔ اس کے مشرق میں ریاست باندھو اور شمال میں قلعہ نرور اور جنوب میں بنگالہ اور مغرب میں ملک گجرات ہے مالوہ کی آب وہوا انتہائی اچھی ہے۔

قصبۂ دھار کا قلعہ | قصبۂ مذکور میں راجہ بھوج نے پتھر کا ایک نہایت عمدہ قلعہ تیار کرایا ہے۔ یہاں انگور کے درخت لگے ہیں جو سال میں دو مرتبہ پھلتے ہیں اس ملک کی سالانہ آمدنی چالیس کرور سات لاکھ دام ہیں۔ شاہانِ مالوہ کے پاس بیس[2] ہزار سوار تک رہے ہیں۔

اوجین کے حالات | اسفندارمذ[1] کی دوسری تاریخ کو شہر اوجین میں حضرتِ بادشاہ نے نزولِ اجلال فرمایا یہاں ایک عجیب وغریب سنیاسی کا واقعہ سننے میں آیا بادشاہ کو اُس سے ملاقات کا بہت شوق پیدا ہوا چنانچہ عالیجاہ تشریف لے گئے تو دیکھا کہ سواد اوجین میں آبادی سے دور ایک جنگل کے گوشہ میں ایک سنیاسی بیٹھا ہے جس کا نام اجہد روپ آشرم ہے یہاں اس نے ایک تہ خانہ بنا رکھا ہے جس کا دروازہ بہت تنگ بنایا ہے اس کے پاس کوئی بچھونا نہیں ہے جو سردی کے زمانہ میں بچھائے صرف آدھ گز کا ٹاٹ کا ٹکڑا ہے جس سے وہ اپنا ستر چھپائے ہوئے ہے روزانہ دو مرتبہ دریا میں جا کر غسل کرتا ہے اور اسکے پاس پانی پینے کا ایک تانبے کا برتن ہے اور اس شہر میں اس کے سات معتقد برہمن ہیں یہ ان میں سے تین کے گھر پر روزانہ جاتا ہے وہ لوگ اس کے ہاتھ پر ۵ لقمے رکھدیتے ہیں وہ بغیر چبائے ہوئے اور بغیر لذت محسوس کئے ہوئے انکو نگل جاتا ہے۔ سنیاسی مذکور علم بیدانت کا بڑا ماہر ہے۔ غرضکہ عالیجاہ اس کے یہاں تشریف لے گئے اور بہت عرصہ تک اُس کے پاس تشریف فرما رہے۔ اور مسئلہ تصوف پر بحث ہوتی رہی۔

قلعۂ مانڈو میں موکب اقبال کی آمد | ۲۳ اسفندار کو قلعۂ مانڈو میں حضرت بادشاہ نے نزول اجلال فرمایا میر عبدالکریم معموری نے حسب الحکم یہاں کے

ع۱ بارہویں مہینہ کا نام

آثار قدیمہ کی مرمت کرا کے از سرِ نو حجرے اور غسل خانہ وغیرہ بنوایا بادشاہ نے اس تعمیر سے خوش ہو کر تقریباً تین لاکھ روپیہ جو تعمیر میں خرچ ہوا تھا مرحمت فرمایا قلعۂ مذکور پہاڑ کے بالائی حصہ پر واقع ہے جس کا دور تقریباً دس کوس ہے۔ بارش کے ایام میں یہ مقام بہت تفریح بخش رہتا ہے یہاں پھولوں وغیرہ کی کثرت ہے۔ راتوں کو یہاں بہت سردی ہوتی ہے۔ دن میں بھی اتنی خنکی ہوتی ہے کہ پنکھے کی ضرورت نہیں ہوتی شاہانِ ماضیہ کے آثار قدیمہ یہاں بکثرت ہیں ہوشنگ بادشاہ کا تعمیر کردہ ایک گنبد بھی ہے جس میں بادشاہِ مذکور مدفون ہے۔ نیز ایک بڑی مسجد اور سلاطین خلجیہ کا ایک مقبرہ ہے اور ایک بہت بڑا سنگین مینار خانجہاں وزیر ہوشنگ کے مقبرہ سے متصل واقع ہے۔

محمود پسر خانجہاں | محمود نے ہوشنگ کی وفات کے بعد اس کے نوعمر ولیعہد کو قتل کر کے خود سلطنت پر قبضہ کر لیا، اُس نے اپنے عہدِ حکومت میں کارہائے نمایاں کئے ہیں۔ گلبرگہ پر قبضہ کیا، ملتان پر لشکر کشی کی اور اس کو تہ و بالا کر ڈالا، حضرت خواجہ معین الدین چشتی کا مزار شریف اسی کا تعمیر کردہ ہے جو اب تک یادگار ہے۔

سلطان غیاث الدین پسر سلطان محمود | محمود کے بعد اس کے لڑکے غیاث الدین نے چالیس سال کی عمر میں تخت و تاج حاصل کیا اور اپنے وزراء سے کہا کہ میں ۳۰ سال تک جنگ میں مصروف رہ چکا ہوں لہٰذا اب مجھکو جہانبانی کی خواہش نہیں، میں چاہتا ہوں کہ بقیہ عمر عیش و عشرت میں بسر کروں چنانچہ اس کے متعلق مشہور ہے کہ اس کے حرم سرا میں پندرہ ہزار عورتیں تھیں اس نے عورتوں کا ایک شہر بسایا تھا اس شہر کا انتظام

انھیں عورتوں کے ہاتھ میں تھا قاضی، کوتوال، اہل حرفہ یہی عورتیں تھیں۔ اس کی حسن پرستی کا شوق اس حد تک ترقی کر چکا تھا کہ جہاں کہیں کسی حسین عورت کو سنتا تاوقتیکہ اس کو حرم سرا میں نہ لاتا آرام نہ لیتا۔

غیاث الدین کی وفات	اسّی برس کی عمر میں اس کے لڑکے نصیر الدین نے اس کو دو مرتبہ زہر دیا چونکہ اس کے بازو پر زہر مہرہ بندھا

تھا لہٰذا زہر کا اثر نہ ہوتا تھا تیسری مرتبہ جب اس کو زہر دیا گیا تو اس نے زہر مہرہ اپنے بازو سے کھول ڈالا اور زہر کا پیالہ اپنے ہاتھ میں لیکر جبین عجز درگاہِ خداوندی میں جھکا کر عرض کی کہ خدایا میری عمر اسّی برس کی ہو چکی ہے اس مدت میں میں نے بہت عیش کی لہٰذا امید وار ہوں کہ اب مجھکو اس خودکشی کے جرم میں تو ماخوذ نہ فرمائیگا یہ کہکر پیالہ پی لیا اور مر گیا۔ ہوشنگ بادشاہ کے تعمیر کردہ گنبد میں خانجہاں اور اس کے لڑکے محمود اور غیاث الدین پسر محمود اور سلطان ناصر الدین پسر سلطان غیاث الدین اور محمود ثانی پسر غیاث الدین کی قبریں ہیں۔

عالیجاہ نے اپنے دور حکومت میں حکم دیا کہ سلطان ناصر الدین پدر کش کی لاش نکال کر دریائے نربدہ میں پھینک دی جائے۔ چنانچہ حسب الحکم اس کی ہڈیاں قبر سے نکال کر دریائے نربدہ میں ڈال دی گئیں۔

شاہزادہ خرم برہان پور میں	۵ ربیع الاول دوشنبہ کے دن ۱۰۲۶ھ ہجری

شاہزادہ خرم برہان پور تشریف لائے اور عالیجاہ کے ارشاد کے مطابق شاہ نواز خاں کی لڑکی سے عقد کیا۔

سنہ ۱۲ جلوس کا آغاز

۵ ربیع الاول دوشنبہ کے دن ۱۰۲۶ھ جشن منایا گیا۔ اندنے

قیام کی مدت میں حضرت بادشاہ ہمیشہ شکار میں مشغول رہے چنانچہ اس مدت میں بہت سے قوی بازو ببر جو ماندو کے باشندوں کو ستاتے تھے شکار ہوئے ۱۹ تیر ماہ (ساون کا مہینہ) کو عبداللہ خان بارہہ نے ایک عرضی اس مضمون کی بارگاہِ عالی میں روانہ فرمائی کہ دکن کے تمام شورش پسند حلقۂ اطاعت میں داخل ہو چکے ہیں اور وہ شاہی حدود جن پر بدنصیب عنبر قابض تھا دولت قاہرہ میں شامل ہو گئے نیز قلعوں کی کنجیاں بھی ملازمانِ شاہی کے ہاتھ آگئی ہیں۔ جب یہ خبر نور جہاں بیگم کے ذریعہ سے عالیجاہ کو معلوم ہوئی تو پرگنہ تودہ جس کی آمدنی دو لاکھ روپیہ تھی اس خوشخبری سنانے کے صلہ میں بیگم موصوفہ کو عنایت فرمایا اور سید عبداللہ خاں کو سیف خانی خطاب سے سرافراز فرما کر خلعت اور گھوڑا اور ہاتھی اور خنجر مرصع مرحمت فرمایا اور وہ لعل جو عرصہ سے عالیجاہ کے زیب سر تھا شاہزادۂ خرم کو عبداللہ خاں کے ہمراہ روانہ فرمایا۔ شاہزادۂ خرم کی سفارش سے عادل خاں کو فرزندی کا لقب عنایت ہوا۔ جب عادل خاں کو خبر ہوئی تو اُس نے پچاس فیل، پچاس گھوڑے عربی اور عراقی اور ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ نقد مع جواہر و آلات کے فضل خاں اور راجہ بکرماجیت کے ہمراہ بارگاہِ شاہی میں روانہ کئے اور دو لاکھ روپیہ بکرماجیت کو عنایت کر کے طے کیا کہ افضل خان مع نفیس تحفوں کے برہان پور چلا جائے اور راجہ بکرماجیت احمد نگر جا کر قلعۂ مذکور نیز بالاگھاٹ کے ان تمام پرگنوں پر جو شاہی مقبوضات سے نکل گئے تھے قبضہ کر کے احمد نگر خنجر خاں کو اور جالنا پور جانسپار خاں کو اور اسی طرح ہر محلہ کو ایک امیر کے سپرد کر کے خود فارغ البالی کے ساتھ بارگاہِ شاہی میں آجائے۔ چونکہ راجہ بکرماجیت نے سنا تھا کہ تودہ کی

بندرگاہ میں کچھ اوپر ساڑھے چار ماشہ وزن کا ایک لعل ہے جس کی قیمت دو لاکھ روپیہ لگی ہے۔ لہٰذا راجہ مذکور نے اُس رقم کے بدلے جو عادل خاں نے اس کی دی تھی لعل مذکور خرید کر شاہزادہ خرم کو بطور نذرانہ پیش کیا۔ ہشتم الٰہی ۱۱ شوال ۱۰۲۶ھ مانڈو کے شاہ آباد کے قلعہ میں حضرت بادشاہ تشریف لائے شاہزادہ خرم کے آداب بجا لانے کے بعد بادشاہ نے جھروکہ میں بلا کر انتہائی محبت سے گود میں اُٹھا لیا چونکہ مقتضائے وقت کے لحاظ سے نذرانہ پیش کرنا مناسب نہ تھا لہٰذا شاہزادہ نے ایک ہزار اشرفی اور ہزار روپیہ نذر کے سلسلہ میں اور ایک ہزار اشرفی اور ہزار روپیہ خیرات کے سلسلہ میں اور ایک جواہر سے بھرا ہوا صندوقچہ فوراً پیش کیا اور سرناک نامی ہاتھی بھی جو سب ہاتھیوں میں عمدہ تھا خدمت میں پیش کیا۔ اسوقت بخشیانِ عظام کو حکم ہوا کہ جو امرار شاہزادہ کی خدمت میں مقرر ہیں اپنے مراتب کے لحاظ سے بالترتیب شاہزادہ سے ملیں۔

سب سے پہلے خانجہاں نے آداب بجا لا کر ہزار اشرفی اور ایک جوہر کا ٹکڑا اور آلاتِ مرصع بطور نذرانہ پیش کیے۔ بعد ازاں عبداللہ خاں نے سو روپیہ پیش کیا۔ اس کے بعد مہابت خاں نے سو اشرفیاں اور ہزار روپیہ اور کچھ جواہرات اور مرصع آلات نذرانہ پیش کیے منجملہ ان کے ایک لعل گیارہ مثقال کا تھا جس کی قیمت ایک لاکھ روپیہ تھی۔

شاہزادہ خرم کا اعزاز

اس سے پہلے رانا کے مغلوب کرنے کے سلسلہ میں شہزادہ خرم کو ۲۰ ہزار ذات اور دس ہزار سوار کا منصب عنایت ہوا تھا۔ لیکن جب ملک دکن فتح ہوا تو خطاب شاہی عنایت ہوا

اب اس شائستہ خدمت کے صلہ میں ۲۰ ہزاری منصب ذات اور ۲۰ ہزار سوار اور خطاب شاہجہانی عنایت ہوا اور حکم ہوا کہ اس کے بعد دربار بہشت آئین میں شاہزادے کے لئے کرسی ڈالدی جائے غرضکہ شاہزادۂ والا قدر کے لئے کرسی ڈالدی گئی اور یہ اعزاز خاص شہزادۂ موصوف کے لئے تھا اور ایک خلعت مع زر بفتی چارقب (ایک خاص قسم کا لباس) کے جس کے گریبان اور آستین اور دامن کے حاشیہ پر موتی ٹکے تھے اور ایک شمشیر مرصع مع مرصع پردلہ اور خنجر مرصع کے عنایت ہوا اور بادشاہ نے دریچہ سے آکر ایک خوانچہ جواہر سے بھرا ہوا اور ایک خوان زر سے بھرا ہوا شاہزادہ کے سر پر نچھاور کیا اور خدا سے درازیٔ عمر و جاہ کی دعا مانگی۔

راجہ بھرجی زمیندار بگلانہ نے شاہزادہ کے توسل سے زمین بوسی کی سعادت حاصل کی اور چند روز کے بعد شاہجہاں والد بزرگوار کی خدمت میں آئے نورجہاں بیگم نے ایک جشن کی محفل منعقد کر کے مختلف قسم کی بیش قیمت اشیاء بطور نذرانہ پیش کیں۔

موکب اقبال کی ملک گجرات کو روانگی

چونکہ عالیجاہ کو ہاتھی کے شکار کا بہت شوق تھا اور احمد آباد گجرات کی تعریف بھی بہت سنی جا چکی تھی لہٰذا رائے عالی یہ ہوئی کہ احمد آباد اور دریائے شور کی سیر کرتے ہوئے واپسی کے وقت جب ہوا میں گرمی پیدا ہو جائے اور ہاتھی کے شکار کا وقت آجائے تو شکار کرتے ہوئے دار الخلافت آنا چاہئے اور اس ارادے سے میر علم زبانی

اور دوسری بیگموں اور اہل حرم کو اکبر آباد روانہ کر کے ۱۱ر ماہ الٰہی کو موکب اقبال گجرات کی طرف روانہ ہوا اس مدت میں کشمیر کے ایک واقعہ نگار کے خط سے معلوم ہوا کہ ایک ریشم فروش کے گھر میں دو لڑکیاں پیدا ہوئیں جن کے دانت نکلے ہوئے تھے پشت دونوں کی کمر کے پاس سے جڑی ہوئی تھی ۔

۸ر ماہ دے جمعہ کے دن سنہ ۱۱ جلوس میں دریائے شور کے کنارے موکب اقبال نے نزول اجلال فرمایا اور عالیجاہ سلطان احمد حاکم کنبایت کے باغ میں جو دریا کنارے واقع ہے سیر و تفریح کے لئے تشریف لے گئے اور کشتی پر بیٹھکر دریا کی سیر کی اور بارہ روز تک یہاں قیام کیا ۔

۱۹ر ماہ دے کو احمد آباد تشریف لائے اور ۲۴ کو تال کاکریہ کہ کنارے جو سواد شہر میں واقع ہے تشریف لائے راستہ میں شاہ عالم کے مزار کی زیارت کی اور مرمتِ مزار کے سلسلہ میں تقریباً ایک لاکھ روپیہ مرحمت فرمایا گجرات کے لوگ اس درگاہ کے بہت معتقد ہیں چنانچہ ان کی کرامت کے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ وہ مردوں کو زندہ کر دیتے تھے ان بزرگ کے آستانہ کے سجادہ سید جلال نامی بزرگ ہیں جنکی شکل وصورت سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک مقدس انسان ہیں ۔ شاہ صاحب مرحوم کا وصال ۸۸۰ھ میں ہوا تھا ۔

۲۵ر تاریخ ماہ مذکور کو عالیجاہ احمد آباد تشریف لائے اس شہر کی جیسی تعریف سنی گئی تھی مشاہدہ سے بالکل خلاف ثابت ہوئی ۔

اسی تاریخ کو ولایتِ گجرات شاہزادہ خرم کی جاگیر مقرر ہوئی شہر

احمد آباد سلطان احمد نبیرہ ظفر خاں کا تعمیر کردہ ہے اور اس شہر کے وسط بازار میں ایک مسجد ہے جس کی مشرقی سمت میں ایک مقبرہ تعمیر ہے۔ اس مقبرہ میں سلطان احمد اور محمد ابن سلطان اور قطب الدین اس کے نواسے کی قبریں ہیں۔

دوسرے روز حضرت بادشاہ شیخ وجیہ الدین کی خانقاہ تشریف لے گئے آپ محمد غوث رح کے ایسے جانشین ہیں کہ جن پر خود مرشد کو فخر تھا نیز آپ ظاہری اور باطنی کمالات سے آراستہ ہیں۔

چند روز کے بعد شیخ احمد کھتو کے روضہ پر تشریف لائے کھتو سلطنت ناگور کا ایک قصبہ ہے جہاں شیخ پیدا ہوئے اور سلطان احمد بانی گجرات کے زمانہ میں احمد آباد تشریف لائے سلطان احمد آپ کا بہت معتقد تھا۔ اور اس شہر کے لوگ شیخ مذکور کو اولیاء کبار سے شمار کرتے ہیں۔ اور ہر جمعرات کو یہاں کثیر مجمع ہوتا ہے۔ سلطان محمد نے ایک مقبرہ ایک مسجد، ایک خانقاہ یہاں تعمیر کرادی ہے اور اس کے جنوبی حصہ میں تال کلاں بنا ہے۔ جس کے اردگرد پتھر اور چونا ہے۔ اس عمارت کی تکمیل قطب الدین ولد محمد شاہ کے زمانہ میں ہوئی اور سلاطین گجرات کا مقبرہ شیخ کے مقبرہ کے پائیتں واقع ہے۔ اندازاً اس مقبرہ کی تعمیر میں پانچ لاکھ روپیہ صرف ہوا ہے۔

احمد آباد سے مالوہ کو روانگی

دوشنبہ کے دن اسفندار کی پہلی کو احمد آباد سے مالوہ تشریف لے گئے اور شکار کھیلتے ہوئے قصبہ داھور تشریف لائے دریائے مہی کے کنارے سور لھتر رام کے زمیندار نے شاہزادہ شاہجہاں کے ذریعہ سے زمین بوسی کی سعادت حاصل کی

اور پچاس راس کچھی پیش کئے اور اسی تاریخ کو راجہ لچھمی نرائن ولایت کوچ کے زمیندار نے بلاد بنگالہ میں زمین بوسی کی سعادت حاصل کی۔

اس سال ایک عجیب واقعہ یہ پیش آیا کہ بہاؤالدین برقنداز نے ایک لنگور کا بچہ معہ بکری کے پیش کیا اس کا بیان تھا کہ ایک مادہ لنگور اس بچہ کو سینہ سے لگائے درخت کی شاخ پر بیٹھی تھی کہ کسی توپچی نے بندوق کا نشانہ لگایا اور وہ بچہ کو چھوڑ کر زمین پر گر پڑی اور مر گئی۔ اسی اثنا میں میں پہنچ گیا اور بچہ کو اٹھا کر دودھ پلانے کے لئے اس بکری کے پاس لایا بکری نے چاٹنا شروع کر دیا بادشاہ نے حکم دیا کہ بچہ بکری سے جدا کر دیا جائے۔ چنانچہ اس بچے کے جدا ہوتے ہی بکری چیخنے لگی اور بچہ بھی چیخنے لگا یہ ایک عجیب و غریب واقعہ تھا۔

۱۳ سنہ جلوس کا آغاز

۱۰۲۷ھ ۲ ربیع الاول کو جلوس کی سالانہ رسم ادا کی گئی اس دن آصف خاں کو پنجہزاری ذات اور سوار کا منصب عنایت ہوا۔ اسی تاریخ کو میر حلبہ عراق سے آکر زمین بوسی کی خدمت سے سرفراز ہوا۔

میر حلبہ کے حالات | میر مذکور سپاہان کے معزز سادات میں سے تھا۔ اس کا نام محمد امین تھا اس کے چچا میر رضی کو شاہ عباس نے صدارت کے عہدہ پر مقرر کیا تھا اور اپنی لڑکی کا عقد بھی اس کے ساتھ کر دیا تھا اس سے چودہ سال پہلے یہ پریشان حالت میں عراق سے آکر محمد قلی قطب الملک کے پاس آیا تھا اور میر محمد مومن کے توسل سے قطب الملک کا ملازم ہو گیا۔ قطب الملک نے اس کو میر حلبہ کا خطاب دیا اور مالی اور ملکی

انتظام سب اس کے سپرد کردیا۔ غرضکہ جب تک محمد قلی زندہ رہا تمام انتظام سلطنت میر جملہ کے ہاتھ میں رہا اور محمد قلی شراب نوشی میں عمر گذارتا رہا۔ جب محمد قلی کا انتقال ہوگیا اور سلطنت اس کے بھتیجے کے قبضہ میں آئی تو میر جملہ سے اور اس سے نبھ نہ سکی اس نے میر کو نکال کر اس کے تمام سازوساماں پر قبضہ کرلیا۔ میر یہاں سے عادلخاں کے پاس گیا لیکن عادلخاں سے بھی نہ بنی وہاں سے دریا کے راستہ سے اپنے وطن آگیا اور یہاں سے عراق آکر شاہِ عباس کی ملازمت کی اس نے بادشاہ کی خدمت میں بدفعات نذریں پیش کیں میر کی یہ خواہش تھی کہ بادشاہِ مذکور کی خدمت میں رہکر منصب عالی حاصل کرے اور بادشاہ کا یہ خیال تھا کہ اس کو سبز باغ دکھاکر جو جواہرات اس کے پاس ہیں اپنے قبضہ میں کرے میر کو بادشاہ کے خیال کا پتہ چل گیا۔ اس نے جہانگیر کی خدمت میں ملازمت کی غرض سے عرضی بھیجی عالیجاہ نے اس کو اپنے یہاں بلالیا۔ اور اسی تاریخ کو اس نے زمین بوسی کی سعادت حاصل کرکے مراحم خسروانہ سے سر بلندی حاصل کی ۱۲ گھوڑے اور نو خلعت اور دو یاقوتی انگوٹھیاں بطور نذرانہ اس نے پیش کیں پانصدی ذات اور دو سے سوار کا منصب عنایت ہوا۔

ماہِ فروردین کی ۱۲ کو یکشنبہ کے دن حضرت بادشاہ موضع سحار التشریف لیگئے معلوم ہوا کہ یہاں سے چراگاہِ نیل تک ڈیڑھ کوس کی مسافت ہے اور جنگل اس قدر گھنا ہے کہ اس سے گذرنا مشکل ہے غرضکہ ۱۲ ماہِ مذکور دوشنبہ کے دن چند ملازمین کے ہمراہ شکارگاہ تشریف لے گئے۔ اس سے پہلے بہت سے لوگوں نے اس جنگل کی شکارگاہ کا

احاطہ کر لیا تھا اور جنگل کے باہر تھوڑی سی جگہ میں بادشاہ کے لیئے تخت بچھا دیا تھا اور اس کے ارد گرد درختوں پر امراء وغیرہ کے بیٹھنے کی جگہ بنائی گئی اور دو تین نر ہاتھی مضبوط بلند. وں کے ساتھ اور بہت سی ہتھنیاں اور ہر ہاتھی پر قدیم جبریہ کے دو فیلبان جو ہاتھی کے شکار کے لیئے مخصوص تھے۔ شکار کے لیے مقرر ہوئے اور حکم ہوا کہ صحرائی ہاتھیوں کو جنگل سے ہکا کر سامنے لائیں تاکہ شکار کا تماشا اچھی طرح دکھائی دے۔ اتفاق سے درختوں کی گنجانی کیوجہ سے گھیرا ٹوٹ گیا اور جنگلی ہاتھی ادھر ادھر منتشر ہوگئے پھر بھی ۱۲ ہاتھی شکار ہوئے جن میں سے دو ہاتھی بہت ہی عظیم الجثہ اور خوبصورت تھے۔

موسم گرما میں احمد آباد میں حضرت بادشاہ کا ورود

چونکہ گرمی کی شدت اور آب وہوا کی گندگی کیوجہ سے لوگ بہت پریشان ہو رہے تھے اور بعد مسافت کی وجہ سے دار الخلافت اکبر آباد تک پہنچنے میں بہت دشواریاں تھیں لہٰذا بادشاہ کی رائے عالی یہ ہوئی کہ گرمی اور برسات احمد آباد میں گذار کر آگرہ جانا چاہیئے۔ غرضکہ اس ارادے سے مقام دھود سے احمد آباد تشریف لے گئے۔

آگرہ میں طاعون

اسی عرصہ میں دار الخلافت سے خبر آئی کہ یہاں وبا بہت پھیل گئی ہے اور آدمی ضائع ہو گئے ہیں اس لئے عالیجاہ نے آگرہ کا ارادہ فسخ کر کے احمد آباد میں یکم جمادی الاول کو نزول اجلال فرمایا۔

راجہ بہارہ

اسی عرصہ میں راجہ بہارہ نے جو گجرات کا معتبر زمیندار تھا آستاں بوسی کی سعادت حاصل کی اور دو سو اشرفیاں نذر کے سلسلہ میں اور دو ہزار روپیہ تصدق کے سلسلہ میں اور سو گھوڑے

نذرانہ کے طور پر پیش کئے۔ گجرات میں اس سے بڑا کوئی زمیندار نہیں ہے اس کا ملک دریائے شور سے متصل ہے۔

موکبِ ہمایوں کی احمد آباد سے اکبر آباد کیطرف مراجعت

۲۷ شنہ ۱۰۸۰ھ دوسری رمضان کو عالیجاہ اکبر آباد تشریف لائے اور مقرب خاں کو دیرینہ خدمات کے صلہ میں بہار کی گورنری عطا کی۔

۱۶ ماہ دے آفتاب کے طلوع ہونے سے پہلے کرۂ ہوا میں ایک بخاری مادہ دھوئیں کی طرح عمودی شکل میں نمودار ہوا اور ہر رات کو دوسری رات کے آغاز سے گھنٹہ بھر پہلے ظاہر ہوتا تھا اور جب پورا ہو جاتا تھا تو ایک حربہ کی شکل میں نمودار ہوتا تھا اُس کی پشت جنوب کی طرف اور منہ شمال کی طرف تھا منجموں نے اصطرلاب سے معلوم کیا کہ ۳۲ درجہ فلکی میں گردش کرتا ہے۔ اور فلک الافلاک کی حرکت سے متحرک ہے اور اس کی مخصوص حرکت جو فلک الافلاک کے علاوہ ہوتی ہے وہ بھی ظاہر ہوتی ہے۔ اسی طرح سولہ راتوں کے بعد ایک دمدار ستارہ ظاہر ہوا کہ جس کا اگلا حصہ روشن تھا۔ اور اس کی دم دو تین گز کے قریب لمبی تھی۔ چنانچہ اس کے اثرات سے ہندوستان میں وبا پھیل گئی۔ اور حضرتِ بادشاہ اور نواب جہانبانی کے درمیان آتشِ جنگ و فساد مشتعل ہوگئی۔

اورنگ زیب کی ولادت

۱۱ ذوالقعدہ سنہ مذکور کو شاہجہاں کے یہاں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام اورنگ زیب رکھا گیا۔ جب مقام اوجین میں حضرتِ بادشاہ تشریف لے گئے تو شاہزادہ خرم نے ایک

محفلِ جشن منعقد کر کے حضرتِ بادشاہ کو بلوایا پچاس ہاتھی بطور نذرانہ پیش کیے انہیں سے سات ہاتھی بادشاہ نے انتخاب کیے۔ جب رانا امر سنگھ کے حدود میں حضرتِ بادشاہ تشریف لے گئے تو کنور کرن اُس کے جانشین نے زمیں بوس ہو کر دکن کی فتح کی مبارکباد دی

راجہ سورج مل کی بغاوت

راجہ سورج مل راجہ باسو کا لڑکا گو سِن میں اپنے سب بھائیوں سے بڑا تھا۔ لیکن اپنی بدطینتی کی وجہ سے باپ کو ناراض رکھتا تھا اُس کے افعال سے چونکہ باپ کو اندیشہ تھا لہٰذا وہ ہمیشہ قید رہتا تھا۔ جب راجہ باسو کا انتقال ہو گیا تو چونکہ اور لڑکے جانشینی کے قابل نہ تھے لہٰذا یہی اس کا جانشین بنا دیا گیا۔ اور مرتضیٰ خاں کے ہمراہ قلعہ کانگرہ کے فتح کرنے کے لئے بھیجا گیا اور جب قلعہ کے باغیوں کی پریشانی بڑھ گئی اور اس بدبخت کو بھی معلوم ہو گیا کہ عنقریب قلعہ فتح ہو جائیگا تو مرتضیٰ خاں کے ساتھیوں سے لڑنا شروع کر دیا مرتضیٰ خاں نے اس کی بدخواہی کی خبر بارگاہ شاہی میں پہنچائی ادھر اس نے بھی ایک عرضی اس مضمون کی شاہجہاں کے نام بھیجی کہ مرتضیٰ خاں ارباب غرض کی تحریک سے مجھ سے بدظن ہو گیا ہے لہٰذا مناسب یہ ہے کہ آپ مجھکو درگاہِ والا میں بلالیں غرضکہ شاہزادہ کی سفارش سے اُس کی خطا بادشاہ نے معاف کر دی اور درگاہِ والا میں بلالیا۔ اسی اثنا میں مرتضیٰ خان کی وفات ہو گئی اور چند روز کے لئے قلعہ کانگرہ کی فتح ملتوی کر دی گئی جب یہ شورش پسند درگاہِ والا میں پہنچا تو حضرتِ بادشاہ نے اس کی ظاہری حالت دیکھکر اسی روز شاہزادۂ شاہجہاں کے ہمراہ دکن کی مہم پر روانہ کر دیا اگرچہ اس

بدبخت کا بھیجنا دور اندیشی اور مصلحت کے خلاف تھا لیکن چونکہ یہ فتح شاہزادہ شاہجہاں کے سپرد ہوئی تھی لہٰذا اس کو بھی شاہزادہ نے محمد تقی بخشی کے ہمراہ روانہ کر دیا جب یہ میدان جنگ میں پہنچ گیا تو اس نے محمد تقی سے بھی جنگ شروع کر دی اور محمد تقی کی کثیر شکائتیں درگاہ والا میں لکھ بھیجیں کہ یہ مہم اس سے سر نہیں ہو سکتی اگر کوئی دوسرا سردار بجائے اس کے بھیج دیا جائے تو زیادہ مناسب ہے۔ بادشاہ نے مجبوراً محمد تقی کو بارگاہ میں بلا لیا اور بجائے اس کے راجہ بکرما جیت کو سردار لشکر بنا کر روانہ کیا جب اس بدبخت کو معلوم ہو گیا کہ اب اس سے زیادہ حیلہ کارگر نہیں ہو سکتا تو راجہ مذکور کے پہنچنے تک اس نے موقع پا کر پہلے کچھ ملازمین شاہی کو اس بہانہ سے کہ مدتوں سے تکلیف اٹھا رہے ہیں اجازت دی کہ وہ اپنے اپنے مقامات میں جا کر راجہ موصوف کے آنے تک ساز و سامان مہیا کر لیں جب اس نے دیکھا کہ اکثر خیر خواہان سلطنت اپنی اپنی جگہ چلے گئے ہیں اور چند لوگ رہ گئے ہیں تو اس نے بغاوت شروع کر دی اور سید صفی جو بارھہ کے سادات میں سب سے زیادہ جری تھا مع اس کے بھائیوں اور اعزا کے قتل کر ڈالا اور دامن کوہ کے اکثر پرگنوں پر قابض ہو گیا اور جس قدر روپیہ وغیرہ ملا اس کو لیکر بغاوت پر کمربستہ ہو گیا

اسی زمانہ میں عبدالرحیم خانخاناں بادشاہ سے ملنے آیا ہزار اشرفیاں اور ہزار روپیہ نذرانہ پیش کیا اور چند روز کے بعد دیرینہ خدمات کے صلہ میں خاندیس اور دکن کا گورنر مقرر ہوا اور خلعت وغیرہ انعام ملا

روز شنبہ ۲۰ ماہ دے کو فتحپور میں کول کے کنارے حضرت بادشاہ تشریف لائے یہاں آکر معلوم ہوا کہ آگرہ میں طاعون کی شدت

ہے۔ اس لئے پہلی صفر ۹۸۲ھ کو فتحپور تشریف لائے اور اسی سلسلہ میں حضرت شیخ سلیم چشتی کے مزار پر تشریف لے گئے اور عقیدتمندانہ طور سے اظہار نیاز مندی کیا۔

مسجد شیخ سلیم چشتی رح | آن آثار قدیمہ میں سے جو حضرت اکبر کے زمانہ میں تعمیر ہوئے تھے یہ مسجد بھی ہے جہاں گرد سیاحوں نے اس کو دیکھکر کہا کہ اس کی مثال دنیا بھر میں نہیں ہے۔ اس کی پوری عمارت صاف سنگ مرمر کی ہے۔ اس کی تعمیر میں پانچ لاکھ روپیہ صرف ہوا تھا اور صدر دروازے کے مقابلہ میں حضرت شیخ رح کا مقبرہ ہے اور اس مقبرہ کے مقابل میں مغرب کی طرف تھوڑے فاصلہ پہ دوسرا مقبرہ تعمیر ہے جس میں حضرت شیخ کے اعزا مدفون ہیں۔

سورج مل کی شکست | راجہ بکرماجیت جب قلعۂ مذکور کے حدود میں پہنچ گیا تو سورج مل نے راجہ کو بھی بہکا کر اپنے ساتھ ملانا چاہا لیکن راجہ اسکی باتوں میں نہ آیا اس کو مجبور آ لڑنا پڑا اور قلعۂ مورد مہری کو راجہ مذکور نے بآسانی فتح کر لیا۔ اور بد نصیب سورج مل بھاگ کھڑا ہوا راجہ بکرماجیت نے اس کے ملک کو تو چھوڑ دیا اور اس کے تعاقب میں روانہ ہوا جب قلعہ کے فتح کی خبر بادشاہ کو معلوم ہوئی تو اس خدمت کے صلہ میں راجہ مذکور کو نقارہ مرحمت ہوا۔

جگت سنگھ | یہ سورج مل کا بھائی ہے جو معمولی منصب پر صوبہ بنگالہ بھیجا گیا تھا۔ جب سورج مل کا واقعہ پیش آیا تو بادشاہ نے اس کو بنگالہ سے بلا کر سہ ہزاری منصب ذات اور دو ہزار سوار اور راجہ کا خطاب دیکر معزز فرمایا

۱۴ سنہ جلوس

۴ ربیع الآخر ۱۰۲۸ھ کو جلوس کی رسم ادا کی گئی شاہزادہ شاہجہاں نے ایک بڑی محفل جشن منعقد کر کے ہر شہر کے مختلف قسم کے تحفے بطور نذرانہ پیش کئے منجملہ اُن کے ایک یاقوت تھا جس کا وزن ۲۲ سرخ تھا اور قیمت دو ہزار روپے تھی اور دوسرا قطبی لعل جس کی قیمت ۴ہزار روپے تھی اور ۶ عدد موتی جن میں سے ایک کا وزن ایک دانگ اور آٹھ سُرخ تھا اور ایک الماس کا ٹکڑا جس کی قیمت ۱۸ ہزار تھی اور ایک شمشیر مرصع مع مرصع جواہر کار پرتلے کے اور ایک طلائی اور نقرئی نقارہ اور ہاتھی کا ہودج تھا اور دو ہاتھی مع پانچ ہتھنیوں کے جو قطب الملک نے شاہزادہ شاہجہاں کے پاس بھیجے تھے اسی اثنا میں شاہزادہ پرویز الہ آباد سے آئے اور راجہ کلیان زمیندار رتن پور نے شاہزادہ کی خدمت میں باریابی پائی اور ۸۰ ہاتھی اور ایک لاکھ روپیہ نقد نذرانہ پیش کیا۔

اسی اثنا میں شاہ بیگ خاں نے جو خاندوراں کے خطاب سے ممتاز تھا بڑھاپے کی وجہ سے خدمت سپاہگری سے مستعفی ہونا چاہا بادشاہ نے اس کی درخواست منظور کر لی اور پرگنہ خوش آب جو اسکی قدیم جاگیر تھا اور جس کی آمدنی ۷۵ ہزار روپے تھی اُس کے خرچ کیلئے مرحمت کیئے اور اس کے لڑکوں کو ہر ایک کی خدمت کے لائق منصب و جاگیر عنایت ہوئی۔

اسی تاریخ کو راجہ سورج سنگھ نبیرہ راؤ مالدیو کے انتقال کی خبر آئی

بجائے اُس کے بجنگھ اُس کے لڑکے کو سہ ہزاری ذات اور دو ہزار اور راجگی کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔

اسی اثنا میں حکم ہوا کہ آگرہ سے لاہور تک ہر کوس پر ایک میل نصب کیا جائے اور ہر تین کوس کے بعد ایک کنواں بنایا جائے تاکہ مسافروں کو آرام ملے اور دو طرفہ درخت لگائے جائیں۔

جنت نظیر کشمیر کی طرف روانگی

۲۴ مہر[۵] ماہ کو عالیجاہ کشمیر تشریف لے گئے۔

پٹھانوں کا ایک جتھا آگرہ کی حفاظت کے لئے مقرر کیا گیا۔

شاہ نواز خاں کی وفات اسی تاریخ کو شاہ نواز خاں پسر خانخاناں کی وفات کی خبر آئی۔ آغاز جوانی میں یہ شراب کا عادی ہو گیا تھا اور مصاحبین بدخواہ کی وجہ سے اُس نے بکثرت شراب نوشی کی باہمت اور دلیر تھا فوجی اور جنگی انتظام میں بےمثل تھا۔ جب خانخاناں برہانپور آئے تو یہ صاحب فراش تھا۔ ہر چند علاج و معالجہ کیا گیا لیکن جانبر نہ ہو سکا۔ غرضکہ عین شباب میں اس نے وفات پائی۔ اس سانحہ سے حضرت بادشاہ کو بہت صدمہ پہنچا۔ اس کے بھائی داراب خان کو پنجہزاری ذات کا منصب عطا ہوا۔ نیز خلعت معہ شمشیر مرصع اور گھوڑے اور ہاتھی کے مرحمت فرما کر شاہ نواز خاں کے بجائے برار اور احمد نگر کی حکومت عنایت کی۔

ماہ مذکور کی ۸ تاریخ شنبہ کے روز پرگنہ متھرا میں بادشاہ تشریف لائے اور بندرابن اور اس کے مندروں کی سیر کو تشریف لے گئے اکبر کے

۵؎ کاتک کا مہینہ

زمانہ میں راجپوت امراء نے یہاں اپنے اپنے طرز پر بڑے بڑے مندر بنوائے ہیں یہیں سے شاہزادہ پرویز کو الہ آباد اور اپنے جاگیری مقامات میں جانے کی اجازت ملی۔ اچھد روپ نامی سنیاسی جس سے اوجین میں حضرتِ بادشاہ نے ملاقات کی تھی اس زمانہ میں متھرا آیا ہوا تھا۔ دریائے جمنا کے کنارے بیٹھا اپنے دینی رسوم ادا کرتا تھا بادشاہ اس کے پاس تشریف لے گئے اور بہت دیر تک اس سے گفتگو ہوتی رہی جب خسرو کو حراست میں رہتے ہوئے بہت زمانہ ہو گیا تو خان اعظم نے سوچا کہ بادشاہ اچھد روپ کی باتوں سے بہت متاثر ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس کے ذریعہ سے خسرو کو رہائی دلانا چاہیئے چنانچہ خان اعظم نے موقعہ پاکر سنیاسی مذکور سے کہا اور اس نے حضرتِ بادشاہ سے خسرو کے متعلق کچھ اس طرح گفتگو کی کہ بادشاہ نے خسرو کی خطا معاف کر کے قید سے رہا کر دیا اور حکم دیا کہ روزانہ حاضرِ خدمت ہوا کرے۔

ماہ آذر کی ۱۲ کو پرگنہ کرانہ میں تشریف فرما ہوئے۔ پرگنۂ مذکور واقعی ایک دلکش جگہ ہے۔ مقرب خان نے یہاں ایک باغ لگایا ہے جس میں بہترین آم پیدا ہوتے ہیں جن کی نظیر شاید ہندوستان میں نہیں مل سکتی دکن اور گجرات وغیرہ سے تخم لا کر یہاں لگائے گئے ہیں اس باغ کی دیواریں پختہ ہیں اور اس باغ کا دور ایکسو چالیس بیگھ زمین ہے اس باغ کے درمیان میں ایک حوض بنا ہوا ہے جس کا طول دوسو بیس گز اور عرض دوسو گز ہے اس باغ میں پستہ کے درخت بھی ہیں۔

ماہ دے کی ۱۲ ار شنبہ کے دن شاہجہاں کے یہاں لڑکا پیدا ہوا

لہٰذا ۱۹ کو شنبہ کے دن شاہزادہ نے ایک بڑی محفل جشن منعقد کرکے حضرت بادشاہ اور بیگمات کی دعوت کی حضرت بادشاہ تشریف لے گئے شاہجہاں نے چند نفیس اشیاء بطور نذرانہ پیش کیں بادشاہ نے جن اشیاء کو منتخب فرمایا ان کی قیمت تقریباً ایک لاکھ ۳۰ ہزار روپے تھی۔ اور ۴۰ ہزار روپیہ بیگمات کو بطور نذرانہ دیا۔

راجہ بکرماجیت جو قلعۂ کانگرہ کا محاصرہ کئے تھا بعض مقاصد کی غرض سے بارگاہِ شاہی میں آیا اور چونکہ حضرت بادشاہ کشمیر کی گلگشت کو تشریف لئے جا رہے تھے اور لاہور جانے سے موقع نکلا جاتا تھا لہٰذا شاہجہاں کو لاہور کی عمارت دیکھنے کے لئے روانہ فرمایا اور راجہ بکرماجیت کو خلعت خنجر مرصع اور اسپ خاصہ عنایت کرکے قلعۂ کانگرہ کے محاصرہ کے لئے روانہ کیا۔

ماہِ بہمن کی دوسری تاریخ کو باغ کلانور میں بادشاہ آئے اسی سرزمین میں اکبر تختِ جلوس پر رونق افروز ہوئے

سہ شنبہ ۳ ماہِ بہمن کو خان عالم جو شاہ عباس کے پاس سفارت کے سلسلہ میں گیا تھا ایران سے حاضر خدمت ہو کر زمین بوسی کی سعادت سے مشرف ہوا اور عرض کی زنبیل بیگ شاہ ایران کا ایلچی ایک نامہ لیکر آنے والا ہے۔ والی ایران کو جو محبت خان عالم سے تھی اگر وہ بالتفصیل لکھی جائے تو لوگ مبالغہ پر محمول کریں گے حقیقت یہ ہے کہ خان عالم نے اس خدمت کو بحسن و خوبی انجام دیا۔

منجملہ ان تحائف کے جو خان عالم اپنے ساتھ لایا تھا ایک مرقع بھی تھا جس میں امیر تیمور لنگ کی لڑائی کی تصویر تقتمش خاں کے ساتھ دکھائی گئی

اور اس میں تیمور لنگ کی اولاد اعزاء کی تصویریں بھی تھیں اور ہر تصویر کے نیچے لکھا تھا کہ یہ فلاں شخص کی تصویر ہے غرضکہ اس میں ۲۲۲ تصویریں تھیں۔ اور مصور کا نام خلیل میرزا شاہ رخی لکھا تھا یہ نہایت پختہ کار مصور تھا اگر مصور اپنا نام نہ لکھتا تو شبہ ہو سکتا تھا کہ یہ کام بہزاد کا ہی

اور اس تاریخ کو طالب آملی کو ملک الشعراء کا خطاب عنایت ہوا۔

ایک عجیب لڑکی پرگنہ دولت آباد میں ایک باغبان کی لڑکی نظر سے گذری جو بالکل مردوں کے مشابہ تھی جس کی داڑھی مونچھیں بھی تھیں لیکن پستان نہیں تھے۔ لہٰذا چند عورتوں کو اجازت دی گئی کہ وہ ایک گوشہ میں اس کو لیجا کر اس کا ستر دیکھیں ممکن ہے کہ خنثیٰ ہو مشاہدہ سے معلوم ہوا کہ وہ عورت ہے اس میں اور دوسری عورتوں میں بالکل فرق نہیں۔

ماہ اسفندار کی پہلی کو پرگنہ گرہی میں بادشاہ شکار کے لئے تشریف لے گئے ۱۷ بز کوہی اور ۳۰ چکارہ شکار ہوئے

چونکہ مہابت خاں مدتوں سے شرفِ حضوری سے محروم تھا لہٰذا حکم ہوا کہ اگر وہ کوہستانی علاقہ کے بند وبست سے فارغ ہو چکا ہو تو تنہا آکر حاضرِ خدمت ہو۔ چنانچہ حسب الحکم وہ آکر حاضرِ خدمت ہوا جانعام کو منصب پنجہزاری اور سہ ہزار سوار مرحمت ہوا۔

۱۴ اسفندار کو قلعہ رہتاس تشریف لائے دلاور خاں حاکم کشمیر کی طرف سے کشتوار کی فتح کی خبر آئی خلعت اور خنجر مرصع کے انعام کا پیغام بھیجکر مفتوحہ ولایت کا ایک سال کا محصول اس کو بطور انعام دیا گیا۔

۱۴ ماہ مذکور کو بابا حسن کی درگاہ میں تشریف لائے چونکہ یہ راستہ پہاڑی سلسلہ کی وجہ سے پیچدار تھا لہٰذا ایکبارگی لشکر کا گذرنا دشوار تھا اس لیئے حضرتِ بادشاہ نے حکم دیا کہ مریم الزمانی اور دوسری بیگمات چند دن توقف کرکے اطمینان سے قطع مسافت کریں اسی تاریخ کو رانا امر سنگھ کی وفات کی خبر آئی۔ راجہ کشن داس کو حکم ملا کہ خلعت، گھوڑا اور فیل، کنور کرن کے لیئے لیجا کر تعزیت کی رسم بجالائے۔

ماہ مذکور کی ۲۱ تاریخ کو موضع پکلی (مانگی) میں حضرتِ بادشاہ تشریف لائے اور جہانیت خاں کو خلعت وغیرہ سے سرفراز فرمایا۔ اور بنگش کی خدمت پر تعین فرمایا اس جگہ حضرتِ بادشاہ کی نظر سے ایک پھول گذرا جس کی تعریف نہیں ہوسکتی۔ اس کے علاوہ اور دوسری قسم کے پھول بھی نظر اشرف گذرے جن میں سے بعض سرخ رنگ کے تھے اور بعض گل شفتالو سے مشابہ تھے۔۔ اس دامن کوہ میں خودرو بنفشہ بھی بہت تھا

۲۲ تاریخ کی شب کو سخت بارش ہوئی اور صبح کے وقت برف پڑی چونکہ راستہ میں اکثر جھاڑیاں پڑتی ہیں اور بارش کی وجہ سے راستہ میں پھسلن ہوجاتی ہے لہٰذا دو روز وہیں قیام فرمایا۔

۲۴ تاریخ کو سلطان حسین پکلی زمین بوسی کی سعادت سے مشرف ہوا۔ اس راستہ میں شفتالو کے پھول جابجا پھولے تھے۔ ولایت پکلی ۳۵ کوس طول اور ۲۵ کوس عرض کی مسافت میں واقع ہے اسی کے مشرقی سمت کشمیر کا کوہستان ہے اور مغرب میں بنارس کی ترائی ہے اور شمال کی جانب کوہِ کنور ہے اور جنوب کی طرف کوہ پوبچ اور کشمیر کے اطراف ہیں

قوم پکلی | جس زمانہ میں امیر تیمور ہندوستان فتح کرکے توران جارہے تھے تو

یہ قوم بھی ہمراہ تھی یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم لوگ قارلغ ہیں لیکن یہ تحقیق نہیں کہ اسوقت ان میں سب سے بڑا کون تھا؟ اور اس کا نام کیا تھا اب یہ لوگ اپنے کو لاہوری بتاتے ہیں اور یہی زبان بولتے ہیں اور دھمتور کے لوگ بھی اسی قسم کے ہیں۔

اکبر کے زمانہ میں شاہرخ نامی دھمتور کا زمیندار تھا اس زمانہ میں (یعنی مورخ کے زمانہ میں) اس کا لڑکا ہے۔

جب حضرت بادشاہ کو معلوم ہوا کہ آگے چند منزلیں ایسی ہیں جہاں آبادی کم ہے اور اتنا غلہ بھی نہیں جو لشکر کے لئے کافی ہو سکے تو حکم دیا کہ ضروری سازوسامان ہمراہ لیکر ہاتھی کم کروئے جائیں اور تین چار روز آرام کریں خواجہ ابوالحسن چند لوگوں کے ہمراہ پیچھے آرہا تھا۔ ۲۱ تاریخ کو دریائے نین سکھ کے پل سے گذرا یہ دریا کوہ وازو کے درمیان سے جو بدخشان اور تبت کے درمیان واقع ہے نکل کر اس راہ میں دو حصوں میں منقسم ہو جاتا ہے منتظمین شاہی نے لشکر کے عبور کے لئے دو پل بنائے تھے ایک کا طول ۱۸ ہاتھ تھا اور دوسرے کا چودہ ہاتھ تھا اور عرض ہر ایک پانچ ہاتھ تھا اور پل اس طرح بناتے تھے کہ تاڑ کے بڑے بڑے درختوں کو گرا کر ان کے دونوں سرے پتھر سے مضبوط باندھ دیتے تھے اور موٹی لکڑی کے تختے پتھروں پہ ڈال کر میخوں اور رسیوں سے باندھ دیتے تھے۔

۲۳ تاریخ شنبہ کے دن دریائے کشن گنگا پر قیام ہوا اس سے قبل راقم اقبال نامہ کو حکم ملا تھا کہ پہلے سے جاکر جو زمین بلند اور ممتاز ہو جشن نوروز کے لئے انتخاب کرلیں اتفاق سے دریا کے اس پار ایک

ٹیلہ تھا۔ جو پانی کی سطح سے کچھ بلند تھا اور اس کے اوپر پچاس گز مربع زمین گویا اسی جشن کے لیۓ قدرت نے پیدا کی تھی حضرت بادشاہ بصد تزک و احتشام وہاں تشریف فرما ہوئے۔

سنہ ۱۵ جلوس کا آغاز مطابق سنہ ۱۰۲۹ھ

جمعہ ۱۵ ربیع الثانی کشن گنگا کے کنارے رسم جلوس ادا کی گئی یہاں سے کشمیر تک بہت سے چھوٹے بڑے دریا ملتے ہیں اور دونوں جانب بلند پہاڑ ہیں اور پہاڑ کے درے سے پانی بہت جوش و خروش سے گذرتا ہے بڑا ہاتھی بھی اس پانی میں سنبھل نہیں سکتا چونکہ یہ راستہ گھوڑوں کے گذرنے کے لیۓ بہت دشوار معلوم ہوتا تھا اور آدمیوں کی کثرت کی وجہ سے زحمت ہونے کا اندیشہ تھا۔ لہٰذا بادشاہ نے حکم دیا کہ کل کوچ کے وقت اسی منزل میں توقف کیا جائے آصف خاں اور چند خدمت گاروں کے علاوہ کوئی شخص ساتھ نہ جائے چونکہ راقم اقبالنامہ کا خیمہ وغیرہ پہلے سے روانہ ہوچکا تھا لہٰذا اس نے اپنے آدمیوں کو پیغام بھیجا کہ جہاں پہونچ چکے ہوں وہیں رک جائیں راقم مذکور کے آدمیوں نے یہ حکم پاکر جہاں پہنچ چکے تھے وہیں خیمہ وغیرہ نصب کر دیا راقم مذکور کی خوش قسمتی سے جب موکب اقبال اس کے خیمہ کے قریب آگیا تو بارش ہونے لگی۔ چونکہ بیگمات سواری پر آرہی تھیں اور چند خواجہ سرا کے علاوہ اور کوئی ساتھ نہ تھا لہٰذا اعلیجاہ کو تشویش ہوئی۔ ابھی ایک میدان طے نہ ہوا تھا کہ راقم کا خیمہ نظر آیا حضرت بادشاہ آکر اس کے خیمہ میں مع بیگمات کے فروکش ہوئے حکم ہوا کہ راقم

نامزد کیا جائے چنانچہ یہ مژدۂ جاں بخش سنتے ہی راقم بعجلت تمام حاضر ہوا
اور زبانِ حال سے یہ شعر پڑھتا جاتا تھا۔

آمد خیالت نیم شب جان دادم و گشتم خجل   خجلت بود درویش را مہماں چو بیگہ در رسید

اور جو کچھ ساز و سامان تھا بطور نذرانہ پیش کیا بادشاہ نے سب سامان اس غلام کو واپس کر کے فرمایا کہ دنیا کا مال و متاع ہمارے سامنے ہیچ ہے۔ ہم تو جوہرِ اخلاص گراں قیمت دیکر خریدتے ہیں۔

۵ تاریخ سہ شنبہ کے دن موضع کھتانی میں نزول اجلال فرمایا اور جو لباس حضرت بادشاہ پہنے تھے راقم کو عنایت فرمایا اور اس فدوی کو منصب ہزاری اور پانصدی ذات اور پانصدی سوار مرحمت ہوا۔

سہراب خاں کی وفات | سہراب خان پسر رستم خاں موکب شاہی کے پیچھے آرہا تھا کہ اس نے دریا میں نہانے کا ارادہ کیا چونکہ پانی بہت تیز بہ رہا تھا اور سرد بھی تھا۔ ہر چند لوگوں نے اُسکو منع کیا کہ غسل نہ کرو لیکن یہ نہ مانا اور اپنی پیراکی پر ناز کرتے ہوئے ایک پتھر پر سے جو دریا کے کنارے رکھا تھا پانی میں پھاند پڑا اور پھاندتے ہی موجوں کے تلاطم میں پڑ گیا ہر چند اس نے پیرنے کی کوشش کی مگر پیر نہ سکا اور مر گیا۔ ایک کشتی گیر جو اس کے ساتھ پھاند ا تھا بہزار مشکل جانبر ہوا میرزا رستم کو اُس سے بہت محبت تھی اس حادثہ کے سنتے ہی دیوانہ وار بارگاہِ شاہی میں روتا پیٹتا آیا سہراب خاں بندوق اندازی۔ اپنے باپ کا شاگرد تھا ہاتھی کی سواری بھی خوب جانتا تھا گجرات کی یورش میں بسا اوقات اس کو حکم دیا جاتا تھا کہ بادشاہ کے خاص ہاتھی کے سامنے رہے۔

جب موضع بنیسار میں حضرت بادشاہ نے نزول اجلال فرمایا تو

یہاں کثرت سے پھول اور کلیاں نرگس، بنفشہ، ارغواں نظر سے گذرا۔ اس منزل میں ایک آبشار راستہ میں واقع ہے۔ جو بلند جگہ سے گرتی ہے اگرچہ یہاں آبشاریں بکثرت ہیں لیکن آبشار مذکور ان سب میں ممتاز ہے۔

دوسرے دن بارۂ مولہ میں قیام فرمایا بارہ مولہ کشمیر کا صوبہ ہے جو دریائے بہت کے کنارے واقع ہے۔ کشمیر کے کچھ سوداگر یہاں سکونت پذیر ہیں۔ دریا کی ساحلی بلندی پر مسجدیں اور گھر بنا کر خوشحالی سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ عالی جاہ کے یہاں تشریف لانے سے پہلے چند لوگ کشتیاں مہیا کر کے یہاں لائے تھے۔ جب عالی جاہ کی آمد کا وقت قریب آگیا تو یہ لوگ خود کشتیوں پر بیٹھکر شہر آئے

دلاور خاں حاکم کشمیر | دلاور خاں کاکر حاکم کشمیر کشتوار سے آکر زمیں بوسی کی خدمت سے مشرف ہوا۔ اور طرح طرح کی نوازشوں سے بہرہ یاب ہوا۔

کشتوار کی فتح | دسویں شہر یور ماہ الہٰی ۱۴ سنہ جلوس دلاور خاں نے دس ہزار سوار اور دس ہزار پیادۂ جنگی لیکر فتح کشتوار کا ارادہ کیا اور حسن نامی اپنے لڑکے اور گرد علی میر بحر کو شہر اور سرحد وں کی حفاظت کے لئے مقرر کیا چونکہ کشمیر میں لوہر چک اور ابیہ چک کشمیر کی وراثت کے دعویٰ کر کے آمادۂ بغاوت تھے اس لئے ہیبت نام اپنے ایک بھائی کو ایک جماعت کے ساتھ مقام دیسو میں جو کوتل پنجال کے قریب واقع ہے احتیاط کی غرض سے چھوڑ دیا اور خود فوج کو تقسیم کر کے سنگی پور کے راستہ سے حملہ آور ہوا۔ اور اپنے لڑکے جلال نامی کو نصر اللہ عرب اور علی ملک کشمیری اور چند دیگر ملازمین جہانگیری

کے ساتھ راہ آہن پر مقرر کرکے جمال نام اپنے لڑکے کو چند دلیر نوجوانوں کے ساتھ اپنے لشکر کا مقدمہ بنایا اور اس طرح دوسری دو فوجوں کو حکم دیا کہ وہ داہنے اور بائیں چلتی رہیں غرض اس طرح یہ لوگ جنگ کرتے ہوئے غنیم کے محکمہ کوٹ تک پہنچ گئے اور وہاں پہنچکر فریقین میں سخت جنگ چھڑ گئی فریق مخالف مقابلہ نکر سکا اور ابیہ چک اپنے بہت سے ساتھیوں کیساتھ قتل کیا گیا اور ابیہ چک کے قتل ہوتے ہی راجہ فرار ہوگیا اور بھندر کوٹ میں جاکر پناہ گزیں ہوا۔ اس طرف کے بہت سے سپاہیوں نے چاہا کہ پل سے گزریں مگر پل پر سخت جنگ چھڑ گئی اور چند نوجوان شہید ہو گئے۔ غرضکہ فریقین میں سخت جنگ ہوتی رہی یہاں تک کہ دلاور خاں ملکی انتظام سے فارغ ہوکر اپنے لشکر سے آملا راجہ نے چاہا کہ دھوکے سے کام لیکر دلاور خاں کو مصالحت پر آمادہ کرے لیکن اس نے نہ مانا اور اس کے لڑکے جمال نامی نے کچھ سپاہی ہمراہ لیکر دریا سے عبور کیا اور مخالفین سے سخت جنگ شروع کردی غنیم جب مقابلہ نکر سکا تو پل توڑ کر بھاگ گیا۔ دلاور خاں کے ساتھی پل کی پھر سے مرمت کرکے اس پر سے گذر گئے۔ اور دلاور خان بھندر کوٹ میں جاکر فروکش ہوا دلاور خاں چار مہینے تک بھندر کوٹ میں دریا سے گذرنے کی کوشش کرتا رہا لیکن کوئی کوشش نفع بخش نہ ہوئی یہاں تک کہ ایک زمیندار کی مدد سے زمرپہ جال بچھا کر رات میں جلال پسر دلاور خاں نے چند سپاہیوں کے ہمراہ اس راستہ سے عبور کیا اور صبح ہوتے ہوتے راجہ کے سر پر جا دھمکا اور فتح کا نقارہ بجادیا۔ چند آدمی جو راجہ کے گرد و پیش تھے حیران ہوگئے۔ اکثر ان میں سے قتل کئے گئے

اسی شورش میں ایک سپاہی راجہ کے پاس پہنچ گیا اور اس کو قتل کرنا چاہا راجہ فریاد وزاری کرنے لگا اور کہنے لگا کہ مجھکو زندہ دلاور خاں کے پاس لے چلو سپاہیوں نے اس کو گرفتار کر لیا دلاور خاں نے فتح کی اس خوشخبری کو سنکر خدا کا شکر ادا کیا اور اپنے کامیاب لشکر کو لیکر دریا سے گذر کر مندل میں آیا۔ دریائے مذکور سے لیکر مندل تک تین کوس کا فاصلہ ہے۔

فتح سے پہلے راجہ نے اپنے اہل وعیال کو احتیاطاً راجہ جسوال اور دیگر زمینداروں کے پاس حفاظت کی غرض سے بھیجدیا تھا جب موکب منصور قریب آگیا تو دلاور خاں حسب الحکم راجہ کو ہمراہ لیکے بارگاہ شاہی کی طرف روانہ ہوا اور نصر اللہ عرب کو سوار اور پیادوں کی ایک جماعت کیساتھ اُس ملک کی حفاظت کے لئے مقرر کیا

کشتوار کی پیداوار | یہاں گیہوں، جو، مسور، ماش، سستے اور کثرت سے ہوتے ہیں۔ یہاں شال نہیں بنتی مگر یہاں کی زعفران کشمیر کی زعفران سے عمدہ ہوتی ہے اور یہاں کا خربزہ کشمیر کا ایسا ہوتا ہی اور دوسرے میوے مثلاً شفتالو وغیرہ خراب ہوتے ہیں سنہسی کشمیر کا ایک سکّہ ہے جسکا نصف ایک روپیہ جہانگیری کے برابر ہی یہاں زراعت پر محصول نہیں لیا جاتا تھا یہاں کا راجہ ہر گھر سے سنہسی سالانہ وصول کرتا تھا راجہ کی اصلی آمدنی جرمانے سے تھی جہاں کسی نے کوئی جرم کیا فوراً اسپر کافی رقم جرمانہ کر دی جاتی تھی۔ یہاں گھوڑے کم ہوتے ہیں ایک سال کا محصول جو دلاور خاں کو انعام کے سلسلہ میں دیا گیا وہ اندازاً ہزاری ذات

اور ہزار سوار جہانگیری کے برابر ہوگا۔ دوشنبہ کے روز گیارہویں تاریخ کو موکب شاہی نے تال ڈل کے کنارے نزولِ اجلال فرمایا اکبر کے حکم سے یہاں ایک سنگ مرمر اور چونے کا قلعہ بنا ہے۔

روز سہ شنبہ ۱۲ ار کو حسب الحکم راجہ کشتواڑ زنجیر پہنا کر بادشاہ کے حضور میں پیش کیا گیا اس کا لباس ہندوستانیوں کی طرح تھا۔ اور کشمیری اور ہندی دونوں زبانوں سے واقف تھا حکم ہوا کہ راجہ مذکور اگر اپنے لڑکوں کو حاضر کر دے تو اس کو چھوڑ دیا جائے ورنہ ہندوستان کے کسی قلعہ میں تاعمر مقید رکھا جائے۔ راجہ نے عرض کی کہ میں اپنے لڑکوں کو حکم شاہی کے موافق حاضر خدمت کرونگا۔

کشمیر کے حالات کشمیر اقلیم چہارم میں واقع ہے اس کا عرض خط استوا سے ۳۵ درجہ پر ہے۔ اور طول جزائر سعدا سے ۱۰۵ درجہ پر ہے قدیم زمانہ سے یہ ملک راجاؤں کے تصرف میں تھا انھوں نے چار ہزار سال تک حکومت کی ہے ۷۱۲ھ میں یہاں اسلامی حکومت قائم ہوئی۔ ۳۲ بادشاہوں نے ۲۸۰ سال تک یہاں حکومت کی ہے یہانتک کہ ۹۹۴ھ میں اکبر نے یہ شہر فتح کیا اس زمانہ سے اتبک سلاطین مغلیہ کے زیر حکومت ہے۔ کشمیر کا طول کتل پھولباس سے لیکر قنبر دیر تک ۵۶ کوس جہانگیری ہے اور عرض میں ۲۷ کوس سے زیادہ نہیں۔ شہر کا نام سری نگر ہے اور دریائے بہت شہر کے بیچ میں جاری ہے اور اس دریا پر شہر میں چار پل بنے ہیں۔ پل کو اس شہر کی اصطلاح میں کدل کہتے ہیں اور اس شہر میں سلطان

سکندر کی تعمیر کردہ ایک مسجد بھی ہے جو ۷۹۵ھ میں تعمیر ہوئی ہے کچھ عرصہ کے بعد اس میں آگ لگ گئی بعد ازیں کے سلطان حسین نے اس کو پھر تعمیر کرایا اور ابھی زیر تعمیر ہی تھی کہ سلطان حسین کا انتقال ہو گیا بعدہٗ ۹۰۹ھ میں ابراہیم ماگری وزیر سلطان حسین نے اُسے تکمیل کو پہنچایا چنانچہ اس وقت سے لیکر اب تک ۱۲۰ سال کا عرصہ گذر رہا ہے اور یہ مسجد ابھی قائم ہے حقیقت یہ ہے کہ حکام کشمیر کی یہ بہترین یادگار ہے میر سید علی ہمدانی نے کچھ دن یہاں قیام کیا ہے ایک خانقاہ ان کی یادگار ہے شہر اور پرگنہ جات میں ۵۷۰۰ کشتیاں ہیں اور ۷۴۰۰ ملاح ہیں کشمیر میں ۳۸ پرگنے ہیں اس شہر میں رعایا سے روپیہ نقد نہیں لیا جاتا بلکہ غلہ بٹا لیا جاتا ہے۔ اور یہاں کی آمدنی سات کروڑ ۴۶ لاکھ ۷۰ ہزار ۴ سو دام ہوتے ہیں کشمیر آنے جانے کے بہت راستے ہیں۔ ان میں سے بہترین راستہ بھنبر، پکلی، دمتوڑ کا راستہ ہے بھنبر کا راستہ اگرچہ زیادہ نزدیک ہے لیکن اگر کوئی شخص چاہے کہ کشمیر کی بہار سے لطف اندوز ہو تو اسکو چاہیے کہ وہ پکلی کے راستے سے ہو کر جائے اس شہر میں جا بجا چشمے اور آبشاریں ہیں، جہاں تک نظر کام کرتی ہے سبزہ دکھائی دیتا ہے گلاب، بنفشہ، نرگس، اس کے علاوہ اور طرح طرح کے پھول جا بجا نظر آتے ہیں۔ ان سب میں شفتالو اور بادام کے پھول بہت خوشنما ہوتے ہیں۔ کشمیر کی تمام عمارتیں لکڑی کی ہیں اکبر کے زمانہ سے پہلے یہاں شفتالو بالکل نہ تھے۔ محمد قلی افشار نے اکبر کے زمانہ میں کابل سے لاکر لگائے، چنانچہ عہد جہانگیری تک ۱۲ درخت پھول چکے تھے۔ زردآلو بھی نہ تھے کے بھی چند درخت تھے۔ محمد قلی مذکور نے

اس کے درخت بھی لا کر لگائے کشمیر کے زرد آلو بہترین ہوتے ہیں یہاں کی ناشپاتی کابل اور بدخشاں کی ناشپاتی سے اچھی ہوتی ہے۔ کشمیر کا سیب بھی عمدگی میں مشہور ہے۔ امرود اوسط درجہ کا ہوتا ہے انگور یہاں بکثرت ہوتے ہیں لیکن خراب اور ترش ہوتے ہیں۔ یہاں انار زیادہ نہیں ہوتا تربوز اور خربزہ نہایت میٹھا اور اچھا ہوتا ہے۔ یہاں شہتوت نہیں پیدا ہوتا۔ چونکہ کشمیر میں لہسن زیادہ پیدا ہوتا ہے لہٰذا لہسن کا اچار یہاں بہترین ہوتا ہے۔ نیز طرح طرح کا غلہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ لیکن چاول کثرت سے ہوتا ہے۔ یہاں کا اُونی لباس مشہور ہے۔ مرد اور عورتیں اُونی کرتے پہنتی ہیں جن کو یہ پٹو کہتے ہیں۔ یہاں کے باشندوں کا خیال ہے کہ اگر یہ لوگ اونی لباس نہ پہنیں تو ہوا کے اثر سے سوءِ ہضم کی شکایت ہو جائے کشمیری شال کا نام اکبر نے پرم نرم رکھا تھا جو بہت مشہور ہے۔ شکاری چڑیاں اور مچھلیاں بکثرت پائی جاتی ہیں یہاں گھوڑے بھی بکثرت ہیں۔ یہاں درویشوں کی ایک جماعت ہے جن کو ریشی کہتے ہیں۔ اگرچہ یہ لوگ جاہل ہیں لیکن انتہائی سادہ زندگی بسر کرتے ہیں اور کسی کو بُرا نہیں کہتے۔ قناعت کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور گوشت نہیں کھاتے ہیں۔ ان کی زبان مسلمانوں سے بالکل ملتی جلتی ہے لیکن ان کی کتابیں سنسکرت میں ہیں اور یہ لوگ بت پرستی کرتے ہیں۔ جو بتخانہ یہاں اسلام سے پہلے تعمیر ہوئے تھے اب تک باقی ہیں اور شہر سے قریب ایک پہاڑی ہے جسکو کوہِ ماراں اور ہری بت بھی کہتے ہیں اس کے مشرقی حصہ میں کول ول واقع ہے جس کا دور کچھ اوپر ساڑھے

چھ گز نا پا گیا۔ اکبر نے حکم دیا کہ یہاں پتھر اور چونے کا ایک قلعہ تعمیر کرایا جائے۔ چنانچہ قلعۂ مذکور عہد جہانگیری میں پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ اسی اثنا میں مشکی ہرن عالیجاہ کی خدمت میں پیش کیے گئے عالیجاہ نے حکم دیا کہ ان کا گوشت پکایا جائے چنانچہ گوشت پکایا گیا اور کھانے سے معلوم ہوا کہ انتہائی بدمزہ ہے اس دو تین روز کے عرصہ میں عالیجاہ کشتی پر سوار ہو کر شالامال اور بھاک کی سیر کے لئے تشریف لے گئے بھاک ایک پرگنہ ہے جو کول دل کے اُس طرف واقع ہے اور شالامال بھی اُسی کے قریب ہے۔ یہاں ایک ندی بھی ہے جس کا پانی شیریں ہے جو پہاڑ سے نکلکر کول دل میں گرتی ہے شاہزادۂ شاہجہاں کے حکم سے ندی کے کنارے ایک آبشار بنائی گئی اور یہ کشمیر کی مخصوص تفریح گاہ ہے

شاہ شجاع کا واقعہ | یکشنبہ ۱۷ تاریخ کو ایک عجیب واقعہ پیش آیا وہ یہ کہ شاہ شجاع دولت خانۂ شاہی میں کھیل رہے تھے اتفاق سے کھیلتے کھیلتے اُس دروازہ کے پاس پہنچے جہاں ایک پردہ پڑا ہوا تھا اور دروازہ کھلا ہوا تھا۔ دروازے کے پاس پہنچتے ہی فوراً سر کے بل نیچے گر پڑے اتفاق سے دیواروں کے نیچے ایک ٹاٹ تہ کیا رکھا تھا۔ اور ایک فراشی اس کے قریب بیٹھا تھا۔ شاہزادہ کا سر ٹاٹ پر رکا اور پیر فراش کے کاندھوں اور پیٹھ پر خدا نے بڑا رحم کیا ورنہ چار سال کے بچہ کا سات گز کی بلندی سے گرنا نہایت خطرناک تھا۔ عالیجاہ اسوقت آرام فرما رہے تھے اس خبر کے سنتے ہی فوراً تشریف لا کر خدا کا شکر ادا کیا اور فقراء کو صدقہ دیا اس واقعہ سے چار مہینے پہلے جوتک رائے منجم نے جو علم نجوم کا ماہر تھا عالیجاہ سے عرض کی تھی کہ یہ چند مہینے شاہزاد

پر بھاری ہیں ممکن ہے کہ کسی بلند جگہ سے گر پڑیں اور تکلیف نہ پہنچے چنانچہ ویسا ہی ہوا۔

دلاور خاں | چونکہ دلاور خاں کا کرنے شائستہ کام کئے تھے اس لئے اسے چار ہزار ذات اور سہ ہزار سوار کے منصب سے سرفراز فرمایا اور اُس کے لڑکوں کو بھی مناسب مناصب عطا فرمائے۔

چادورہ | چہار شنبہ کے روز حیدر ملک کے وطن چادورہ میں تشریف لے گئے واقعی یہ دلکشش اور نزہت بخش تفریح گاہ ہے۔ یہاں چنار کے بڑے بڑے درخت اور چشمے بکثرت ہیں۔ راستہ میں ایک درخت ہے جسے ہل تھل کہتے ہیں اس درخت کی کوئی شاخ اگر ہلائی جاتی ہے تو پورا درخت ہل جاتا ہے۔ موضع راول میں شہر سے ڈھائی کوس کے فاصلہ پر ایک چنار کا درخت ہے جسکے بیچ کا حصہ جلا ہوا ہے اسمیں سات آدمی سیدھے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

پرندے | کشمیر میں حسب ذیل پرندے پائے جاتے ہیں :-

کلنگ، سارس، طاؤس، چکارہ، بنگلیہ، کروانک، زردیلک، نقرہ پا، عزم پے، بوزہ، لک لک، بغلہ، قاز، کوئل، تیتر، شارک، موسیچہ، ہریل، دھنگ، شکرخوارہ، ھموکہ، مہرلات، دھنپس، کلچری، تنھتری،

عنبر کی دوسری بغاوت | اسی اثنا میں خانخاناں کی عرضیوں سے معلوم ہوا کہ عنبر بدبخت نے پھر بغاوت شروع کر دی ہے اور اس کی بغاوت کی وجہ یہ ہے کہ وہ خیال کرتا ہے کہ موکب شاہی یہاں سے دور چلا گیا ہے۔ لہٰذا موقع پاکر حدود متعلقہ شاہی پر قابض ہو جائے امید ہے کہ جلد اس کا کوئی

تدارک کیا جائے بادشاہ نے یہ خبر سنتے ہی حکم دیا کہ بیس لاکھ روپیہ مع فوج کے بھیجا جائے۔

داراب خاں کی ڈاکوؤں سے جنگ

اسی اثنا میں خبر آئی کہ امرا ء بھالجات چھوڑ کر داراب خاں کے پاس جمع ہو گئے ہیں اور ڈاکو فوج کو لوٹ مار رہے ہیں امرار داراب خاں کے ساتھ ہو کر ڈاکوؤں سے لڑ رہے ہیں اور کئی مرتبہ ان کو شکست دے چکے ہیں۔ آخری مرتبہ داراب خاں نے چند نوجوان سپاہیوں کو ہمراہ لیکر اُن کی قیام گاہ پر حملہ کر دیا اور قیامگاہ کو لوٹ لیا۔ لیکن غنیم نے غلہ کی رسد کے راستہ بند کر رکھے ہیں اور غلہ کے نہ پہنچنے کی وجہ سے لشکر پریشان حال ہو رہا ہے۔ خیر خواہانِ سلطنت نے یہ تدبیر سوچی کہ فوج مذکرہ سے اُتر کر گھاٹ کے دوسری طرف توقف کرے تاکہ رسد وغیرہ کے پہنچنے میں آسانی ہو مجبوراً بالاپور میں قیام کیا ان بدبختوں نے پھر شرارت شروع کر دی۔ چنانچہ راجہ نرسنگھ دیو نے شاہی اقبال کی تائید سے غنیم سے مقابلہ کر کے اکثر کو قتل کیا۔ منصور نام حبشی جو مخالف کی فوج کا سردار تھا زندہ گرفتار کیا گیا۔

عبدالوہاب پسر حکیم علی کا دعویٰ

قاضی اور میر عدل نے بادشاہ کو اطلاع دی کہ حکیم عبدالوہاب نے سادات کی ایک جماعت پر ۸۰ ہزار روپے کا دعویٰ کیا ہے اور ایک خط قاضی نوراللہ کا مہر کردہ پیش کیا ہے اور کہتا ہے کہ میرے والد نے ان سادات کے باپ کو رقم مذکورہ بطور امانت دی ہے۔ اور کسی سید نے خرچ کر ڈالی ہے نیز اس نے تین گواہ پیش کر کے اپنے دعویٰ کا شرعی ثبوت بھی پیش

کیا ہے لہٰذا اگر حکم ہو تو حکیم زادہ حلف اُٹھا کر اپنا حق اُن سے وصول کرے بادشاہ نے حکم دیا کہ شرعی حکم کے مطابق عمل کیا جائے۔ سادات نے راقم اقبال نامہ کے گھر پر آ کر بہت پریشانی کا اظہار کیا کہ حکیم کا دعویٰ بالکل جھوٹا ہے اور ہم لوگوں پر ظلم ہو رہا ہے حکم ہوا کہ آصف خاں اس معاملہ میں مزید تفتیش کریں اس حکم کے سنتے ہی عبدالوہاب کا دل ہل گیا اور چند دوستوں کی سفارش کرا کے مصالحت پر آمادہ ہوا اور یہاں تک راضی ہو گیا کہ سادات اگر اس قضیہ کی باز پرس نہ کریں تو میں اپنے اس دعویٰ سے باز آؤں چنانچہ یہ خبر آصف خاں کو پہنچی اس نے جبراً اس کو بلا کر تفتیش کی اس نے مجبوراً اعتراف کیا کہ یہ جعلی ہے اور اسی مضمون کی ایک تحریر اپنے قلم سے لکھ کر آصف خاں کے سپرد کی۔ آصف خاں نے حقیقت حال سے بادشاہ کو مطلع کیا بادشاہ نے اس کی منصب و جاگیر ضبط کر کے مرتبہ گھٹا دیا اور سادات کو عزت و آبرو کیساتھ خلعت دیکر لاہور رخصت کیا۔ ایک روز بادشاہ کے دربار میں شاہزادۂ دانیال کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی کہ قلعۂ احمد نگر کی فتح کا قصہ چھڑ گیا اس سلسلہ میں خانجہاں نے ایک عجیب واقعہ بیان کیا جو اس سے پہلے بھی سنا جا چکا تھا یعنی یہ کہ قلعہ احمد نگر کے محاصرہ کے ایام میں شاہزادے کے لشکر کی ایک توپ میں آگ دی گئی اور توپ چلی تو اس توپ کا گولہ نکل کر شاہزادے کے دولت کدے تک پہنچا وہاں سے گھوم کر قاضی بایزید جو شاہزادہ کا مصاحب تھا اس کے گھر پہونچا۔ قاضی کا گھوڑا اتفاق سے ۳ چار گز دور وہاں سے بندھا ہوا تھا گولہ کے پہنچتے ہی قاضی کے گھوڑے کی زبان بالکل کٹ کر باہر

نکل پڑی یہ پتھر کا گولہ دس من وزنی تھا جو خراسان کے ۲۰ من کے برابر ہے۔ اور توپ اتنی بڑی تھی کہ ایک شخص اوسط درجہ کا اس میں اچھی طرح بیٹھ سکتا تھا اسی تاریخ کو حضرت بادشاہ ویرناگ جو بہت کا ایک چشمہ ہے سیر و تفریح کے لئے تشریف لے گئے شہر سے لیکر مقام مذکور تک تمام راستہ میں سیرگاہیں اور چشمے ہیں مقام مذکور کشمیر کی مخصوص تفریح گاہ ہے مقام مذکور شاہزادہ پرویز کی جاگیر ہے یہاں سے انیچ تشریف لے گئے انیچ دامن کوہ میں ایک جاری چشمہ ہے اس چشمہ کی بلند زمیں پر عمارتیں اور حوض وغیرہ بہت خوشنما بنے ہیں چونکہ یہ مقام خان جہاں کی جاگیر میں تھا لہٰذا اس نے حضرت بادشاہ کی دعوت کی آپ نے قبول فرما کر کچھ ماحضر تناول فرمایا اس چشمہ سے ایک میل کے فاصلہ پر مچھی بھون واقع ہے اس چشمہ کے ارد گرد چنار، سفیدار، سیاہ بید، وغیرہ کے درخت لگے ہوئے ہیں اس چشمہ میں اس قدر مچھلیاں ہیں کہ جن کے دیکھنے سے آنکھوں میں خیرگی پیدا ہوتی ہے اور پانی اتنا صاف ہے کہ اگر چاول گر پڑے تو دکھائی دیتا ہے مچھی بھون سے مقام اچھبول میں تشریف لائے اس چشمہ کا پانی مذکورۂ بالا چشمہ سے زیادہ ہے۔ یہاں ایک بلند آبشار ہے۔ چنار سفید، گل جعفر کے درخت جابجا لگے ہوئے ہیں دوسرے روز اچھبول سے چشمۂ ویرناگ پر تشریف لائے۔ یہاں بزم نشاط آراستہ ہوئی یہ چشمہ دریائے بہت کا منبع ہے اور پہاڑ کے دامن میں واقع ہے یہاں درختوں کے جھنڈ اور سبزہ بکثرت ہے۔ شاہزادگی کے زمانہ میں حضرت بادشاہ نے حکم دیا تھا کہ اس چشمہ کے بالائی حصہ پر ایک عمارت

تعمیر کی جائے اس زمانہ میں وہ عمارت پایۂ تکمیل کو پہنچی ہے اور ایک بڑا حوض تیار کیا گیا تھا اور حوض کے چاروں طرف محل بنائے گئے تھے اور اس محل کے سامنے ایک باغ لگایا گیا خفیفت یہ ہے کہ تمام کشمیر میں اس سے بہتر کوئی سیرگاہ نہیں ہے اثنائے راہ میں چشمۂ اندوہناک پر گذر ہوا اس چشمہ کا نام اندوہناک اس لیئے رکھا گیا کہ اس میں اکثر مچھلیاں اندھی ہیں اس چشمہ کے پانی کی یہ تاثیر ہے کہ اس میں مچھلیاں اندھی ہو جاتی ہیں ارادت خاں خانساماں کو کشمیر کی گورنری عطا ہوئی۔

شکار | اثنائے راہ میں کئی مرتبہ شکار کا اتفاق ہوا ایک مرتبہ دریائے بہت میں مچھلی کا شکار کھیلا گیا۔ دو کشتیاں برابر دریا میں چھوڑی گئیں دونوں کے درمیان تھوڑا فاصلہ چھوڑ دیا گیا۔ اور دو ملاح کشتی کے بیرونی کناروں پر بیٹھے جب کوئی مچھلی اس طرف سے گذرتی تھی فوراً ملاح غوطہ لگا کر پانی میں پہنچ جاتے تھے۔ اور مچھلی کو پکڑ کر نکال لاتے تھے اور جن ملاحوں کو اس فن میں بہت مہارت ہوتی تھی وہ دو مچھلیاں دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر نکال لاتے تھے۔

صفاپور کا سفر | اسی اثنا میں صفاپور کے سفر کا اتفاق ہوا صفاپور میں ایک ندی ہے جس کے شمالی جانب ایک پہاڑ ہے۔ باوجود اس کے کہ ابھی موسم خزاں کا آغاز تھا لیکن درختوں کی تر و تازگی اسی طرح تھی زرد آلو اور چنار وغیرہ کے درختوں کا عکس پانی میں نہایت اچھا معلوم ہوتا تھا بلا مبالغہ خزاں کے زمانہ میں جو خوبیاں تھیں وہ بہار کی خوبیوں سے کسی طرح کم نہ تھیں۔ چونکہ کوچ کا وقت قریب آگیا تھا لہٰذا اعلیجاہ نے کچھ سیر و تفریح کر کے مراجعت فرمائی اور برہان پور تشریف لائے یہاں

زعفران کے کھیت دور تک چلے گئے تھے اس کے پھول میں چار پنکھڑیاں ہوتی ہیں جسکے درمیاں سے زعفران کی تین شاخیں نکلتی ہیں اور سال بھر میں چار سو من زعفران پیدا ہوتی ہے جو ۱ ہزار چار سو من خراسانی وزن کے برابر ہوتی ہے. جسمیں سے نصف حصہ سرکاری اور نصف حصہ رعایا کا ہوتا ہے زعفران کے پھول وزن کرکے مزدوروں کو دئے جاتے تھے اور وہ اپنے گھر لیجاکر اسے صاف کرتے تھے اور اس کی مزدوری میں نمک تول کرے لیتے تھے. کیونکہ کشمیر میں نمک نہیں ہوتا ہے یہانتک، کہ کشمیر کے حسن میں بھی نمک نہیں ہے شال بانی کے یہاں اکثر کارخانے ہیں

موکب منصور کی واپسی لاہور کی طرف

شب دوشنبہ ۲۷ ماہ الٰہی کو کوتل کے راستے سے عالیجاہ لاہور تشریف لائے حکم شاہی کے مطابق ہر منزل پر ایک عمارت بنادی گئی تاکہ بارش اور برف باری کے زمانہ میں خیمہ میں ٹھہرنا نہ پڑے۔

والی ایران کا قاصد | خبر آئی کہ زنبیل بیگ ایلچی شاہ عباس لاہور آگیا لہٰذا میر حسام الدین کو اس کے استقبال کے لئے روانہ کیا اور ایک خلعت مع ۲۰ ہزار روپے بھی خرچ کی مد میں اس کے ہمراہ روانہ کئے ان دنوں کثرت سے برف باری ہوئی تھی چنانچہ پہاڑ اور راستے برف سے ڈھک گئے تھے۔ ان راستوں میں سخت سردی کی وجہ سے شیخ ابن یامینا کا انتقال ہوگیا۔

جب حضرتِ بادشاہ موضع تنتع میں تشریف لائے تو یہاں کی زبان، آب وہوا، لباس، روئیدگی، حیوانات میں بہت فرق تھا

یہاں کے باشندے ہندی اور کشمیری دونوں زبانیں بولتے تھے۔ لیکن انکی اصلی زبان ہندی تھی۔ اور یہیں سے ہندوستان اور گرم ملک کی سرحد شروع ہو جاتی ہے۔ یہاں عورتیں اونی لباس نہیں پہنتی ہیں بلکہ ہندوستان کی عورتوں کی طرح نتھ پہنتی ہیں دوسرے روز موضع راجور میں تشریف فرما ہوئے یہاں قدیم زمانہ میں ہنود کی آبادی تھی اور اس سرزمین کے زمیندار کو راجہ کہتے تھے۔ سلطان فیروز نے ان کو آکر مسلمان کیا چنانچہ ہندوؤں کے ساتھ اختلاط سے یہاں کے مسلمانوں میں بھی اکثر ہندوانہ رسمیں آگئیں تھیں۔ اکثر مسلمان عورتیں شوہر کیساتھ زندہ دفن ہو جاتی تھیں۔ اور نادار آدمی کے یہاں جب لڑکی پیدا ہوتی تھی تو وہ اسکو مار ڈالتے تھے اور ہندوؤں کیساتھ بیاہ شادی کرتے تھے خود اپنی لڑکی دیتے تھے اور ان سے لڑکی لیتے تھے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اب اس قسم کے امور کا ارتکاب نہ کیا جائے ورنہ سزا دیجائیگی۔ منزل بھنیر میں شکار کا بند و بست کیا گیا یہاں حضرت بادشاہ نے ایک روز قیام فرمایا پھر جب اور تکھیال میں بھی شکار کا انتظام کیا گیا اور وہاں سے جہانگیر آباد تشریف لے گئے۔ شاہزادگی کے زمانہ میں یہ بادشاہ کی شکار گاہ تھی اور یہاں ایک گاؤں بھی اپنے نام سے آباد کیا تھا نیز چھوٹی سی عمارت بنوا کر سکندر رمئی کو جو مقرب خدمتگار تھا عنایت فرمائی تھی اور جلوس کے بعد یہاں ایک پرگنہ آباد کر کے مشار الیہ کی جاگیر میں دیدیا نیز حکم دیا کہ ایک عمارت دولت خانے کے لئے اور ایک تالاب اور ایک مینار یہاں بنایا جائے۔ اور سکندر رمئی کے انتقال کے بعد اس کی جاگیر ارادت خان کو مرحمت فرمائی۔ بہر حال تقریباً ڈیڑھ لاکھ روپے اس کی تعمیر میں

خرچ ہوئے۔

۵ محرم دوشنبہ کے روز سنہ ۱۰۳۰ھ میں لاہور کی اس عمارت میں جو معمور خاں کی زیر نگرانی تعمیر ہوئی تھی نزول اجلال فرمایا یہاں باغ نزہت ہیں جن میں انواع و اقسام کے پھول کھلتے ہیں معلوم ہوا کہ اس عمارت کی تکمیل میں ۲۲ ہزار روپیہ صرف ہوا۔

قلعہ کانگڑہ کی فتح | اسی دن قلعۂ کانگڑہ کی فتح کی خوشخبری آئی حضرتِ بادشاہ اس نعمت کے تشکر یہ میں سجداتِ شکر بجالائے اور خوشی کا نقارہ بجوادیا۔

قلعۂ مذکور لاہور کے شمال میں کوہستان کے درمیاں واقع ہے اور مضبوطی میں مشہور ہے۔ اس قلعہ کی تعمیر کی تاریخ سوا خدا کے کسی کو معلوم نہیں۔ پنجاب کے زمینداروں کا یہ بیان ہے کہ اس عرصہ میں یہ قلعہ کسی کے تسلط میں نہیں آیا غرضکہ جب سے ہندوستاں میں اسلامی حکومت قائم ہوئی ہے اب تک کوئی بادشاہ اس کو فتح نکر سکا سلطان فیروز شاہ بھی باوجود اس شاہانہ عظمت و اقتدار کے مدت تک اس کی تسخیر کے درپے رہا لیکن کامیاب نہ ہوا لوگوں کا بیان ہے کہ جب بادشاہ مذکور یہاں آیا تو راجہ دعوت کا ساماں کر کے بادشاہ کو قلعہ کے اندر لے گیا قلعہ کی سیر کے بعد بادشاہ نے راجہ سے کہا کہ میرے جیسے بادشاہ کو قلعہ کے اندر لیجانا دوراندیشی کے خلاف تھا۔ کیونکہ جو جماعت ہمارے ساتھ ہے اگر تم پر حملہ کردے اور قلعہ اپنے قبضہ میں کر لے تو کیا کروگے؟ یہ سنتے ہی راجہ نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا اور فوراً ایک مسلح فوج تہ خانہ سے نکل پڑی اور بادشاہ کو سلامی دی بادشاہ اس فوج کو دیکھکر گھبرایا راجہ نے یہ دیکھکر بادشاہ سے مودبانہ طریقہ

سے عرض کی کہ میں آپ کا مطیع ہوں مگر جیسا کہ بادشاہ نے فرمایا تھا
ہیں دور اندیشی کو کام میں لایا بادشاہ نے اس کی تعریف کی اور راجہ
کچھ منزلوں تک بادشاہ کے ہمرکاب رہکر رخصت ہو گیا۔ بعد اس کے
جو بادشاہ بھی تخت دہلی پر بیٹھا اس نے اس قلعہ کو فتح کرنے کی کوشش
کی مگر کوئی کامیاب نہ ہو سکا۔

اکبر نے ایک مرتبہ ایک عظیم الشان لشکر حسین قلی خاں کے ماتحت اس
قلعہ کی تسخیر کے لئے بھیجا تھا چنانچہ محاصرہ کے دوران میں اتفاق سے
ابراہیم حسین میرزا نے بغاوت کردی اس لئے مجبوراً حسین قلی خاں
الملخاطب بہ خانجہاں قلعہ کے محاصرہ کو چھوڑ کر اس شورش کو فرو کرنے
کے لئے آمادہ ہوا اور قلعہ کی تسخیر ملتوی ہو گئی۔ اس کے بعد عہد جہانگیری
میں مرتضیٰ خاں صوبہ دار پنجاب عظیم الشان لشکر کے ہمراہ اس قلعہ کی
تسخیر کے لئے بھیجا گیا ابھی قلعہ تسخیر نہ ہوا تھا کہ مرتضیٰ خاں کا انتقال
ہو گیا۔ اس کے بعد سورجمل راجہ باسو کا لڑکا اس خدمت پر مامور
کیا گیا اس بدبخت نے بغاوت اور سرکشی پر آمادہ ہو کر لشکر میں تفرقہ
پیدا کر دیا اور قلعہ کی تسخیر اس مرتبہ بھی ملتوی ہو گئی اور بہت عرصہ
نہیں گذرا تھا کہ وہ اپنے عمل کی پاداش میں گرفتار ہو کر واصل جہنم
ہو گیا۔ غرضیکہ اس زمانہ میں شاہزادہ بلند اقبال شاہجہاں نے اس
مہم کو سر کرنے کا بیڑا اٹھایا اور راجہ بکرماجیت اور دیگر امرائے
شاہی کو اس کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔

۱۶ شوال سنہ ۱۰۲۹ھ میں قلعہ کا محاصرہ کیا گیا اور چار مہینہ تک
یہ محاصرہ رہا چنانچہ اس عرصہ میں غنیم کی فوج بھوک کی وجہ سے

مرنے لگی مجبوراً اُس نے امان مانگ کر قلعہ چھوڑ دیا۔ چنانچہ یکم محرم سنہ ۱۰۳۱ھ میں یہ قلعہ فتح ہو گیا۔

والی ایران کا قاصد اسی اثنا میں زنبیل بیگ ایلچی نے شاہ ایران کا ایک نامۂ محبت عالیجاہ کی خدمت میں پیش کر کے ۷ گھوڑے مع ساز و سامان کے، تین دست باز، پانچ سر خچر، ایک قطار اونٹ، نو قبضہ کمان، نو قبضہ شمشیر مرصع پیش کیے چند روز کے بعد عالیجاہ نے شاہ ایران کی اس سوغات کو ملاحظہ فرمایا۔ اس سوغات کی قیمت ۳ لاکھ روپے تھی

اسی زمانہ میں نورجہاں بیگم کی لڑکی کی شادی جو علی قلی خاں ترکمان سے پیدا ہوئی تھی شاہزادہ شہریار سے کر دی اور ایک لاکھ روپیہ بطور جہیز روانہ فرمایا اور پچاس ہزار روپیہ زنبیل بیگ کو بطور انعام مرحمت فرمایا۔

شاہزادۂ شاہجہاں کی دکن کو روانگی

جس وقت سے کہ حضرت بادشاہ نے دار الخلافت آگرہ سے کشمیر کی سیر کا ارادہ فرمایا تھا اسوقت سے دکن کے متصدیوں کی پے در پے عرضیاں آرہی تھیں کہ دکن کے کم عقل اور بغاوت پسند لوگوں نے پھر بغاوت شروع کر دی ہے احمد نگر اور برار کے اکثر پرگنوں پر قبضہ کر لیا ہے اور اس شورش سے اُن کا خاص منشا یہ ہے کہ کھیتی کو نقصان پہنچائیں۔ عالیجاہ نے شاہزادۂ شاہجہاں کو اس مہم پر روانہ ہونے کا حکم دیا اور ساڑھے ۶ سو امرا اور ایک ہزار شتر سوار اور ہزار سوار برقنداز رومی اور پانچ ہزار توپچی ان ۳۱ ہزار پیادوں کے

علاوہ جو اس سے پہلے دکن میں متعین تھے شاہزادۂ شاہجہاں کے ہمرکاب ہوئے اور ایک کرور کا خزانہ بھی ہمراہ گیا۔ اور خسرو کی نگرانی بھی شاہجہاں کے متعلق کی گئی اور راقم اقبالنامہ کو بخشیگری کا منصب دیکر شاہزادہ کے ساتھ رخصت فرمایا۔ خانجہاں کو صوبۂ ملتان کی گورنری عطا فرما کر خلعت مع خنجر مرصع اور اسپ و فیل کے عنایت فرمایا۔ چونکہ بہادر خاں حاکم قندھار نے آشوب چشم کے بہانہ سے درگاہِ شاہی میں آنا چاہا تھا اس لئے معلوم ہوا کہ وہ قندھار میں رہنا پسند نہیں کرتا ہے۔ لہٰذا قندھار کی حکومت عبدالعزیز خاں کے سپرد کر کے اس کو درگاہِ والا میں بلا لیا۔

اسی اثنا میں آقا بیگ اور محب علی بیگ شاہ ایران کے قاصد زمین بوسی کی خدمت سے مشرف ہوئے اور ایک لعل گیارہ مثقال وزنی جو سلاطینِ صفویہ کے خزانہ میں برسوں سے بطور یادگار رکھا ہوا تھا نذرانہ پیش کیا۔ اس لعل پر عربی خط میں میرزا الغ بیگ خلف میرزا شاہرخ بہادر ابن امیر تیمور گورگاں کندہ تھا۔ اور اس کے ایک پہلو میں شاہ عباس کندہ تھا چونکہ عالیجاہ کے اسلاف کے نام اس لعل پر کندہ تھے۔ لہٰذا سعد اللہ داروغۂ زرگر خانہ کو حکم دیا کہ اس کے دوسرے پہلو میں جہانگیر شاہ ابن اکبر شاہ کندہ کرا کے حفاظت کے ساتھ رکھدیا جائے۔

۱۴ اسفندارمذ[1] کو آگرہ تشریف لائے لشکر خاں حاکم شہر اور خضر خاں حاکم قلعۂ اسیر و برہانپور اور دوسرے ملازمین حاضر ہو کر

---

[1] بارہویں مہینہ کا نام جس زمانہ میں آفتاب برج حوت میں ہوتا ہے۔

آداب بجا لائے۔

۱۶ سنہ جلوس کا آغاز

۲۷ ربیع الثانی دوشنبہ کے روز ۱۰۳۰ھ جلوس کی رسم ادا کی گئی اور جشن نوروز منایا گیا، شاہزادہ شہریار کو ہفت ہزاری ذات اور چہار ہزار کا منصب عنایت ہوا اور صوبۂ بہار کی حکومت شاہزادہ پرویز کو عنایت ہوئی اس سے پہلے مکرم خاں حاکم اڑیسہ نے ۳۲ ہاتھی نذرانہ کے طور پر بھیجے تھے وہ قبول کئے گئے۔ اسی زمانہ میں ایک گورخر پکڑ کر لایا گیا جو بالکل شیر معلوم ہوتا تھا جس کے کانوں سے لیکر سموں تک سیاہ لکیریں پڑی ہوئی تھیں۔

ماہ مذکور کی ۱۲ کو جمعہ کے دن شاہزادہ شہریار کی محفل عقد منعقد ہوئی۔

ایک عجیب واقعہ | تاریخ مذکور کو پرگنہ جلندھر میں صبح کے وقت مشرق کی طرف سے ایک عجیب شور سنائی دیا اور اسی اثنا میں بجلی کی ایک روشنی نیچے آکر زمین پر گر پڑی۔ اور غائب ہو گئی اتنے میں ایک قاصد محمد سعید عامل پرگنہ کے پاس بھیجا گیا چنانچہ وہ فوراً سوار ہو کر موقع پر پہنچا اور اس نے جا کر دیکھا تو دس بارہ گز زمین کے ایک حصہ پر سبزہ وغیرہ کا بالکل نام نہ تھا محمد سعید نے حکم دیا کہ اتنی زمین کھودی جائے جب وہ زمین کھدنے لگی تو جس قدر زمین کھدتی جاتی تھی حرارت کا اثر اتنا ہی زیادہ ظاہر ہوتا جاتا تھا یہاں تک کہ ایک گرم لوہے کا ٹکڑا نکلا جو اس قدر گرم تھا کہ معلوم ہوتا تھا گویا ابھی بھٹی سے نکلا ہے جب اس میں ہوا لگی تو وہ ٹھنڈا ہوا عامل مذکور اس کو لیکر گھر آیا اور تھیلہ میں رکھکر مہر لگا کر درگاہ شاہی میں روانہ کیا عالیجاہ نے

استاد داؤد کو بلا کر حکم دیا کہ اس کی ایک تلوار اور ایک خنجر اور ایک چھری تیار کرو استاد داؤد نے عرض کی اس میں جب تک دوسرا لوہا نہ ملایا جائے گا تلوار وغیرہ بننا مشکل ہے۔ چنانچہ اس میں دوسرا لوہا شامل کر کے مذکورہ بالا اسلحہ تیار کئے جو کاٹ میں اصلی تلواروں سے زیادہ تھے

افضل خاں دیوان شاہجہاں کی آمد

جب موکب اقبال اجین کے اطراف میں پہنچا تو قلعہ مانڈو کے کچھ لوگوں کی ایک عرضی اس مضمون کی آئی کہ باغیوں کی ایک جماعت دریائے نربدہ سے گذر کر ان چند گاؤں کو جو قلعہ کے نیچے واقع ہیں جلا کر لوٹ رہی ہے چنانچہ خواجہ ابوالحسن کو پانچ ہزار سواروں کیساتھ حکم دیا گیا کہ جلد جا کر اس گروہ کا استیصال کریں ابوالحسن رات کو چل دیا اور علی الصباح دریا کے کنارے پہنچ گیا باغی پہلے ہی خبر پا کر فرار ہو گئے تھے لیکن ان بہادروں نے چار کوس تک تعاقب کر کے اکثر باغیوں کو شمشیر کے گھاٹ اتار دیا۔ شاہزادے کی طرف سے ابوالحسن کو حکم ہوا کہ موکب اقبال کے پہنچنے تک وہیں قیام کرے اور یہاں سے موکب شاہی روانہ ہو کر برہانپور پہنچ گیا۔ اور تعاقب کر کے موضع کھڑکی تک کہ جہاں نظام الملک در عنبر پناہ گزیں تھے دشمن کی فوج کو پہنچا دیا۔ اور شاہجہاں کی فوج کے سرداروں نے موضع کھڑکی میں جا کر وہ ہنگامہ برپا کیا اور اس شہر کو جو ۲۰ سال کی مدت میں آباد ہوا تھا اس طرح برباد کیا کہ پھر ۲۰ سال کی مدت میں آباد ہوتے ہوئے مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اس کے بعد ارادہ کیا کہ اس باغی فوج کو جو قلعۂ احمد نگر کا محاصرہ کئے ہے شکست دیکر واپس ہونا چاہیئے۔

لہٰذا اس ارادہ سے قصبۂ پٹن تک فوج دوڑائی اور عنبر نے اپنے چند دکیلوں کو امرائ کے پاس بھیجکر بہت عاجزی کا اظہار کیا اور کہلا بھیجا کہ اب کبھی حکم شاہی سے سرتابی نہیں کرونگا۔ اور جرمانہ وغیرہ کا حکم اگر بادشاہ دیں تو میں اس کے حاضر کرنے کے لئے تیار ہوں اور ادھر وہ فوج جو قلعۂ احمد نگر کا محاصرہ کئے ہوئے تھی فوج شاہی کی آمد کی خبر سنکر بھاگ کھڑی ہوئی۔ اس لئے ایک فوج خنجر خاں کی کمک کے لئے بھیجکر کچھ رقم مدد خرچ کے لئے بھیجی گئی اور اس فوج مظفر نے مراجعت کی غرضکہ اس فتح کی خبر حضرتِ بادشاہ کو پہنچی تو بادشاہ نے وہ لعل جو والی ایران نے بھیجا تھا مشارالیہ کے ہمراہ شاہزادے کو بطور انعام روانہ فرمایا اور ایک مرصع قلمدان افضل خاں کو عنایت کیا۔ اور محب علی والیِ ایران کے ایلچی کو ۳۰ ہزار روپیہ نقد عنایت کیا۔

اسی اثنا میں والیِ ایران کا دوسرا قاصد حاضر ہوا اور کچھ سوغات اور ایک خط پیش کیا۔

اسی دوران میں سنا گیا کہ کلیان نام ایک لوہار اپنی قوم کی ایک عورت پر عاشق ہے باوجودیکہ وہ عورت بیوہ ہے لیکن وہ اُس سے تعلق قائم کرنا پسند نہیں کرتی اور لوہار کہتا ہے کہ اگر وہ عورت میرے عقد میں نہ آئی تو میں شاہ برج قلعہ کے اوپر سے گر کر خودکشی کرلوں گا۔ بادشاہ نے مزاحاً فرمایا کہ برج کو چھوڑو اگر تم اس کے کوٹھے پر سے گر کر دکھادو تو یقیناً میں اس کا عقد تمہارے ساتھ کرادوں۔ ابھی عالیجاہ یہ فرما ہی رہے تھے کہ وہ کوٹھے پر سے کود کر نیچے گر پڑا اور مر گیا۔

عالیجاہ کی علالت

کشمیر کے سفر میں عالیجاہ کی طبیعت کچھ ناساز ہو چکی تھی کثرتِ بارش اور مرطوب ہوا کے اثر سے بائیں طرف آلاتِ تنفس میں کچھ گرفتگی اور گرانی محسوس ہوتی تھی رفتہ رفتہ یہ مرض طول پکڑ گیا جو اطبا حاضر خدمت تھے انھوں نے علاج و معالجہ کیا لیکن کوئی فائدہ نہوا غرضکہ جو تدابیر وقت کے لحاظ سے مناسب تھیں کی گئیں اور ناموافق غذا اور شراب نوشی سے پادشاہ نے پرہیز فرمایا

جشنِ وزن | ۵ ۲ شوال ۱۰۳۰ھ کو جشن وزن منایا گیا اور بعد اختتام جشن زر و جواہر لٹایا گیا ۸ رجوتک رائے منجم کو جسنے صحت کی خوشخبری سنائی تھی روپے اور اشرفی میں تلوادیا ۲ لاکھ روپیہ مہم دکن کے لئے الہ داد خاں کے ہمراہ شاہجہاں کو بھیجا گیا۔

پرچہ گذرا کہ عبداللہ خاں شاہزادے کی بغیر اجازت صوبۂ دکن سے اپنے وطن چلا گیا ہے تو اہل دیوان خانہ کو حکم ہوا کہ اس کی جائداد ضبط کر لی جائے۔ اور اعتماد رائے کو حکم ہوا کہ وہ پھر اسکو زبردستی دکن بھیجے۔

اسی اثنا میں حکیم مسیح الزماں نے حج کا ارادہ ظاہر کیا ۲ ہزار روپیہ مصارفِ سفر کے لئے عنایت ہوا۔

عالیجاہ کی سیر کشمیر بارِ دوم

چونکہ آگرہ کی آب و ہوا شدتِ گرمی کی وجہ سے مزاج عالی کے مناسب نہ تھی لہٰذا ۱۲ آبان ماہ الٰہی ۱۶ سنہ جلوس میں دوبارہ کشمیر کی طرف تشریف لیگئے مظفر خاں بخشی کو آگرہ کی حفاظت کے لئے مقرر فرمایا شاہزادہ پرویز جو

عالیجاہ کی علالت کی خبر سنکر آئے تھے ان کو متھورہ کی طرف روانہ فرمایا اسی اثنا میں خبر آئی کہ جادو رائے کائتھ باغیوں سے جدا ہو کر شاہجہاں کی خدمت میں حاضر ہوا ہے اسی تاریخ کو خبر آئی کہ راجہ بھاؤ سنگھ کچھواہہ دکن میں انتقال کر گیا۔ راقم اقبالنامہ کو دو ہزاری ذات اور ۶ ہزار سوار کا منصب عنایت ہوا۔

۱۴ بہمن ماہ الٰہی کو موضع بھلوں میں لشکر شاہی خیمہ زن ہوا چونکہ عالیجاہ کو کوہستان کانگڑہ کے سیر کا بہت شوق تھا۔ لہٰذا ایک بڑے لشکر کو یہاں متعین فرما کر چند مخصوص ملازمین کے ہمراہ قلعۂ مذکور کی سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ چونکہ اعتماد الدولہ سخت بیمار تھے لہٰذا ان کو لشکر میں چھوڑ کر صادق خان میر بخشی کو لشکر اور اعتماد الدولہ کی حفاظت کے لئے مقرر کیا۔ دوسرے روز خبر آئی کہ اعتماد الدولہ کی حالت بہت خراب ہے اس لئے عالیجاہ خود عیادت کے لئے تشریف لے گئے دیکھا تو سکرات کی حالت تھی نورجہاں بیگم نے حضرتِ بادشاہ کی طرف اشارہ کر کے اعتماد الدولہ سے پوچھا کہ ان کو پہچانتے ہو؟ اعتماد الدولہ نے انوری کا یہ شعر پڑھا ؎

آنکہ نابینائے مادر زاد اگر حاضر شود — در جبینِ عالم آرائیش بہ بیند مہتری

اور دو تین گھنٹہ کے بعد مر گیا۔

قلعۂ کانگڑہ کی سیر دوسرے روز قلعۂ کانگڑہ کی سیر کے لئے تشریف لے گئے اس روز لشکر بان گنگا کے کنارے اترا ماہِ مذکور کی ۲۴ کو قلعہ تشریف لائے۔ قاضی اور میر عدل کو حکم دیا کہ اصول اسلام عمل میں لائے جائیں۔ چنانچہ اذان اور نماز اور خطبہ اور گاؤکشی وغیرہ جو اس

قلعہ کی ابتدا سے اَب تک بند تھی اس زمانہ میں کھل گئی اور حکم دیا کہ ایک مسجد قلعہ کے اندر بنائی جائے، قلعۂ مذکور ایک بلند پہاڑ پر واقع ہے اور نہایت مضبوط ہے اس میں ۲۳ برج اور ۷ دروازے ہیں ۱۴س کا دور ایک کوس اور پانچ طناب ہے اور طول پاؤ کوس اور دو طناب اور عرض ۲۲ طنابوں سے زیادہ اور ۱۵ سے کم نہیں اور بلندی ایکسو ۱۴۴ ہاتھ ہے اور دو حوض قلعہ کے اندر بنے ہیں، قلعہ کی سیر سے فارغ ہو کر بھون مندر تشریف لے گئے یہاں ہندؤں کے علاوہ مسلمان بھی نذریں لئے ہوئے پوجا کے لئے آتے ہیں۔ اس بت خانہ کے ایک پہاڑ کے دامن میں گندھک کی کان ہے جس سے ہمیشہ آگ کے شعلے مشتعل رہتے ہیں۔ ہندؤں کا اس کے متعلق یہ اعتقاد ہے کہ جب مہا دیو کی بیوی مر گئی تو مہا دیو انتہائی محبت کی وجہ سے اُس کی لاش کندھے پر رکھے ہوئے دنیا بھر میں پھرتا رہا جب اس گشت کو تھوڑا عرصہ گذرا تو لاش کی ترکیب جسمانی منتشر ہو گئی اور ہر عضو مختلف مقاموں میں گر پڑا۔ اور سینہ جو جملہ اعضا میں شریف ہے اس مندر کی زمین پر اس کی تعمیر سے پہلے گر پڑا اس لئے یہ جگہ اور جگہوں کی بہ نسبت زیادہ متبرک خیال کی جاتی ہے اور بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اب یہاں وہ پتھر نہیں ہے جو قدیم زمانہ میں تھا۔ اُس قدیمی پتھر کو جب مسلمان فوج یہاں آئی تو اس نے اٹھا کر دریا میں ڈالدیا اور پھر اس کا پتہ نہ چلا۔ اس واقعہ کے بعد ایک مکار برہمن نے اپنا پیٹ بھرنے کے لئے ایک دوسرا پتھر یہاں نصب کر دیا۔

اسی تاریخ کو اعتماد الدولہ کی تمام جائداد نور جہاں بیگم کو عنائت ہوئی اور خواجہ ابوالحسن کو دیوانی کا عہدہ ملا۔

اسی اثنا میں دکن کے لوگوں کی عرضیوں سے معلوم ہوا کہ سلطان خسرو ماہ بہمن کی ۲۰ کو مرض قولنج میں مبتلا ہو کر انتقال کر گئے اس سے پہلے طے ہوا تھا کہ کرجھاک میں جا کر شکار کھیلا جائے چنانچہ اس شکار میں مختلف جانور مارے گئے۔

۱۷ سنہ جلوس

شب دوشنبہ ۱۰۳۱ھ ۸ جمادی الاول کو جلوس کی رسم ادا کی گئی اس روز آصف خاں کو شش ہزاری ذات اور سوار کا منصب عنایت ہوا اور ۴۰ ہزار روپیہ زنبیل بیگ ایلچی کو عنایت ہوا اسی اثنا میں خبر آئی کہ والی ایران نے قندھار کی تسخیر کا ارادہ کیا ہے اگرچہ دیرینہ تعلقات کی وجہ سے یہ جرأت اس کی ذات سے بعید تھی لیکن احتیاطاً شاہجہاں کو حکم ہوا کہ بہت جلد فوج لیکر حاضر دربار ہوں۔ اسی تاریخ کو مہابت خان کابل سے آیا اور زمین بوسی کی سعادت حاصل کی حکیم مومنا نے مہابت خاں کے ذریعہ سے بادشاہ تک رسائی حاصل کی ۱۹ فروردین کو موکب شاہی پکھلی آیا اور یہاں جشن منایا گیا اور ۲ اردی بہشت کو کشمیر میں داخل ہوا۔

اسی اثنا میں خانجہاں ملتان سے آیا، شاہ عباس عراقی اور خراسانی فوج لیکر قلعہ کے محاصرہ کے لئے کمربستہ ہو گیا اور خواجہ عبدالعزیز نقشبندی ۳ ہزار فوجی جوانوں کے ساتھ قلعہ میں بیٹھا زین العابدین جو شاہزادہ جواں بخت کے حکم سے آیا تھا۔ شرف حضوری سے مشرف ہوا اور عرض کی کہ شاہزادہ دارا شکوہ برہانپور سے قلعہ مندو

میں آ گئے ہیں۔ چونکہ بارش کا زمانہ آ گیا تھا لہٰذا بارش کے ایام قلعہ میں گذار کر میرزا رستم صفوی کو حکم ہوا کہ پہلے لاہور جا کر لشکر آرائی کرے اور ایک لاکھ روپیہ لشکر کے مصارف کے لئے عنایت فرمایا اس سے پہلے حکم ہوا تھا کہ جب دکن کا لشکر ظفر اثر مظفر و منصور مراجعت کرے تو معتمد خاں بخشی جلد درگاہِ والا میں حاضر ہو۔ چنانچہ اس تاریخ کو اُس نے آ کر حضوری کی سعادت حاصل کی۔

موتی کی چوری | شاہی حرم سرائیں سے ایک موتی جسکی قیمت ۱۵۰۰۰ ہزار روپیہ تھی گم ہو گیا چونکہ رائے منجم نے عرض کی کہ دو تین روز میں ملجائیگا اور صادق رمال نے عرض کی انھیں دو روز میں موتی اُس جگہ سے برآمد ہوگا جو صفائی اور پاکیزگی میں مشہور ہے اور جہاں نماز ادا کیجاتی ہے اور ایک رمال عورت نے کہا کہ انھیں تین دن میں سفید فام عورت ہنستی ہوئی بادشاہ کی خدمت میں حاضر کریگی۔ اتفاق سے تیسرے دن ایک ترکی کنیز نے مسجد میں وہ موتی پایا اور مسکراتی ہوئی بادشاہ کے پاس لائی اور تینوں رمالوں کا قول صحیح نکلا۔

انہی ایام میں شاہزادہ بلند اقبال نے پرگنہ دھولپور کو اپنی جاگیر میں بادشاہ سے طلب کر کے دریا افغان کو پرگنہ مذکور کی حفاظت کے لئے مقرر کیا۔ شہزادہ کی درخواست آنے سے پہلے پرگنہ مذکور نور محل کی استدعا سے شہزادہ شہریار کی ملک میں آ چکا تھا اور شریف الملک شہریار کا ملازم اس کی نگرانی کرتا تھا اسی عرصہ میں دریا افغان پہنچ گیا اور اس نے چاہا کہ قلعہ پر قبضہ کرے دونوں طرف سے آتش قتال مشتعل ہو گئی۔ ایک تیر اتفاق سے شریف الملک کی آنکھ پڑا اور وہ اندھا ہو گیا یہ واقعہ سنگم

پریشانیِ خاطر کا باعث ہوا۔

رایات عالیات کی لاہور کو روانگی

۲۵ مرداد ماہ الٰہی موکب شاہی لاہور آیا نور محل کی فتنہ پردازی کی وجہ سے قندھار کی خدمت شہریار کو عطا کر کے ۱۲ ہزاری ذات اور ۸ ہزاری سوار سے سرفراز فرمایا اور یہ طے پایا کہ میرزا رستم شہزادہ کا اتالیق اور لشکر کا سپہ سالار مقرر ہو نیز پہلے سے لاہور جا کر فوج کے اکٹھا کرنے میں مشغول ہو اور مقام ہیرہ پور میں اعتقاد خاں کشمیر کی حکومت پر مقرر ہوا۔ اور کنور سنگھ کشتوار کے راجہ کو قید سے نکال کر کشتوار کی جائداد عطا کی گئی۔ لیکن یہ طے ہو گیا کہ زعفران اور شکاری جانوروں پر سرکاری قبضہ رہے گا موکب شاہی جب دریائے چناب سے گذر گیا تو میرزا رستم نے لاہور سے آکر شرف حضوری حاصل کیا اسی تاریخ کو افضل خان دیوان شاہجہاں نے شاہزادہ کی عرضی پیش کی شاہزادہ شاہجہاں کا خاص منشا یہ تھا کہ اس سے پہلے جو باہمی اختلاف پیدا ہو گیا تھا وہ دور ہو جائے لیکن طرفین کے مفسد اور شورش پسند لوگوں کا یہ منشا تھا کہ طرفین میں اور اختلاف پیدا ہو لوگوں کا یہ بھی خیال تھا کہ آصف خاں شاہجہاں کا طرف دار ہے اور لوگوں نے بیگم کو بھی اپنی لغو باتوں سے شاہجہاں کی طرف سے بدظن کر دیا تھا جب کبھی اس قسم کی باتیں ہوتی تھیں تو آصف اپنی عزت بچانے کے خیال سے خاموش ہو جاتا تھا۔ اور مفسدین موقع پا کر فتنہ پردازی شروع کر دیتے تھے اور یہ چونکہ خود اس کام کے اہل نہ تھے اس لئے انھوں نے بیگم کو اس بات پر آمادہ کیا

کہ مہابت خاں کو جو آصف خاں کا قدیمی مخالف ہے کابل سے بلا لینا چاہیئے تاکہ وہ فساد برپا کرادے غرضکہ یہاں سے ہر چند فرمان طلبی بھیجا گیا۔ لیکن اس نے پرانے تعلقات کا لحاظ رکھتے ہوئے بیگم کی خدمت میں یہ عرضی بھیجی کہ جب تک آصف خاں دربار میں ہے میں نہیں سکتا اگر واقعی آپ نے شاہجہاں کے اقتدار کو فنا کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے تو آصف خاں کو صوبۂ بنگال بھیج دیجئے اور معتمد خاں کو قید کا حکم دیجئے تاکہ میں آنے کی جرارت کروں۔ امان اللہ خاں ولد مہابت کو سہ ہزاری ذات اور ایک ہزار و ہفت صد سوار کا منصب عنایت ہوا اور حکم ہوا کہ اس کو اپنی جگہ متعین کرکے خود درگاہ شاہی میں حاضر ہو۔ بادشاہ کے قیام لاہور کے دوران میں دیوان اعلیٰ کے متصدیوں کو حکم ہوا کہ دوآبے اور سرکار حصار میں شاہجہاں کی جو جاگیر ہے وہ شہریار کو دیدی جائے اور شاہجہاں اس کے عوض میں صوبۂ دکن، مالوہ، گجرات میں جہاں چاہیں اپنا قبضہ کرلیں افضل خاں نے ہر چند اس فتنہ کو فرو کرنے کی کوشش کی لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا شاہزادہ بلند اقبال کو حکم ہوا کہ دکن، گجرات، مالوہ میں سے جہاں چاہیں اپنا قبضہ کرکے رہیں اور فوج ہمنے قندھار کی یورش کے لئے طلب کی ہے جلد بھیجدیں اگرچہ بظاہر یہ حکم عالیجاہ کی طرف منسوب کیا گیا لیکن حقیقت میں بادشاہ کا یہ ارادہ نہ تھا بلکہ نورجہاں نے اس حکم کو عالیجاہ کی طرف منسوب کرکے خود بھیجا تھا۔ جس کا منشا یہ تھا کہ شاہجہاں یا تو مذکورہ اطراف لینے پر راضی ہوجائیں گے اور اس تحریک سے انکا تمام انتظام برہم ہو جائے گا اور یا والد بزرگوار سے ناراضی

ہوکر کوئی گستاخی کر بیٹھیں گے اور مجبوراً بادشاہ کو اس طرف آنا پڑیگا اور اسکے بعد جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا۔ خانجہاں نے حکم شاہی کے موافق ملتان سے آکر ہزار اشرفی اور ہزار روپے اور اٹھارہ عراقی گھوڑے پیش کیے۔

حیدر بیگ اور ولی بیگ شاہ عباس کے ایلچی بھی آئے اور انھوں نے شاہ عباس کا ایک محبت نامہ پیش کیا اور اسی دن خلعت وغیرہ دیکر رخصت کر دئے گئے۔ خانجہاں کو ملتان سے بلاکر شمشیر وغیرہ عنایت کرکے حکم دیا گیا کہ شہریار کے آنے تک ملتان میں قیام کرکے فرمان کا منتظر رہے اور آصف خاں کو دارالخلافت آگرہ بھیجا تاکہ اکبر کے زمانے سے اب تک جو کچھ روپیہ جمع ہوا ہے وہ سب بارگاہِ شاہی میں آئے اور اس طلبی کا مقصد محض اس کا جدا کرنا تھا چنانچہ اس نے پہلے اس کی خواہش بھی کی تھی۔ اور شریف وکیل شہزادہ پرویز کو حکم ہوا کہ شاہزادہ مذکور کو جلد مع لشکر کے دربار روانہ کرے۔

چونکہ بادشاہ کا مزاج اس زمانہ میں ناساز تھا اور عالیجاہ کا قندھار کی تسخیر کے لئے آنا پریشانیِ طبیعت کا باعث تھا اس بنا پر شاہجہاں کی طرف سے جو خبریں موصول ہوتی تھیں وہ مزید اضطراب کا باعث تھیں۔ لہٰذا موسوی خاں کو جو شاہزادہ کا مزاج داں تھا شاہزادہ کی خدمت میں بھیجا کہ وہ شاہزادے کے دلی مقاصد سے واقف ہوکر اطلاع دے تاکہ مناسب تدبیر کیجائے۔

اسی تاریخ کو مہابت خاں کابل سے آکر حاضر ہوا۔ کہ جب تک معتمد خاں درمیان میں ہے شاہجہاں کے ہنگامہ کا فرو کرنا مشکل ہے۔ اگر عالیجاہ بظاہر اس کے قتل پر راضی نہوں تو مجھکو بھیجدیں تاکہ میں اس کا کام

تمام کردوں اسی اثنا میں اعتبار خاں نے آگرہ سے آکر عرض کی کہ شاہجہاں بہت سی فوج کیسا تھ ماندو سے اس طرف آگئے ہیں۔ اب رائے عالی کیا ہے؟ عالیجاہ نے فرمایا کہ شکاری لباس میں دریائے سلطان پور تک چلنا چاہیے اس کے بعد جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا۔

موکب ہمایوں کا دارالخلافت آگرہ میں ورود

اسی ارادہ سے آگے آرہے تھے کہ اسی اثنا میں اعتبار خاں وغیرہ کی عرضیاں پے در پے آگرہ سے آئیں کہ شاہزادۂ شاہجہاں اس طرف آرہے ہیں۔ اور خانخاناں اور داراب خاں وغیرہ بھی ان کے ہمراہ ہیں اس لئے خزانہ لانا اور آصف خاں کو روانہ کرنا مناسب نہ تھا۔ لہٰذا میں احتیاطاً قلعہ کی حفاظت میں مصروف ہوں اس بنا پر آگرہ روانہ ہونا عین مصلحت سمجھکر دریائے سلطان پور سے عبور فرمایا غرضکہ نورجہاں بیگم کی اشتعال انگیزی سے نوبت یہاں تک پہنچی کہ شاہزادۂ شاہجہاں جو باپ کی رضاجوئی اپنی سعادت سمجھتا تھا فتنہ و فساد پر آمادہ ہوگیا اور خود عالیجاہ کو بھی بڑھاپے میں لڑکے سے مجبوراً لڑنا پڑا اسی عرصہ میں چند فتنہ پردازوں نے عرضی بھیجی کہ محرم خان خواجہ سرا، خلیل بیگ ذوالقدر اور فدائی خاں میر توزک، شاہزادے سے خط و کتابت رکھتے ہیں مصلحتاً اشخاص مذکورہ قید کر دئے گئے اسی اثنا میں اعتبار خاں کی عرضی آئی کہ شاہجہاں مع لشکر اکبرآباد آگئے ہیں اور فتح پور میں ٹھہرے ہیں موسوی خاں نے فتح پور جاکر شاہی احکام پہنچا دئے ہیں حکم ہوا کہ قاضی عبدالعزیز مشارالیہ کے

ہمراہ بارگاہِ شاہی میں آکر شاہزادے کا مقصد بیان کریں افضل خاں نے ہر چند اس فتنہ کو فرد کرنے کی کوشش کی لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا اور بیگم نے اس جنگ کو اور مشتعل کر دیا۔ اور شاہجہاں کی جاگیر بھی ضبط کر لی چنانچہ جنگ کا انتظام شروع ہو گیا۔ اور ہندوستان کے بڑے بڑے راجہ اس جنگ میں شریک ہوئے۔

سنہ ۱۸ جلوس کا آغاز

سنہ ۱۰۳۲ھ چہارشنبہ ۲۰ جمادی الاول کو رسمِ جلوس ادا کی گئی۔ راجہ جے سنگھ نبیرۂ راجہ مان سنگھ نے زمین بوسی کی سعادت حاصل کی اسوقت خبر موصول ہوئی کہ شاہزادۂ والاشکوہ تشریف لا رہے ہیں عالیجاہ نے احتیاطاً بندگانِ درگاہ کو حکم دیا کہ استقبال کے لئے جائیں ایسا نہ ہو کہ کوئی ایسا ناگزیر واقعہ پیش آجائے جس کی تلافی نہ ہو سکے اس لئے مجبوراً یہ لوگ سیدھے راستہ سے مڑ کر خانخانان کے ہمراہ کوتلہ کے راستے سے گئے۔ اور جب شاہزادۂ والاشکوہ آگئے تو شاہجہاں اور نور جہاں بیگم کے لشکر صف آرا ہو کر سرگرمِ کارزار ہوئے اور طرفین کے چیدہ اور آزمودہ کار جری سپاہی اس جنگ میں کام آئے اُدھر نوازالزمان قتل ہوئے اور ادھر راجہ بکرماجیت قتل ہوئے اور شام کے وقت دونوں لشکر اپنی اپنی قیام گاہ پر پہنچ گئے

۱۰ اردی بہشت کو جب موکب اقبال پرگنہ ہندون میں آگیا اور چونکہ شہزادۂ پرویز پرگنۂ مذکور میں آگئے تھے لہٰذا امرائے عظام کو حکم ہوا کہ استقبال کے لئے جائیں۔ چنانچہ جب شاہزادۂ موصوف زمین بوس

خدمت ہوئے تو عالیجاہ نے گود میں اُٹھا لیا۔ صادق خان بخشی کو حکومت پنجاب سے سرفراز فرمایا اسی اثنا میں خبر آئی کہ میرزا بدیع الزماں جو سرکار پتن گجرات کا جاگیردار تھا اُس کے چھوٹے بھائیوں نے ایک رات اُس کو قتل کر ڈالا۔

شاہزادۂ پرویز کی ماندو کی طرف روانگی

جب معلوم ہوا کہ شاہزادۂ شاہجہاں ماندو کی طرف بڑھ آئے ہیں تو ۲۵ ماہ اردی بہشت[1] کو شاہزادۂ پرویز کو ایک جرار لشکر کے ہمراہ مہابت خاں کی زیر نگرانی شاہجہاں کے تعاقب کو روانہ کیا۔ یکم خورداد کو شاہزادۂ داور بخش پسر سلطان خسرو کو ملک گجرات کی حکومت پر مقرر فرما کر ہشت ہزاری ذات اور سہ ہزار سوار سے سرافراز فرمایا اور دو لاکھ روپیہ خرچ کی مد میں عنایت فرمایا۔ خان اعظم کو اتالیقی کی خدمت سپرد ہوئی اور ایک لاکھ روپیہ بطور مدد دیا گیا اور آصف خاں کو ولایت بنگالہ اور اڑیسہ کی گورنری عطا کی۔ ۳۰ خورداد سنہ ۱۸ جلوس مطابق ۱۹ ماہ رجب سنہ ۱۰۳۲ھ کو موکب مسعود اجمیر آیا تھا کہ اسی اثنا میں آگرہ سے خبر آئی کہ مریم الزمانی کا انتقال ہو گیا۔

جگت ولد رانا کرن نے اپنے وطن سے آکر زمین بوسی کی سعادت حاصل کی ابراہیم خاں فتح جنگ حاکم بنگالہ نے ۳۴ ہاتھی جو نذرانہ پیش کئے تھے عالیجاہ نے ملاحظہ فرمائے۔

---

[1] ۱۰۳۲ھ کا مہینہ

عبد اللہ خاں اور صفی خاں کے درمیان جنگ

ملک گجرات شاہجہاں کی نگرانی میں تھا اور راجہ بکرماجیت اس ملک کا حاکم تھا۔ جس زمانہ میں کہ شاہجہاں نے مانڈو سے کوچ کیا تھا راجہ بکرماجیت حکم کے موافق کنھر داس نامی اپنے بھائی کو احمد آباد میں چھوڑ کر خود دہلی آگیا تھا اور جب عالیجاہ مانڈو تشریف لے گئے تو عبد اللہ خاں کو گجرات حوالہ کر کے کنھر داس کو اس صوبہ کے دیوان صفی کے ہمراہ مع خزانہ اور تخت مرصع کہ جس میں پانچ لاکھ روپیہ صرف ہوا تھا۔ اور پردلہ شمشیر جس کی قیمت دو لاکھ روپیہ تھی اور یہ مذکورہ چیزیں جو والد بزرگوار کے نذرانے کے لئے مہیا کی تھیں اپنے پاس منگوالیں اور عبد اللہ خاں وفادار نامی اپنے خواجہ سرا کو اس ملک کا حاکم بنایا اور وہ خود قلیل جماعت کے ساتھ جا کر احمد آباد پر قابض ہو گیا اور صفی نے سلطنت کی خیر خواہی کے خیال سے فوج جمع کرنی شروع کی اور کنھر داس سے چند روز پیشتر شہر سے نکل کر تال کاکریہ کے کنارے فروکش ہوا اور وہاں سے محمود آباد چلا گیا اور ظاہر کیا کہ میں شاہجہاں کی خدمت میں جا رہا ہوں اور پوشیدہ طور سے ناہر خاں اور سید دلیر خاں اور بابو خاں افغان اور دیگر ملازمین سے سلطنت کی خیر خواہی کے متعلق خط و کتابت کر کے موقع کا منتظر رہا صالح فوجدار سرکار نے سمجھ لیا کہ صفی کا مقصد کچھ اور ہے بلکہ کنھر داس نے بھی اس کے مافی الضمیر کو معلوم کر لیا تھا۔ لیکن چونکہ صفی میں انتہائی دور اندیشی تھی اس لئے اس سے کنھر داس کچھ بول نہ سکا صالح جو ایک تجربہ کار سپاہی تھا اس نے اس خیال سے کہ کہیں ایسا نہ

کہ صفی ترک خزانۂ شاہی پر قبضہ کرے خزانۂ شاہی پہلے ہی لیکر چلدیا اور تقریباً دس ہزار روپیہ بادشاہ کی خدمت میں پہنچا دیا اور کنھر داس بھی پردلہ مرصع لیکر اس کے پیچھے روانہ ہوا لیکن تختِ مرصع بوجھ کیوجہ سے اپنے ساتھ نہ لیجا سکا صفی نے جب میدان خالی پایا تو اپنی متفقہ جماعت سے خط وکتابت کرکے ہر ایک سے طے کر لیا کہ ہر شخص صبح ہوتے ہی اس دروازے سے کہ جس کے ۲۰ راستے ہیں شہر میں داخل ہو جائے اور خود بابو خاں افغاں پرگنہ کریخ سے کوچ کرکے صبح کے وقت شہر میں آیا باغ شعباں میں تھوڑی دیر توقف کرکے جب دن ہو گیا اور شہر کا دروازہ کھل گیا تو بغیر ساتھیوں کا انتظار کئے ہوئے سارنگپور کے دروازے سے احمد آباد کے قلعہ میں آگیا۔ اسی اثنا میں ناہر خان بھی آگیا اور شہر میں داخل ہو گیا۔ عبداللہ خان خواجہ سرانے اس واقعہ کے پیش آنے سے کچھ متفکر ہوکر حیدر نبیرۂ میاں وجیہ الدین کے یہاں پناہ لی۔ اور مذکورۂ بالا اشخاص نے قلعہ کی حفاظت میں مصروف ہوکر ایک جماعت کو محمد تقی دیوان اور حسن بیگ بدخشی کے گھر بھیجکر ان کو بلا لیا اور شیخ حیدر نے خود آکر کہا کہ عبداللہ خاں میرے گھر میں ہے فوراً اس کو گرفتار کرکے لائے اور شہر کے انتظام سے اطمینان کرکے لشکر جمع کرنے اور ان کے اطمینان دلانے میں مصروف ہوئے اور جو کچھ نقد اور سازوسامان وغیرہ ہاتھ آیا پرانے اور نئے آدمیوں کو تقسیم کر دیا۔ یہاں تک کہ تختِ مرصع بھی توڑ ڈالا اور اس کا سونا نئے آدمیوں کو تقسیم کرکے جواہر پر خود قبضہ کر لیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں کثیر فوج جمع ہو گئی۔ جب یہ خبر مانڈو پہنچی تو

عبداللہ خاں شاہ والاقدر کی خدمت سے رخصت لیکر کمک کے بغیر انتظار کئے ہوئے ۲۰ روز کی مدت میں ماندو سے برودہ پہنچ گیا صفی اور ناہر خاں نے شہر سے نکل کر تال کاکریہ کے کنارے صف آرائی کی عبداللہ خاں کو جب غنیم کی فوج کثیر کا حال معلوم ہو گیا تو تھوڑے دن برودہ میں قیام کیا یہاں تک کہ کمک آگئی چند روز کے بعد کوچ کرکے محمود آباد میں صف آرا ہوا اور شہر کے لوگ تال کاکریہ کے کنارے سے اٹھکر موضع تبوہ میں قطب عالم کے مزار کے قریب آکر فروکش ہوئے عبداللہ خاں محمود آباد سے موضع باریجہ آیا صفی اور محمود خاں بالود میں ٹھہرے دوسرے دن طرفین صف آرا ہو کر میدان کارزار میں آئے جس جگہ عبداللہ خاں صف آرا تھا۔ اتفاق سے وہاں زقوم کے درخت کثرت سے لگے ہوئے تھے اس لئے فوج کے نظم میں انتشار پیدا ہو گیا سب سے پہلے ناہر خاں شاہی سپہ سالار اور ہمت خاں سے نبرد آزمائی ہوئی اور عبداللہ خاں کی فوج کا ہاتھی بندوق کی آواز سے ایک تنگ گلی میں جہاں دو طرفہ تھوہڑ کے درخت لگے ہوئے تھے گھس گیا اور بہت لوگوں کو کچل ڈالا غرضکہ بہت جنگ وقتال کے بعد عبداللہ خاں کو شکست ہوئی اور برہانپور جاکر شاہجہاں سے مل گیا۔ اس فتح کی خبر جب بادشاہ کو پہنچی تو صفی کو ہفت صدی منصب اور سہ صد سوار کے منصب سے ترقی دیکر سہ ہزاری اور دو ہزار کا منصب عنایت فرمایا اور سیف خاں کا خطاب اور علم ونقارہ دیکر عزت افزائی فرمائی اور ناہر خاں کو سہ ہزاری اور دو ہزار بالفعل سوار کا منصب عنایت ہوا

شاہجہاں اور شہزادۂ پرویز کا مقابلہ | جب شاہزادۂ پرویز کی فوج کریوۂ

چاندا سے عبور کر کے مالوے آئی تو شاہزادہ شاہجہاں نے بھی اپنی فوج کو لیکر قلعہ مانڈو سے اُتر کر رستم خاں کو اپنی طرف سے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ لیکن وہ مہابت خاں سے جا ملا اس کے جاتے ہی تمام فوج منتشر ہو گئی۔
جب یہ خبر شاہجہاں کو پہنچی تو بیرم بیگ بخشی کو دریائے نربدہ کے کنارے چھوڑ کر خود قلعہ اسیر اور برہان پور تشریف لے گئے اسی اثنا میں محمد تقی بخشی نے خانخاناں کا ایک پوشیدہ خط جو اُس نے مہابت خاں کو بھیجا تھا شہزادہ کی خدمت میں پیش کیا۔ اس لئے شاہجہاں نے اس کو مع اس کے لڑکے داراب خاں کے گھر سے بلوایا خط کو دیکھکر وہ بہت شرمندہ ہوا۔ شاہجہاں نے اس کو قید کر دیا۔ غرضکہ جب شاہزادہ شاہجہاں قلعہ پہنچ گئے تو میر حسام الدین نے قلعہ سے نکل کر ملاقات کی، شاہزادہ شاہجہاں نے مع اپنے حرم خانہ کے قلعہ کے بالائی حصہ پر تین روز قیام کیا۔ اور قلعہ کی نگرانی گوپالداس راجپوت کے سپرد ہوئی اور بادشاہ برہان پور تشریف لائے اسی اثنا میں عبد اللہ خاں گجرات آکر شہزادے سے ملا۔ اور شاہزادہ پرویز اور مہابت خاں نے نربدہ کے کنارے پہنچ کر ہر چند گذرنے کی کوشش کی لیکن چونکہ یہاں کافی مورچہ بندی تھی اس لئے ناکام رہے ادھر خان خاناں اور مہابت خان طرفین میں مصالحت کی کوشش کر رہے تھے اس لئے شاہجہاں نے خانخاناں سے قسم لیکر اس کو بادشاہ کے پاس روانہ کیا اور داراب خاں اور اس کے لڑکوں کو اپنے پاس رہنے دیا۔ جب یہ خبر عالیجاہ کو پہنچی تو آپ نے حکم دیا کہ راستوں سے پہرے اُٹھا لئے جائیں۔ یہاں تک کہ ایک رات پرویز کے لشکر نے دریا سے عبور کر لیا

اور خانخاناں مہابت خاں سے جا ملا۔ جب یہ خبر شاہجہاں کو پہنچی تو شاہجہاں نے دریائے تاپتی سے عبور کیا۔ چونکہ ان ایام میں بارش کثرت سے ہو رہی تھی لہٰذا شاہجہاں کے اکثر فوجی لشکر سے نکل کھڑے ہوئے

رایاتِ عالیات کی کشمیر کی طرف روانگی

عالیجاہ کو جب شاہجہاں کی مہم سے قدرے اطمینان ہو گیا اور چونکہ ہندوستان کی گرمی بھی مزاجِ شاہی کے مناسب نہ تھی لہٰذا کشمیر تشریف لائے اور آصف خاں کو بنگالہ کی گورنری عطا فرمائی چونکہ نورجہاں بیگم بھائی کی جدائی سے پریشان تھی آصف خاں کو حکم ہوا کہ وہ بنگال سے چلا آئے۔

عبد اللہ ولد حکیم نور الدین طہرانی

عبد اللہ ایران سے پریشاں حال اور مصیبت زدہ ہندوستان آیا تھا۔ یہاں اعتماد الدولہ کے ذریعہ سے جہانگیری دربار میں رسائی ہو گئی اور تھوڑے ہی عرصہ میں اس نے پانصدی منصب اور جاگیر حاصل کر لی لیکن چونکہ بد سرشت تھا اس لئے ہمیشہ بادشاہ کی شکایت کرتا رہتا تھا ہر چند لوگوں نے بادشاہ سے اس کی شکایت کی لیکن بادشاہ کو یقین نہ آیا یہاں تک کہ چند ایسے لوگوں نے بھی اس کی شکایت بادشاہ سے کی جو بالکل بے غرض تھے غرضکہ ثبوت پہنچنے کے بعد بادشاہ نے اس سے باز پرس کی وہ جواب نہ دے سکا بادشاہ نے اس کو قید کر دیا۔

اسی اثنا میں صادق خاں کوہستانِ شمالی کی نگرانی کے لئے جو پنجاب کے حدود میں واقع ہے بھیجا گیا۔ اور سید بھوہ بخاری دہلی کی

حکومت سے سرفراز ہوا۔

باغ سرہند کی سیر | ۵ ماہ اسفندار کو باغ سرہند کی سیر کے لئے عالیجاہ تشریف لائے دریائے بیاہ کے کنارے صادق خاں نے آکر قدمبوسی کی نیز جگت سنگھ کو جو چند روز پہلے پہاڑی حدود میں فتنہ پردازی پر آمادہ تھا اپنے ساتھ لایا اور نورجہاں بیگم کی سفارش سے اس کی معافی ہوئی اسی اثنا میں صوبۂ دکن کے لوگوں کی عرضیوں سے معلوم ہوا کہ شاہجہاں قطب الملک کی سرحد سے گذر کر بنگالہ، اور اڑیسہ پہنچ گئے ہیں اور اس یورش میں اُن کے بہت سے سپاہی موقع پاکر بھاگ گئے۔

۱۹ سنہ جلوس کا آغاز

چارشنبہ ۲۹ جمادی الاول کو جشن جلوس کی سالانہ رسم ادا کی گئی جب شاہجہاں کے متعلق معلوم ہو گیا کہ وہ لشکر لیکر صوبۂ بہار اور بنگالہ کی طرف بڑھ رہے ہیں تو شاہزادہ پرویز کے نام حکم جاری ہوا کہ وہ فوراً اُس طرف جائیں تاکہ اگر بنگال کا حاکم مقابلہ نہ کر سکے تو یہ مقابلہ کے لئے پہنچ جائیں۔ اور خانجہاں کو احتیاطاً دارالسلطنت روانہ کیا کہ اگر کوئی ضرورت درپیش ہو تو وہ اُسے پورا کرے۔

اسی اثنا میں ابراہیم خاں فتح جنگ کی عرضی آئی کہ شاہجہاں کا لشکر اڑیسہ آگیا ہے۔

ابراہیم خاں کے حالات | احمد بیگ خاں ابراہیم خاں کا بھتیجا جو اڑیسہ کا گورنر تھا ایک زمیندار کے مقابلہ کے لئے گیا ہوا تھا یہ شاہجہاں کی

آمد کی خبر سنتے ہی موجودہ جھم کو چھوڑ کر موضع پیپلی چلا گیا اور وہاں سے کھانے کی چیزیں ہمراہ لیکر مقام کٹک آیا - مگر یہاں بھی قیام نہ کر سکا اور یہاں سے روانہ ہو کر بردوان صالح کے پاس پہنچا اور اُس سے واقعہ بیان کیا صالح شاہجہاں کی آمد کا یقین نہیں کرتا تھا اسی اثنا میں عبداللہ نے ایک خط صالح کے پاس اس کو اپنی طرف بلانے کی غرض سے بھیجا لیکن وہ راضی نہ ہوا شاہجہاں کی آمد کی خبر جب ابراہیم کو پہنچی تو وہ قلعہ کے استحکام اور حفاظت میں مصروف ہوا - اسوقت شاہجہاں نے ابراہیم بیگ کو ایک رقعہ بایں مضمون بھیجا کہ اگر تو جانا چاہے تو جا سکتا ہے اور اگر قیام کرنا چاہتا ہے تو یہاں جو جگہ پسند آئے وہاں سکونت اختیار کر ابراہیم خاں نے عرض کی میں جب تک زندہ ہوں حکومت سے غداری نہیں کرونگا غرضکہ جب شاہجہاں کا لشکر بردوان پہنچ گیا تو صالح نے قلعہ بند ہو کر جنگ شروع کر دی لیکن بعد میں مجبوراً مقابلہ نہ کر سکے اور ان کو قلعہ خالی کرنا پڑا - ابراہیم بیگ نے قلعۂ اکبر نگر کا استحکام کیا چونکہ قلعہ بڑا اور فوج کم تھی لہٰذا محاصرہ نہ کر سکا اور اپنے باپ کے مقبرہ میں جا کر چھپ رہا اسی اثنا میں چند شاہی فوجی آدمی آ گئے اور مقبرہ کا محاصرہ کر لیا اور جنگ شروع ہو گئی اتنے میں احمد بیگ بھی آ گیا اور اس کے آتے ہی محصورین میں جرات پیدا ہو گئی - چونکہ اکثر لوگوں کے اہل و عیال دریا کے اسطرف تھے لہٰذا عبداللہ خاں اور دریا خاں افغان نے دریا کے اس پار خیمہ ڈالا ابراہیم خاں اس خبر کے سنتے ہی احمد بیگ خاں کو ہمراہ لیکر بھاگ گیا اور دوسرے لوگوں کو قلعہ کی حفاظت کے لئے مقرر کر گیا - اور چند جنگی (نوارہ) کشتیاں اپنے جانے سے پہلے ہی اس طرف بھیجدیں اتفاق

سے کشتیاں پہنچنے سے پہلے ہی دریا خاں افغان دریا سے گذر چکا تھا۔ ابراہیم بیگ نے احمد بیگ کو دریا سے پار کرکے دریا خاں کے مقابلہ کیلئے بھیجدیا غرضکہ دریا کے کنارے طرفین میں سخت جنگ ہوئی اور شاہی لشکر غالب آیا۔

دکن کے حالات

عنبر حبشی نے علی شیر نامی اپنے وکیل کو مہابت خاں کے پاس بھیجکر بہت کچھ عاجزی کا اظہار کیا تھا اس اُمید پر کہ اس صوبہ کی گورنری اس کو مل جائے۔ چونکہ اس کے درمیان اور عادل خاں کے درمیان مخالفت بھی اس لئے ایک دوسرے پر غالب آنا چاہتا تھا اندونوں کی باہمی مخالفت میں مہابت خاں نے عنبر کا ساتھ دیا اور چونکہ عنبر راستہ میں تھا اور ملا محمد عادل خاں کا وکیل اس کی نقل و حرکت کا نگراں تھا لہٰذا مہابت خاں نے ایک فوج بالاگھاٹ میں متعین کردی کہ وہ ملا محمد کو برہاں پور پہنچادے اور عنبر نے اس خبر کے سنتے ہی پریشان ہوکر نظام الملک کو ساتھ لیا اور قصبۂ کھرکی سے گذر کر قندھار آگیا اور یہ ظاہر کیا کہ میں قطب الملک کی سرحد جارہا ہوں تاکہ وہاں سے میں اپنی مقررہ رقم وصول کرلوں۔ غرضکہ جب ملا محمد برہاں پور پہنچا تو مہابت خاں نے انتہائی محبت کا اظہار کیا اور وہاں دونوں سے شاہزادہ پرویز کے پاس آگئے، سربلند رائے کو برہان پور کا حاکم مقرر کیا اور جادو رائے اس کے بھائی اور اودے رام کو اس کی مدد کیلئے چھوڑ دیا۔ اور جب ملا محمد شاہزادے کی خدمت میں گیا تو شاہزادے نے یہ طے کیا کہ ملا محمد پانچ ہزار سوار لیکر برہان پور میں سربلند رائے کیساتھ انتظام میں مشغول ہو اور امین الدولہ ابن ملا محمد پانچ ہزار سوار

لیکر شاہزادے کی خدمت میں آجائے اور اس رائے کے موافق مشارالیہ کو انعام وغیرہ دیکر برہان پور کی طرف روانہ کیا۔

۱۹ ارخورداد کو موکب منصور خطہ کشمیر میں داخل ہوا اعتقاد خاں نے اس مدت میں کشمیر کی جو نفیس اشیا مہیا کی تھیں بطور نذرانہ پیش کیں جب خبر آئی کہ یلنگتوش اوزبک سپہ سالار نے ارادہ کیا ہے کہ کابل اور غزنین پر حملہ آور ہو اور خانہ زاد خاں ولد مہابت خاں اس سے مقابلہ کر رہا ہے لہٰذا عالیجاہ نے غازی بیگ کو مقرر فرمایا کہ وہ جلد اس طرف روانہ ہو اور حالات سے مطلع کرے۔

آرام بانو بیگم کی وفات | اسی اثنا میں آرام بانو بیگم ہمشیرۂ عالمگیر نے انتقال کیا۔ اکبر کو اس لڑکی سے بہت محبت تھی۔ غازی خاں جو اس کی خبر گیری کے لئے گیا ہوا تھا۔ جب واپس آیا تو اس نے آکر اطلاع دی کہ یلنگتوش نے قوم ہزارہ کے حدود پر قابض ہونے کے لئے موضع چتور میں فوج اکٹھا کی ہے۔ چند لوگوں نے خانہ زاد خاں کے پاس آکر فریاد کی کہ ہم آپ کی قدیم رعایا ہیں اگر آپ یلنگتوش کے شر سے ہم کو بچا لیں تو کبھی ہم آپ سے سرتابی نہ کریں گے ورنہ مجبوراً ہم کو اوزبکوں کی اطاعت قبول کرنا ہوگی خانہ زاد خاں نے ایک فوج ہزارہ کی مدد کے لئے مقرر کی اس نے یلنگتوش کی بہن کو جو اس طرف سے سردار لشکر تھی مع چند اوزبکوں کے قتل کر ڈالا اور اس فوج نے ان کا قلعہ بھی منہدم کر دیا۔ یلنگتوش نے نذر محمد خاں سے التجا کی کہ سرحد کابل پر حملہ کر دیا جائے تاکہ اس شکست سے جو شرمندگی ہوئی ہے اس کی تلافی ہو جائے نذر محمد خاں نے اس کی یہ درخواست منظور نہ کی مجبوراً اس نے خود فوج

اکٹھا کر کے کابل پر حملہ کر دیا اور ادھر خانہ زاد خاں نے بھی چند سرحدی امرائر کو جمع کر کے موضع سرک میں جو غزنین سے دو کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔ جنگ کی تیاری کر دی پہلے تو دونوں فوجوں کے ایک ایک حصہ میں نبرد آزمائی ہوئی لیکن بعد میں پلنگتوش بھی آ گیا اور سخت مقابلہ ہوا لیکن آخر میں اس کو شکست ہوئی۔ تقریباً ۲ سو اور بک قتل ہوئے اور بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔

فاضل خان بخشی لشکر دکن کی عرضی سے معلوم ہوا کہ جب ملا محمد لاری برہان پور پہنچ گیا اور خیر خواہان سلطنت کو وہاں کے انتظام سے فراغت ہو گئی تو شاہزادہ پرویز مع مہابت خاں اور دیگر امراء کے بنگالہ اور بہار کی طرف رخصت ہوئے خانخاناں کی عیاری سے چونکہ شہزادہ کو رنج تھا اور اس کا لڑکا داراب شاہزادہ دالاشکوہ کی خدمت میں تھا اور مشیران سلطنت نے مصلحتاً اس کو نظر بند کر دیا تھا اس لئے اس کے متعلق یہ طے پایا کہ اس کی اچھی طرح نگرانی کیجائے عالیجاہ دریائے بہت کے کنارے ہی پر تھے کہ مہابت خاں کی عرضی پہنچی جس میں لکھا کہ چونکہ شاہجہاں کے سرداران لشکر نے دریائے گنگا سے عبور کرنے کے راستوں کو مستحکم کر کے کشتیوں کو لے لیا تھا۔ اس لئے لشکر منصور کے عبور میں قدرے توقف ہوا اس کے زمینداروں نے ۳۰ کشتیاں مہیا کیں اور لشکر دریا کے پار اتر گیا۔

رایات عالیات کی دار السلطنت لاہور کو روانگی

۵ رماہ پور کو عالیجاہ لاہور تشریف لائے اس اثنا میں گجرات

کے لوگوں کی عرضیاں آئیں کہ خان اعظم مرزا کا انتقال ہوگیا۔ نیز خبر آئی کہ بنگالہ کے وہ چند زمیندار جو شاہجہاں کی خدمت میں آ گئے تھے تمام کشتیاں مع جنگی ساز و سامان کے لیکر بھاگ گئے اور شاہجہاں نے کنپت کے جنگل میں مٹی کا ایک قلعہ بنا کر اسلحہ وغیرہ اس میں رکھے ہیں۔ لیکن رسد وہاں کم پہنچتی ہے اور ان کا لشکر بہت پریشان حال ہو رہا ہے اتنے میں خبر آئی کہ شاہزادہ پرویز اور شاہجہاں کے درمیاں میں جنگ ہو گئی — شاہجہاں بہار اور پٹنہ کی طرف چلے گئے ہیں۔

تفصیل جنگ | شاہزادہ کا لشکر بہت تھا اور شاہی فوج بہت کم تھی اس لئے وقت کے لحاظ سے جنگ مناسب نہ تھی لیکن راجہ بھیم نے شاہزادے کو مجبور کیا کہ جنگ کی جائے۔ چنانچہ طرفین میں جنگ شروع ہو گئی اور شاہی لشکر نے میدان گھیر لیا۔ اور تیروں کی بوچھار شروع کر دی اور راجہ بھیم لڑتا ہوا شاہزادہ پرویز تک پہنچ گیا اور وہاں پہنچتے ہی شاہزادے کے سپاہیوں نے اس کا کام تمام کر دیا۔ اس ہنگامہ میں شاہجہاں کی توپیں بھی چھن گئیں اور دریا افغان مع دوسرے افغانوں کے بھاگ گیا۔ تھوڑی دیر تک جنگ ہوتی رہی اور شاہجہاں کی طرف سوا چند متنفسوں کے اور کوئی باقی نہ رہا اس لئے مجبوراً شاہجہاں کچھ فوج اور اہل وعیال کو لیکر پٹنہ کی جانب چل دئے۔

دکن | جب ملک عنبر قطب الملک کے حدود میں پہنچ گیا اور جو رقم کہ وہ اُس سے سالانہ خراج کے سلسلہ میں وصول کرتا تھا اور جو اس دو سال کے عرصہ میں رک گئی تھی جب اس نے وصول کر لی تو ملک بیدر پہنچا اور وہاں لوٹ مار کر کے بیجاپور کی طرف روانہ ہوا۔ عادل خان چونکہ

اپنی فوج کے اکثر جری سپاہیوں کو ملا محمد لاری کے ہمراہ بھیج چکا تھا اور اس کے مقابلہ کے لئے کافی فوج نہ تھی اس لئے وہ عزت کو بچاتے ہوئے بیجاپور کے قلعہ میں متحصن ہو گیا اور ایک آدمی ملا محمد لاری اور اس کے لشکر کو بلانے کیلئے روانہ کیا اور صوبہ مذکور کے کارکنوں کو لکھ بھیجا کہ میرا اخلاص اور خیر خواہی تم لوگوں کو بخوبی معلوم ہے۔ لہٰذا ایسے وقت میں کہ جب عنبر مجھسے نہایت بدسلوکی سے پیش آیا ہے مجھکو امید ہے کہ تم سب اسوقت میری کمک کے لئے آؤ گے تاکہ عنبر کی سرکوبی کیجائے جو وقت کہ مہابت خاں شاہزادہ پرویز کے ساتھ الہ آباد گیا تو اس نے سربلندرائے کو برہان پور کی نگرانی پر مقرر کر دیا تھا تاکہ وہ ملا محمد کے ساتھ ملکر کام کرے عادل خاں نے مہابت خاں کو لکھا کہ ہماری مدد کیجئے مہابت خاں نے دکن کے کارکنوں کے نام یہ فرمان بھیجا کہ وہ فوراً ملا محمد لاری کے ہمراہ عادل خاں کی مدد کو جائیں۔ سربلندرائے تو کسی خیال سے برہان پور ہی میں ٹھہر گیا اور ملا محمد مع صوبہ دکن کی متعینہ فوج نیز دوسرے سرداروں اور جاگیرداروں کے ہمراہ عنبر کے مقابلہ کو روانہ ہوا عنبر کو جب یہ خبر پہنچی تو اس نے عالیجاہ سے درخواست کی کہ یہ جنگ میں آپ سے مخالفت کی بنا پر نہیں کر رہا ہوں بلکہ میرے اور اس کے درمیان ایک ملکی معاملہ تھا جس کے خلاف وہ آج عمل پیرا ہے لہٰذا میں اس سے جنگ کرنا چاہتا ہوں امرائے شاہی نے اس کی ان باتوں کی طرف مطلق توجہ نہ کی اور اس کے سر پہ جا دھمکے۔ چنانچہ وہ مجبوراً بیجاپور سے بھاگ کر اپنے ملکی حدود میں آگیا۔ لیکن جب ملا محمد لاری اور اُس کے سپاہیوں نے عنبر کو بہت ستایا اور بہت پیچھا کیا تو اس نے بھی احمد نگر

میں صف آرائی کرکے جنگ شروع کردی۔ سب سے پہلے عادل خاں اور عنبر کے سپاہیوں میں جنگ ہوئی اور اتفاق سے ملا محمد لاری جو عادل خاں کے لشکر کا سردار تھا اس جنگ میں قتل کیا گیا اور اس کے قتل ہوتے ہی عادل خاں کے لشکر کے پیر اکھڑ گئے اس نے قلعۂ احمدنگر کا محاصرہ کرلیا لیکن قلعہ فتح نہ ہوا اس لئے اس نے فوج کا ایک دستہ قلعہ کے محاصرہ کے لئے چھوڑ دیا اور خود بیجاپور کی طرف چلا گیا عادل خاں پھر قلعہ نشین ہوگیا اور عنبر نے اس کے تمام مقبوضات مع مقبوضات شاہی اپنے قبضہ میں کرکے ایک کثیر فوج اکٹھا کرلی اور قلعۂ شعلہ پور پر حملہ کرکے اس کو فتح کرلیا اس خبر کے سنتے ہی عالی جاہ کو تشویش ہوگئی اسی اثنا میں مہابت خاں کی عرضی آئی جس میں لکھا تھا کہ شاہجہاں پٹنہ اور بہار سے گذر کر ولایتِ بنگال میں داخل ہوگئے ہیں اور شہزادہ پرویز ملکِ بہار چلے گئے اب دیکھیے کیا ہوتا ہے، شاہجہاں نے داراب خاں پسرِ خانخانان کو بنگال کا حاکم مقرر کیا تھا اور احتیاطاً اس کی بیوی اور فوج کو اپنے ساتھ رکھ لیا تھا۔ جنگ کے بعد واپسی کے وقت اسکی بیوی کو قلعۂ رہتاس میں چھوڑ کر داراب خاں کو لکھا کہ گڈھی میں حاضر ہو۔ داراب خاں نے کچھ اور ہی سمجھا اور بادشاہ کو لکھ بھیجا کہ زمینداروں نے باہم اتفاق کرکے میرا محاصرہ کرلیا ہے اس لئے میں نہیں آسکتا۔ جب بادشاہ کو اسکی طرف سے ناامیدی ہوگئی اور بادشاہ کے ہمراہ وہ لوگ نہ رہے جو لڑسکتے تھے تو مجبوراً پریشانی کی وجہ سے داراب کے لڑکے کو عبداللہ خاں کے حوالہ کرکے خود اکبرنگر تشریف لے گئے اور وہاں سے کل سامان لیکر جس راستہ سے

آئے تھے دکن چلے گئے۔ عبداللہ خاں نے داراب خاں کے لڑکے کو قتل کر دیا اور شاہزادہ پرویز نے صوبۂ بنگالہ کو مہابت خاں اور اس کے لڑکے کی جاگیر میں دیدیا اور صوبۂ بنگالہ کے جاگیرداروں کو لکھا کہ داراب خاں کو ہمارے پاس بھیجدو جب داراب کے آنے کی خبر حضرت بادشاہ کو معلوم ہوئی تو آپ نے مہابت خاں کے نام فرمان جاری کیا کہ داراب خاں کے پہنچتے ہی فوراً اس کو قتل کر کے اس کا سر دربار میں بھیجدو غرضکہ مہابت خاں نے اس کو قتل کر کے سر دربار میں روانہ کر دیا چونکہ شاہجہاں کا لشکر روانہ ہو چکا تھا اس لئے شہزادۂ پرویز کو بھی حکم ہوا کہ وہ بھی بہت جلد دکن کی طرف روانہ ہوں۔

اسی اثنا میں اسد خان بخشیِ ملک دکن کی عرضی آئی کہ یاقوت حبشی نے ملکاپور پر حملہ کر دیا ہے اور سربلند رائے لشکر کشی کا ارادہ رکھتا ہے۔ حکم ہوا کہ جب تک کمک نہ پہنچ جائے ہرگز ایسا قصد نہ کیا جائے بلکہ قلعہ نشین ہو کر مقابلہ کیا جائے۔

سنہ ۲۰ جلوس کا آغاز اور موکب شاہی کی کشمیر کو روانگی

۱۷ اسفندار ماہ الٰہی کو لشکر منصور گلزار کشمیر میں داخل ہوا اور شنبہ ۱۰ جمادی الثانی سنہ ۱۰۳۳ھ کو جشن جلوس کی سالانہ رسم ادا کیگئی کوہ ہنبر کے دامن میں شکار کا بندوبست کیا گیا اور ایک سو اکیاون پہاڑی مینڈھے شکار کئے گئے۔ چونکہ اس زمانہ میں پیر پنجال کا کوہستانی علاقہ برف سے ڈھکا رہتا ہے اس لئے گروہ پونچ کا راستہ اختیار کیا گیا۔ یہاں ایک عجیب قسم کا پھول نظر سے گذرا یہ پھول تین رنگ کا

تھا۔ خوشنمائی اور نظر فریبی میں یہ پھول بہترین تھا اس کا درخت شہتوت کے درخت کے اتنا تھا اور اس کے پتّے بید مشک کے پتوں سے مشابہ تھے۔ فرق صرف یہ تھا کہ بید مشک کے پتّے ذرا نوکیلے ہوتے ہیں۔ اس کوہستان میں نارنج بھی بکثرت پیدا ہوتے ہیں میر نصراللہ عرب اس سرزمین کے صوبہ دار کی زبانی معلوم ہوا کہ ایک درخت میں تقریباً ہزار نارنج پیدا ہوتے ہیں۔

جمعہ ۲۹ ماہ مذکور کو نور آباد میں جو دریائے بہت کے کنارے واقعہ ہے منزل ہوئی بھنبر سے لیکر کشمیر تک۔ پیر پنجال کی راہ کے مثل ہر ہر منزل پر آرامگاہیں بنی ہوئی ہیں۔ ان چند منازل سے لشکر شاہی برف باری کی وجہ سے مشکل سے گذر سکا راستہ میں ایک عجیب آبشار دیکھنے کا اتفاق ہوا فی الحقیقہ اس کو دیگر آبشاروں سے بہترین کہا جا سکتا ہے۔ اس کی بلندی پچاس گز ہے اور عرض چار گز۔ عالیجاہ نے یہاں قدرے آرام کیا اور حکم دیا کہ پتھر کی لوح پر عبور کی تاریخ کندہ کر کے نصب کر دی جائے تاکہ یادگار رہے

یکشنبہ ماہ اردی بہشت کو قصبۂ بارہ مولہ جو کشمیر کا ایک بڑا قصبہ ہے حضرتِ بادشاہ تشریف لائے شہر کے ہر طبقہ کے لوگ جوق درجوق استقبال کے لئے آئے اس منزل میں چمن اور سبزہ زار بکثرت ہیں بارہ مولہ سے عالیجاہ اور تمام امرا کشتی پر بیٹھکر شہر کیطرف روانہ ہوئے۔

روز شنبہ ۱۸ ماہ مذکور کو کشمیر کی عمارت میں نزولِ اجلال فرمایا باغ نور منزل میں کثرت سے پھول پھولے تھے لیکن چمیلی دماغ کو معطر

کر رہی تھی۔ شہر کے بیرونی باغات میں بھی کثرت سے پھول کھلے ہوئے تھے
کتب طبیہ خصوصاً ذخیرۂ خوارزم شاہی میں مسطور ہے کہ زعفران کے
کھانے سے انسان اس قدر ہنستا ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاتا ہے۔
لہذا عالیجاہ نے بطور تجربہ کے ایک ایسے قیدی کو جس کو قتل کا حکم ہونیوالا
تھا۔ پاؤ سیر زعفران کھلائی لیکن اس کی حالت میں کچھ تغیر نہوا۔

خورداد ماہ الٰہی کو اسد خاں بخشی دکن کی عرضی سے معلوم ہوا کہ
شاہجہاں دیولگام میں پہنچ گئے اور یاقوت حبشی نے عنبر کی فوج لیکر
برہان پور کا محاصرہ کر لیا ہے اور سربلند رائے غیرت اور حمیت
کے خیال سے قلعہ نشینی اختیار کر کے قلعہ کی حفاظت میں مصروف
ہے اور لشکر شاہجہاں لعل باغ میں فروکش ہوا۔ اور قلعہ پر چند حملے
بھی کیئے لیکن کوئی کامیاب حملہ نہوا۔

اسی اثنا میں عالیجاہ سخت علیل ہو گئے اور برہان پور سے کوچ
کر کے بالا گھاٹ تشریف لے گئے اور عنبر کے آدمی بھی قلعہ کا محاصرہ چھوڑ
کر عنبر کے پاس آ گئے۔

حضرت بادشاہ کو جب یہ خبر پہنچی تو سربلند رائے کو طرح طرح کی نوازشوں
سے سرافراز فرمایا اور پنجہزاری ذات اور سوار اور رام راج کے اُس
خطاب سے جس سے بڑا دکن میں کوئی خطاب نہ تھا۔ سرافراز فرمایا اسی
تاریخ کو عرب دست غیب جو ہوشنگ پسر دانیال اور عبدالرحیم خانخاناں
کو شاہزادہ پرویز کے پاس بلانے گیا تھا حاضر ہوا اور مذکورہ اشخاص
کو بلا کر لایا سب سے پہلے خان خاناں آکر ملے اور بہت کچھ عذر معذرت
کر کے اپنی خطاؤں کی معافی چاہی عالیجاہ نے بہت کچھ اطمینان دلا کر

خانخاناں کو معاف کر دیا۔ اس سے پہلے فدائی خان کو شاہزادہ پرویز کے پاس اس غرض سے بھیجا تھا کہ فدائی خاں کو بنگالہ بھیجدیں اور خانجہاں نے گجرات سے آکر شہزادے کی وکالت سے سرافرازی حاصل کی اسی اثنا میں فدائی خاں کی عرضی آئی کہ میں نے سارنگپور میں پہنچکر شاہزادے کی خدمت میں احکام پہنچا دئے ہیں شاہزادہ پرویز مہابت خاں کی جدائی اور خانجہاں کی ہمراہی سے راضی نہیں ہے ہر چند میں نے اُس کے متعلق اصرار کیا لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا چونکہ اُس لشکر میں میرا رہنا بے سود تھا اس لئے میں نے سارنگپور میں قیام کر کے تیز رو قاصدوں کو خانجہاں کے بلانے کے لئے بھیجا ہے کہ جہاں تک ہو سکے جلد آئے۔ یہ سنکر عالیجاہ نے پھر حکم صادر فرمایا کہ شاہزادہ پرویز کو لازم ہے کہ اس حکم سے سرتابی نکرے اور اگر مہابت خاں بنگالہ جانے کے لئے راضی نہو تو جلد از جلد درگاہ والا میں آجائے اور تم نیز دیگر امرا و برہانپور میں توقف کرو۔

کشمیر سے دارالسلطنت لاہور کو روانگی

۱۹ محرم ۱۰۳۵ھ میں کشمیر سے لاہور تشریف لائے اس سے پہلے مکرر خبریں آچکی تھیں کہ کوہِ پیر پنجال میں ایک جانور ہوتا ہے جو ہما کے نام سے مشہور ہے اور یہاں کے باشندوں کا بیان ہے کہ اس جانور کی خوراک ہڈی ہے اور ہمیشہ یہ فضا میں اُڑتا دکھائی دیتا ہے حضرت بادشاہ کو اس کے دیکھنے کا بہت شوق پیدا ہوا چنانچہ آپ نے حکم دیا کہ جو شخص اس کو بندوق سے مار لائیگا اس کو پانچ سو روپیہ انعام دیا جائیگا۔ اتفاق سے جمال خاں قراول نے مار کر بادشاہ کے

حضور میں پیش کی چونکہ زخم اس کے پیر میں لگا تھا لہٰذا زندہ دیکھنے میں آیا حکم ہوا کہ اس کا پوٹا دیکھا جائے تاکہ معلوم ہو کہ یہ کیا کھاتا ہے؟ جب اس کے پوٹے کو پھاڑا تو اس میں سے بہت سی ہڈیوں کی کرچیں نکلیں، جسامت میں یہ عقاب کے برابر تھا اور اس کے سر پر مرغ کا ایسا ایک کیس بھی تھا۔ فرق صرف اتنا تھا کہ مرغ کے کیس میں پر نہیں ہوتے اور اس کے کیس میں چمکدار سیاہ پر بھی تھے۔ تولنے سے معلوم ہوا کہ اس کا وزن چار سو پندرہ تولہ ہے۔

موکب شاہی شنبہ ۲۳ ماہ آذر کو لاہور میں داخل ہوا ایک لاکھ روپیہ خانخاناں کو انعام میں مرحمت فرمایا گیا۔

شیر زندہ | شاہزادہ داور بخش نے ایک زرد شیر پیش کیا جو بکری کیساتھ ایک کٹہرے میں بند تھا۔ شیر اور بکری سے بہت محبت ہو گئی تھی حکم ہوا کہ یہ بکری شیر سے علیٰحدہ کر دی جائے چنانچہ اس کے جدا ہوتے ہی شیر نے چیخنا شروع کر دیا اس کے بعد بادشاہ نے حکم دیا کہ دوسری بکری اس کے ساتھ بند کر دیں۔ چنانچہ اس نے پہلے تو اس کو سونگھا اس کے بعد اس کو مار ڈالا بعدہ وہی بکری پھر اس کے ساتھ بند کر دی گئی بند کرتے ہی اس نے اسے چاٹنا شروع کر دیا۔

اسی اثنا میں افضل خاں صوبۂ دکن کی دیوانی پر مقرر کیا گیا اور اس کو ہزار و پانصدی ذات اور پانصد سوار کا منصب عنایت ہوا اسی اثنا میں فدائی خاں کی عرضی آئی کہ خانجہاں گجرات سے آ کر شاہزادہ پرویز کی خدمت میں آ گیا ہے۔ بعدہ خانجہاں کی عرضی آئی کہ عبداللہ خاں خانجہاں کے لشکر سے نکل کر میرے پاس آیا ہے اور اپنی گذشتہ

خطاؤں کی معافی مانگتا ہے۔ عبداللہ خاں کا عذر قبول کیا گیا اسی تاریخ کو طہمورث شاہزادہ دانیال کا بڑا لڑکا شاہجہاں کی خدمت سے علیحدہ ہو کر حاضر ہوا اس سے قبل اس کا بھائی ہوشنگ حاضرِ خدمت ہو چکا تھا۔ عالیجاہ نے اپنی شہزادی بہار بانو بیگم کا عقد طہمورث اور ہوشمند بانو بیگم کا عقد سلطان خسروسے کر دیا

موکب مسعود کی کابل کو روانگی

۱۷ر اسفندار ماہ الٰہی مطابق ۸ر جمادی الثانی کو موکبِ اقبال سیر و شکار کے لئے کابل روانہ ہوا افتخار خاں پسر احمد بیگ خاں کابلی احداد کا سر کاٹ کر لایا عالیجاہ اس فتح سے بہت خوش ہوئے اور حکم دیا کہ وہ سر لاہور کے پھاٹک پر لٹکا دیا جائے

احدیوں کی جنگ | جب ظفر خاں کابل پہنچا تو اس کو معلوم ہوا کہ یلنگتوش اوزبک فتنہ پردازی میں مشغول ہے ظفر خاں نے دوسرے سرداروں کو لیکر اس پر حملہ کر دیا اسی اثنا میں احداد نامی ایک شخص نے یلنگتوش کے اشارے سے بغاوت شروع کر دی یلنگتوش نے اپنی اس جرات کی ظفر خاں سے معافی مانگی اس لئے ظفر خاں نے یلنگتوش کی طرف سے توجہ ہٹا کر احداد کا مقابلہ شروع کیا احداد کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو کوہ لواغز کی طرف بھاگ کھڑا ہوا اور فوراً ایک معمولی سا قلعہ تیار کر کے آمادہ کارزار ہو گیا۔ ظفر خاں نے اس قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور تقریباً دو ماہ تک قلعہ کا محاصرہ کئے رہا یہاں تک کہ ۱۷ر جمادی الاول کو یکدل ہو کر ایک سخت حملہ کیا اور قلعہ فتح کر لیا اور بندوق کا ایک غیبی نشانہ اُس پر پڑا اور وہ ہلاک ہو گیا۔ اور ظفر خاں نے اُس مفسد کا سر کاٹ کر سردار خاں کی معرفت دربارِ شاہی روانہ کر دیا اسی اثنا میں خبر آئی کہ رقیہ سلطان بیگم یعنی مرزا ہندال کی دختر اکبر آباد میں انتقال فرما گئیں۔

٢١ سنہ جلوس

شنبہ ٢٢ جمادی الثانی سنہ ١٠٣٥ھ کو جلوس کی سالانہ رسم ادا کی گئی اسی تاریخ کو آقا
محمد والی ایران کے ایلچی کو خلعت مع خنجر مرصع اور ٣٠ ہزار روپیہ نقد خرچ راہ
دیکر رخصت کیا اور ایک خط والی ایران کے خط کے جواب میں لکھکر روانہ کیا اور ایک مرصع
گرز جس میں تمام ہیرا جڑا ہوا تھا اور جس کی قیمت ایک لاکھ روپیہ تھی مع کمر مرصع اور
شمامۂ عنبر نفیس کے بطور تحفہ والی ایران کو روانہ فرمایا بحکم شاہی مہابت خاں نے
بنگال سے ہاتھی روانہ فرمائے اور بعد میں خود حاضر دربار ہوا اور یہ آصف خاں کی
تحریک سے بلایا گیا تھا آصف خاں کا منشا اس طلبی سے صرف یہ تھا کہ مہابت خاں
کسی طرح ذلیل ہو جائے لیکن وہ جب آیا تو چار پانچ ہزار راجپوتوں کو لیتا آیا اور
اپنے اہل و عیال کو بھی اس ارادے سے اپنے ساتھ لایا کہ اگر کوئی معاملہ
پیش آئیگا تو میں اپنی جان دیکر اپنے اہل و عیال کو بھی ختم کر دونگا تاکہ میری
بے عزتی نہ ہونے پائے جب اُس کے آنے کی خبر حضرتِ بادشاہ کو معلوم ہوئی
تو آپ نے سب سے پہلے حکم دیا کہ وہ جب تک سرکاری مطالبات کو دیوانِ اعلیٰ
کے پاس جاکر صاف نکر دے دربار میں باریاب نہو سکے اور جو ہاتھی کہ اس نے
اس عرصہ میں جمع کئے ہیں اُن کو حاضر خدمت کرے اور چونکہ اس نے خلاف
حکم شاہی اپنی لڑکی کا عقد خواجہ عمر نقشبندی کے لڑکے کے ساتھ کر دیا تھا
لہٰذا اس کے داماد کو دست بستہ سر برہنہ قید میں ڈال دیا گیا اس موکب منصور
دریائے بہت کے کنارے فروکش تھا آصف خاں مع دیگر امرا اور اہل و عیال
کے دریا کے پار اُتر گیا اور عالیجاہ تنہا رہ گئے مہابت خان نے خیال کیا کہ یہ
موقع اچھا ہے عالیجاہ تنہا ہیں مجھے اسوقت کوئی نہ روکیگا میں اسوقت

بادشاہ سے ملوں شاہی امراء کو اس کا خیال نہ تھا وہ سب دریا سے عبور کر کے
عیش پرستی میں مشغول ہو گئے چنانچہ ایک جماعت پل کے پاس چھوڑ کر یہ روانہ
ہوا اور اُس جماعت کو حکم دیا کہ اگر امراء اس پل سے گذرنے کا قصد کریں تو اس
پل میں آگ لگا دینا اور مقابلہ کے لئے تیار ہو جانا یہ کہکر خود بارگاہِ شاہی
آگیا اسوقت حضرتِ بادشاہ غسلخانہ میں آرام فرما تھے کہ شور و شغب سے
بیدار ہو گئے اتنے میں یہ غسل خانہ کا دروازہ توڑ کر اندر گھس گیا اور پہنچتے
ہی آداب شاہی بجالایا - اور عرض کرنے لگا کہ مجکو یقین تھا کہ میں آصفخاں
کی دشمنی کی وجہ سے حضور تک نہ پہنچ سکوں گا اور ذلت بھی اُٹھاوں گا لہٰذا
مجبوراً میں نے یہ جرأت کی ہے اب حضور جو چاہیں مجھکو سزا دیں اتنے میں
اس کے ساتھی راجپوتوں نے خیمۂ شاہی گھیر لیا اسوقت عالیجاہ کی خدمت
میں چند مخصوص خدمتگاروں کے علاوہ اور کوئی نہ تھا چونکہ اُس نے اپنے
اس بیباکانہ اقدام سے مزاجِ شاہی برہم کر دیا عالیجاہ نے دو مرتبہ تلوار کے
قبضہ پر ہاتھ ڈالا تاکہ اس کا خاتمہ کر دیں لیکن ہر مرتبہ منصور بخشی نے کہا
کہ جہاں پناہ یہ حوصلہ افزائی کا وقت ہے اس کی اس جرأت کے انتقام
کو منتقمِ حقیقی کے سپرد فرمائیں اس لئے حضرتِ بادشاہ نے ہر بار ضبط فرمایا
اور اسوقت اس نے عرض کی کہ جہاں پناہ گھوڑا حاضر ہے سوار ہو کر
شکار کے لئے تشریف لے چلیں اعلیٰ حضرت گھوڑے پر سوار ہوئے اور جب
کچھ دور چلے تو اس نے پھر کہا کہ جہاں پناہ چونکہ اسوقت شور و ازدحام زیادہ ہے
لہٰذا ہاتھی پر سوار ہو جائیں عالیجاہ اسی ہاتھی پر سوار ہو گئے اور اس نے دو تین
راجپوت ہاتھی پر بٹھا دئے اسی اثنا میں مقرب خاں بھی پہنچ گیا اور ہودج
میں عالیجاہ کے قریب جا کے بیٹھا ہی تھا کہ ایک تیر اس کی پیشانی پر آلگا اور

بہت خون نکلا اور ایک خاص خدمتگار جو شراب کا پیالہ ہاتھ میں لئے تھا ہاتھی پر
پہنچ گیا ہرچند راجپوتوں نے اُس کو چڑھنے سے روکا لیکن یہ پہنچ ہی گیا جب تحقیقات
کہ عالیجاہ سیر و شکار کے ارادے سے تشریف لیجانے لئے جا رہے تھے نور جہاں بیگم بھی
اپنے بھائی آصف خاں کے یہاں آگئی تھیں اور اُنھوں نے اپنے خاص مشیروں
کو بلا کر بہت ڈانٹا اور کہا کہ یہ جو کچھ بدسلوکی بادشاہ کیساتھ ہوئی تمھاری وجہ سے
ہوئی لہٰذا اب اس کا کوئی تدارک کرنا چاہئیے ان لوگوں نے طے کیا کہ ہم
صبح حملہ کر دیں گے اور اس ناحق شناس کو سزا دیں گے۔ عالیجاہ کو جب یہ خبر پہنچی
تو آپ نے حکم دیا کہ ہرگز ایسا نہ کیا جائے اس کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا لیکن آصفخاں اس
حکم کو مہابت خاں کی چالاکی سمجھا اور صبح ہوتے ہی حملہ کر دیا لیکن چونکہ پل جلا دیا
گیا تھا اس لئے دریا سے عبور نہ کر سکا دوسرے دن پھر مشورہ کیا گیا آخرکار دریا میں
ایک مقام کو پایاب خیال کر کے گھوڑے ڈال دئے گئے لیکن وہ مقام اچھا نہ تھا
اسلئے فوج منتشر ہوگئی آصفخاں، ارادت خاں اور ابوالحسن غنیم کی فوج کے بڑے
حصے کے مقابل جا پہنچے اس حصۂ فوج میں ہاتھی بہت تھے فدائی خاں (اپنی) فوج غنیم
کی فوج کے ہمراہ لیکر دوسرے حصہ کے سامنے جا پہنچا ابوطالب آصفخاں، شیر
خواجہ، اللہ یار اور بہت سے لوگوں نے فدائی خاں کے بعد عبور کیا۔ کچھ لوگ دریا پار
ہوگئے اور کچھ ابھی راستہ طے ہی کر رہے تھے کہ مہابت خاں نے ہاتھیوں کی فوج کو
آگے بڑھانے کا حکم دیا اور ابھی آصف خاں وغیرہ دریا ہی میں تھے کہ ہراول کا
دستہ پسپا ہو گیا راقم اقبالنامہ اور خواجہ ابوالحسن اسوقت علیحدہ رہکر نیرنگی
قدرت کا تماشا دیکھ رہے تھے ہر شخص اسی فکر میں تھا کہ کسی طرح دریا عبور
کرے کہ اتنے میں نورجہاں بیگم کا خواجہ سرا ہم لوگوں کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ یہ
غفلت کا وقت نہیں ہے بلکہ کوشش کرو ممکن ہے کہ تمھارے پہنچتے ہی دشمن

کو شکست ہو جائے یہ حکم پاتے ہی راقم اقبالنامہ اور ابو الحسن نے دریا میں گھوڑے ڈالدیئے اور جنگ شروع ہو گئی اور راجپوت اس طرف کے لوگوں کو قتل کر ڈالتے تھے۔ نور جہاں بیگم کی عماری میں شہریار کی دختر نیک اختر بھی تھیں کہ اتنے میں ایک تیر ان کے بازو پر آکر لگا اور ان کا تمام بدن خوں سے رنگین ہو گیا۔ بہت سے خواجہ سرا جو ہاتھی پر سوار تھے قتل ہو گئے اور دو زخم بیگم کے ہاتھی کی سونڈ پر لگے ہاتھی نے رُخ پھیر لیا جس سے کئی برچھے اسکی پشت پر لگے اور وہ بھاگ کھڑا ہوا اور دریا عبور کر کے کنارے پہنچ گیا اسوقت خواجہ ابو الحسن اور راقم اقبالنامہ بھی ہمراہ تھا ابو الحسن تو مزاج پرسی کے لیۓ بیگم کی خدمت میں چلا گیا اور راقم اقبالنامہ مع ۳۰ سوار دل کے کھڑا رہا اتنے میں آصفخاں آگیا اور اپنی شکست کا شکوہ کرنے لگا اور فوراً ہی کسی طرف چلا گیا راقم اقبالنامہ نے اس کا بہت سراغ لگایا لیکن پتہ نہ چلا ابو الحسن جب نے بیگم کی مزاج پرسی کیلیئے دریا میں گھوڑا ڈالدیا تھا اور گھوڑے کی پیٹھ سے جدا ہو کر غوطے کھانے لگا تھا خدا کی قدرت سے گھوڑے کی زین اسکے ہاتھ میں آگئی جسے اس نے مضبوط پکڑ لیا اتنے میں ایک کشمیری ملاح نے اسے دیکھا اور دریا سے نکال لیا۔ فدائی خاں نے مع چند دوسرے سپاہیوں کے کسی نہ کسی طرح دریا عبور کر کے اپنے کو اُس مقام تک پہنچا دیا جہاں عالیجاہ کا خیمہ نصب تھا اور اس خیمہ کے اندر اور باہر راجپوتوں کا پہرہ تھا اس نے تیر مارنا شروع کردئے یہاں تک کہ اُس کے تیر حضور والا تک پہنچنے لگے۔ اور مخلص خاں تیروں کو روکنے لگا لیکن راجپوتوں نے سخت حملہ کر دیا اور اس کے کئی ہمراہی شہید ہو گئے اس لئے مجبوراً اس نے گھوڑے کی باگ پھیری اور ہندوستان کی طرف آگیا۔ آصف خاں جو وراصل فساد کا سبب تھا اپنے اہل و عیال کے ساتھ قلعہ اٹک کی جانب روانہ ہوا۔ ارادت خان نے ہر چند کہا لیکن اس نے ایک نہ سنی

اور قلعۂ اٹک میں جاکر قلعہ گزین ہو گیا اور ارادت خاں مجبوراً واپس آیا اس کے بعد ارادت خاں و معتمد خاں دونوں ملکر مہابت خاں کے پاس گئے اس نے بہت سخت گفتگو کی اور ان لوگوں کو مجبوراً واپس ہونا پڑا۔ اسی اثنا میں خواجہ نامی نذر محمد خاں والی بلخ کا ایلچی آیا اور آداب بجالانے کے بعد نذر محمد خاں کا خط بادشاہ کے حضور میں پیش کیا اور اس کے بعد اپنے تحائف پیش کئے نیز نذر محمد خاں کی سوغات یعنی گھوڑے وغیرہ بھی پیش کئے جن کی قیمت تقریباً پچاس ہزار روپے تھی اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آصف خاں قلعۂ اٹک میں جا گزین ہو گیا تھا اور اس کے ہمراہ ڈھائی سو آدمی اور بھی تھے۔ مہابت خاں نے کچھ آدمی اس کو گرفتار کرنے کیلئے بھیجدئے چنانچہ جب موکب شاہی نے دریائے اٹک سے عبور کیا تو مہابت خاں نے قلعہ اٹک فتح کر کے اپنے سپاہیوں کی نگرانی میں دیدیا۔ اور اسی روز عبدالخالق خواجہ شمس الدین محمد خوانی کا بھتیجا جو آصف خاں کے مقربین میں سے تھا قتل کر دیا گیا نیز ملا محمد تھتھی بھی قتل کر دیا گیا اگرچہ اس کو اس جنگ سے کوئی تعلق نہ تھا اور اس کے فضائل بھی بیان کئے گئے۔ لیکن چونکہ وہ آصف خاں کا خاص مصاحب تھا اس لئے قتل کر دیا گیا جب حضرت بادشاہ نے جلال آباد میں نزول اجلال فرمایا تو درۂ سور کے کفار حاضر خدمت ہوئے۔

کفار مذکورہ کے عقائد | انکا آئین مذہب کفار تبت سے ملتا جلتا ہے چاندی یا پتھر کا بت آدمی کی صورت کا بنا کر اس کی پرستش کرتے ہیں۔ اور ایک سے زیادہ شادی نہیں کرتے اور ان کے مذہب میں سور، مچھلی، اور چڑیوں کے علاوہ تمام جانور حلال ہیں اور یہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ ہماری قوم کے جس آدمی نے مچھلی کھائی وہ اندھا ہو گیا اور گوشت کی یخنی نکال کر پیتے ہیں۔ اور بڑے جانور دل مثلاً گائے بھینس وغیرہ کی گردن مار کر کھاتے ہیں اور بکری وغیرہ کو ذبح کر کے

کھاتے ہیں سرخ لباس انکو بہت پسند ہے جنازے کو باقاعدہ لباس پہنا کر آراستہ کرتے ہیں اور اس کے ساتھ شراب کا سامان بھی دفن کرتے ہیں اور انکے یہاں قسم کھانے کا یہ طریقہ ہے کہ ایک ہرن کا کالا لیکر آگ میں رکھ دیتے ہیں اور پھر آگ سے نکالکر زیتوں کے درخت میں لٹکا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم میں سے جو شخص جھوٹی قسم کھائیگا وہ یقیناً کسی بلا میں مبتلا ہوگا ایک عجیب رسم ان کے یہاں کی یہ بھی ہے کہ باپ اگر چاہے تو اپنے لڑکے کی رضامندی سے اپنی بہو کے ساتھ بدفعلی کر سکتا ہے۔

یکشنبہ ۱۲ ماہ شعبان کو موکب شاہی کابل میں داخل ہوا اور اسی روز عالیجاہ ہاتھی پر بیٹھ کر زر و جواہر نثار کرتے ہوئے باغ شہر آرا میں داخل ہوئے۔ جمعہ کے روز بابر اور مرزا ہندال اور اپنے چچا کے مزاروں پر تشریف لیگئے۔

مہابت خاں کی سزا دریائے بہت کے کنارے مہابت خان نے جو گستاخیاں کیں تھیں ان کا ذکر کیا جا چکا ہے راجپوت اپنے اقتدار کی وجہ سے بہت خودسر ہو چکے تھے اور انھوں نے بہت ظلم اٹھا رکھا تھا یہاں تک کہ ایک روز چند راجپوت ان شکارگاہوں میں جو کابل کے اطراف میں واقع تھیں اپنے گھوڑے چرا رہے تھے محافظ چراگاہ نے بہت روکا یہ نہ مانے اور اس محافظ کو قتل کر دیا اس محافظ کے اعزا نے دربار شاہی میں استغاثہ دائر کیا حکم ہوا کہ اگر تم اسکو پہچانتے ہو تو حاضر کرو تا کہ اس کا فیصلہ کیا جائے احدی اس حکم سے مطمئن نہیں ہوئے اور دربار سے واپس ہو کر سب نے جنگ کی ٹھان لی چنانچہ دوسرے روز سخت جنگ ہوئی چونکہ یہ لوگ تیر اندازی میں بہت ماہر تھے۔ اس لئے تقریباً چھ سات سو راجپوت قتل کر دئے گئے مہابت خاں یہ خبر سنتے ہی اپنے سپاہیوں کی کمک کے لئے آیا راستہ میں دوسرا معاملہ دیکھا تو اپنے قتل کے ڈر سے لوٹ گیا اور بادشاہ کے حضور میں فریادی آیا لہذا اس کی مدد کیلئے بادشاہ نے چند امیروں کو متعین کیا تا کہ وہ اس فتنہ کو روکیں دوسرے روز

مہابت خاں نے عرض کی کہ جنگ وفساد کا باعث خواجہ قاسم برادر خواجہ ابوالحسن اور بدیع الزماں ہیں مذکورہ اشخاص کو بادشاہ نے بلاکر تفتیش کی یہ لوگ اطمینان بخش جواب نہ دے سکے بادشاہ نے مصلحتاً ان لوگوں کو مہابت خاں کے حوالہ کر دیا اُس نے انکی بہت بے عزتی کی اور قید کر دیا ۳۱ ماہ اردی بہشت کو عنبر نے اسی سال کی عمر میں انتقال کیا یہ شخص فنونِ سپہ گری اور رہزنی میں اچھی مہارت رکھتا تھا۔

شکار | چونکہ اعلیٰ حضرت کو شکار کا بہت شوق تھا اس لئے ہر شخص شکار کا سازوسامان پیش کر کے تقرب حاصل کرنے کی کوشش کرتا تھا اللہ وردیخان نے ایک بڑی قنات پیش کی جسکی قیمت ۲۴ ہزار روپے تھی جسکا پھیلاؤ ڈھائی کوس کا تھا اور ۳ سو فراش ڈھائی گھنٹہ میں اُسے تانتے تھے اور ۸۰ اونٹوں پر لد کر سفر میں جاتی تھی حکم ہوا کہ موضع ارغنہ ہی میں لیجا کر اسے تانیں ۱۶ تاریخ کو عالیجاہ مع بیگمات کے یہاں شکار کی غرض سے تشریف لائے شاہ اسمٰعیل ہزارہ جوہیاں کے ایک مشہور بزرگ تھے مع اپنے مریدین اور معتقدین کے اس قریہ میں تشریف لائے ہوئے تھے عالیجاہ نورجہاں کو ساتھ لے کر بزرگ موصوف سے ملنے کیلئے تشریف لیگئے اس شکار میں تقریباً چار سو جانور شکار ہوئے اسی اثنا میں خبر آئی کہ شاہجہاں نظام الملک کے حدود سے نکل کر مالوہ ہوتے ہوئے اجمیر تشریف لے گئے اور وہاں سے جسلمیر کے راستہ سے ٹھٹھ چلے گئے۔

رایات عالیات کی کابل سے ہندوستان کو روانگی

دوشنبہ ماہِ یور سنہ الٰہی کو موکب شاہی نے کابل سے ہندوستان کا رخ کیا اور اسی روز خبر آئی کہ شاہزادہ پرویز کو درد قولنج اٹھا تھا معقول علاج

کے بعد قدرے آرام ہوا اسی اثنا میں خانجہاں کی عرضی آئی کہ شہزادہ کی بیہوشی میں پھر اضافہ ہو گیا ہے اطباء نے مرگی کا مرض تجویز کیا اور سر کو داغنے کی رائے ظاہر کی اسی اثنا میں شہزادہ دارا شکوہ اور اورنگ زیب حاضر خدمت ہوئے ہاتھیوں کے علاوہ تقریباً تین لاکھ روپیہ بطور نذرانہ پیش کیا آگرہ کے لوگوں کی عرضیوں سے معلوم ہوا کہ وہاں پہلے جس عورت کے تین لڑکے ہوئے تھے اس مرتبہ بھی تین لڑکے ہوئے اسی اثنا میں فاضل خاں کی عرضی سے معلوم ہوا کہ بالیستغر پسر شہزادہ دانیال شاہجہاں کے پاس سے علیحدہ ہو کر گج سنگھ سے ملے اور وہاں سے شاہزادہ پرویز کی خدمت میں جانے والے ہیں۔

مہابت خاں کی شکست | عالیجاہ نے مصلحتاً مہابت خاں کی اس قدر دلجوئی فرمائی تھی کہ وہ سب باتیں بھول گیا تھا اور وہ باتیں جو نور جہاں بیگم خلوت میں حضرتِ بادشاہ سے کہتی تھی عالیجاہ وہ بھی اس سے کہہ دیتے تھے اس لئے مہابت خاں کو یقین ہو گیا تھا کہ عالیجاہ کا دل میری طرف سے بالکل صاف ہے اور یہ بیباکانہ طور پر دربار میں آتا جاتا تھا ایک روز عالیجاہ نے حکم دیا کہ ہم بدولت محلہ سواراں کے ملاحظہ کے لئے جانا چاہتے ہیں لہٰذا تمام فوج مسلح ہو کر راہ میں دورویہ صف آرائی کرے بعدہ عالیجاہ نے ملبند خاں خواص کو حکم دیا کہ وہ اس بد عاقبت کے پاس جا کر کہے کہ وہ آج صبح کے وقت عالیجاہ سے ملاقات کے لئے نہ آئے کیونکہ نور جہاں بیگم آج اپنے کسی خاص آدمی کو عالیجاہ کی خدمت میں پیش کریں گی۔ ملبند خان کے جانے کے بعد خواجہ ابوالحسن کو بھیجا کہ وہ جا کر اس کو یہاں بھیجدے۔ غرضکہ خواجہ نے جا کر اسکو بھیجدیا چونکہ اس کے مزاج میں وہم زیادہ تھا اس لئے اس طلبی سے اسکو کچھ وہم ہوا اور بھاگ کھڑا ہوا بعدہ عالیجاہ نے افضل خاں کو اسکے پاس

بھیجا اور حسب ذیل احکام بھی بھیجے۔
عا چونکہ شاہجہاں ٹھٹھ کی طرف گئے ہیں لہٰذا اس کے تعاقب میں جائے اور اس مہم کو سر کرے۔ عا آصف اور اس کے لڑکے ابوطالب کو خدمت والا میں روانہ کر دے عا ہوشنگ اور طہمورث کو بھیجدے اگر ان احکام کی تعمیل نکرے گا تو ایک فوج اسکی سرکوبی کے لئے متعین کی جائے گی۔
اس نے سلطان دانیال کے دونوں لڑکوں کو بھیجدیا اور یہ عرضی بھیجی کہ میں بھی آصفخاں کو اس خیال سے نہیں بھیجتا ہوں ایسا نہ ہو کہ کوئی اور واقعہ پیش آجائے چونکہ فی الحال میں ٹھٹھ جا رہا ہوں اور جب لاہور سے آگے بڑھ ہوں گا تو آصف خاں کو خدمت میں بھیجدوں گا۔ عالیجاہ اس کے اس جواب سے بہت ناراض ہوئے۔ افضل خاں نے مہابت خاں کو جا کر سمجھایا کہ آصف خاں کے بھیجنے میں توقف مناسب نہیں ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی عتاب نازل ہو لہٰذا اس نے پہلے تو آصف خاں سے معافی مانگی اور بعد اس کے اس کو دربار شاہی میں روانہ کر دیا اور اس کے لڑکے ابوطالب کو روک لیا اور ٹھٹھ کی طرف روانہ ہو گیا۔ چند روز کے بعد ابوطالب بدیع الزماں اور خواجہ قاسم کو بھی رہا کر دیا۔
۷ر آبان سنہ ۲۱ الٰہی کو موکب شاہی لاہور آیا اور اسی روز آصفخاں صوبۂ پنجاب کا گورنر مقرر ہوا اور دیوان کا عہدہ خواجہ ابوالحسن کو عنایت ہوا افضل خاں میر جملہ کو خانسامانی کا عہدہ عطا ہوا اسی اثنا میں معلوم ہوا کہ مہابت خاں ٹھٹھ کی راہ چھوڑ کر ہندوستان کی طرف جا رہا ہے اور ۲۲ لاکھ روپیہ بنگال سے اس کے واسطے آ رہا ہے اور دہلی تک پہونچ چکا ہے لہٰذا امیر لئے سکھ دین وصفدر خاں و سپہدار خاں دغلی قلی درمن و نور الدین قلی

---
۵ ... کا ...

ہزار معمولی سپاہیوں کے ہمراہ متعین ہوئے کہ بہت جلد جاکر رقم مذکور پر قبضہ
کریں وہ لوگ عین وقت پر پہونچ گئے اور شاہ آباد میں جاکر ان لوگوں کو گھیر لیا
وہ لوگ رقم مذکور لئے ہوئے ایک سرا میں گھس گئے اور جنگ کرنے لگے
اور سرا میں آگ بھی لگادی اور مال پر قبضہ کر لیا۔

شاہزادہ پرویز کی وفات | اسی اثنا میں خبر آئی کہ ۶ صفر ۱۰۳۵ھ کو شاہزادہ پرویز
نے انتقال فرمایا۔ شاہزادہ پرویز نے ۳۸ سال کی عمر میں انتقال کیا چونکہ مہابت خاں
اب بالکل فتنہ پردازی پر آمادہ تھا اس لئے خانخاناں کو جاگیریں اور بیش بہا انعامات
سے سرفراز فرماکر مہابت خاں کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا۔ اور میرزا رستم صفوی
کو صوبہ بہار اور پٹنہ کا گورنر مقرر کیا گیا، عنبر کی وفات کے بعد یاقوت حبشی دکن کا
سپہ سالار بنا دیا گیا تھا اس نے سربلند رائے کو لکھا کہ میں سلطنتِ جہانگیری
کا خیر خواہ ہوں اور آپ سے ملاقات کی غرض سے آرہا ہوں خانجہان کو جب یہ خبر
معلوم ہوئی تو اس نے یاقوت خاں کو بہت کچھ تسلی اور تشفی دی اور سربلند رائے کو
لکھ بھیجا کہ اس کی خاطر و مدارات میں کوتاہی نہ کیجائے اور اسے بہت جلد برہانپور
کی طرف روانہ کر دیا جائے۔

شاہجہاں | پہلے لکھا جاچکا ہے کہ شاہجہاں مختصر سی فوج لے کر ٹھٹھہ کی طرف
روانہ ہوگئے تھے اور یہ ارادہ کیا تھا کہ شاہِ عباس کو خط لکھکر اس باہمی نزاع کے
دور کرنے کی کوشش کریں لیکن جب شاہزادہ عالم ٹھٹھہ کے قریب پہنچے تو شریف الملک
نے تین چار ہزار سوار اور دس ہزار پیادوں کے ہمراہ شاہزادے کی فوج کو روکا
لیکن چونکہ اس طرف بھی کافی فوج تھی اس لئے وہ مقابلہ نہ کرسکا اور بھاگ کر
قلعہ میں پناہ گزین ہوگیا۔ شاہزادے نے اپنی فوج کو روکا کہ وہ قلعہ پر حملہ
کرکے اپنی جان نہ دیں۔ لیکن باوجود اس حکم کے اس طرف کی جمعی فوج نے

شہر کا محاصرہ کر لیا اور کچھ روز کے بعد قلعہ پر حملہ کر دیا۔

چونکہ عالیجاہ کی طبیعت اسوقت کچھ ناساز تھی اس لئے آپ نے ٹھٹھہ کی تسخیر کا ارادہ فسخ کر دیا نیز سفر عراق بھی ملتوی ہو گیا اور عالیجاہ پالکی پر سوار ہو کر گجرات کے راستہ سے دکن کی طرف روانہ ہوئے اسی اثنا میں شاہزادہ پرویز کے انتقال کی خبر آئی اور عالیجاہ شاہزادۂ مذکور کی تعزیت کے لئے تشریف لیگئے جس راستہ سے عالیجاہ دکن تشریف لے گئے یہ وہ راستہ ہے جس سے سلطان محمود غزنوی نے آکر سومنات کا مندر فتح کیا تھا اور شاہجہاں گجرات آ گئے اور مقامِ ناسک وترنبک میں قیام کیا۔ اسی روز آصفخاں کو ہفت ہزاری ذات کا منصب عنایت ہوا کارکنانِ دکن کی عرضیوں سے معلوم ہوا کہ نظام الملک نے کوتاہ اندیشی کی بنا پر عنبر اور دوسرے نئے ملازمین کو شاہی قلمرو میں بھیجکر ایک شور مچا دیا ہے۔ چنانچہ خانجہاں نے ایک لشکر اس فتنہ کے فرو کرنے کے لئے روانہ کیا اور لشکر خاں کو برہان پور کی حفاظت کے لئے متعین کر کے خود بالاگھاٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔

محمد مومن کا قتل | یہ سادات تھا اور نقیب خاں سے خاص قرابت رکھتا تھا جب یہ عراق سے آیا تو اکبر نے سادات خاں کی لڑکی سے اس کا عقد کر دیا جس زمانہ میں کہ شاہجہاں ممالکِ شرقیہ میں تھے تو یہ بھی انھیں اطراف میں تھا اس جنگ کے سلسلہ میں وہ اُن سے مل گیا۔ سادات خاں جو شاہزادہ پرویز کے لشکر میں تھا برابر اسے خط لکھتا رہا کہ یہاں چلے آؤ چنانچہ مجبور اً یہ چلا گیا اس خطا میں عالیجاہ نے اسے ہاتھی کے پیر میں بندھوا کر مروا ڈالا اس وقت نظام الملک قلعہ دولت آباد میں تھا اور حمید خاں نامی غلام حبشی کو اپنے ملک کا انتظام سپرد کر کے اس کو منتظم کار بنا چکا تھا۔ جب خانجہاں کی آمد کی خبر اُس کو

معلوم ہوئی تو یہ تین لاکھ اشرفی لیکر اس کے پاس گیا اور اس کو سبز باغ دکھاکر اس رقم کے بدلے ملک بالاگھاٹ سے لیکر احمد نگر تک جو شاہی قلمرو میں شامل تھا نظام الملک کے مقبوضات میں داخل کرالیا اور اسی طرح ایک رقعہ سپہدار خاں قلعہ دار احمد نگر کے نام بھیجدیا لیکن اُس نے جواب دیا کہ تم لوگ قبضہ کریو مگر میں قلعہ اسوقت تک نہ چھوڑوں گا جب تک کہ شاہی حکم نہ مل جائے۔

حمید خاں کی بیوی | حمید خاں کی بیوی بہت بدکار تھی پہلے یہ نظام الملک کے محل میں داخل ہوئی اور وہاں جاتے ہی مے نوشی کا چرچا پھیلا دیا نظام الملک بالکل اس کے قبضہ میں تھا۔ چنانچہ جب عادل خاں نے نظام الملک کے حدود پر حملہ کیا تو اس نے فوج کی سرداری کا کل کام اپنے ذمہ لے لیا اور عادل خاں کی فوج کو شکست دے کر اور کثیر تعداد میں ہاتھی گرفتار کر کے صحیح سلامت واپس آگئی

خانخاناں کا انتقال | اسی اثنا میں خانخاناں نے ۷۲ سال کی عمر میں انتقال کیا خانخاناں نے اپنی زندگی میں تین نمایاں کام کیئے ۱۔ فتح گجرات۔ ۲۔ فتح سہیل اس جنگ میں سہیل کے پاس ستر ہزار ہاتھی تھے لیکن خانخاناں نے ۲۰ ہزار کی فوج سے اس کو شکست دی ۳۔ فتح ٹھٹھہ اور سندھ خانخاناں عربی، ترکی، فارسی، ہندی، زبانوں میں کافی ماہر تھا شعر و سخن سے بھی دلچسپی رکھتا تھا۔ اکبر کے حکم سے اس نے واقعاتِ بابری کا فارسی زبان میں ترجمہ بھی کیا ہے۔

مہابت خاں | کچھ روز تک یہ زمانے کی خاک چھانتا رہا بعد اس کے عالیجاہ کی خدمت میں عرضیاں بھیجیں عالیجاہ نے اس کی خطائیں معاف کر دیں جب یہ دربار میں حاضر ہوا تو اس کی بہت خاطر و مدارات کی گئی۔

جلوس سنہ ۲۲

شب یکشنبہ ۳۰ رجب ۱۰۳۶ھ کو جلوسِ شاہی کی سالانہ رسم ادا کی گئی

اور دریائے چناب کے کنارے جشن منایا گیا جشن کے اختتام کے بعد عالیجاہ کشمیر تشریف لائے انھیں ایام میں فدائی خاں صوبۂ بنگالہ کا گورنر مقرر ہوا اور عالیجاہ نے اس سے یہ طے کر لیا کہ دس لاکھ روپیہ سالانہ خزانۂ عامرہ میں داخل کرے اور ابو سعید نبیرۂ اعتماد الدولہ نے ٹھٹھ کی حکومت سے سرافرازی حاصل کی اسی اثنا میں عالیجاہ کی طبیعت کچھ ناساز ہو گئی اسی زمانہ میں سلطان شہریار بھی بیمار ہو گئے انکو داء الثعلب تھا ہر چند اطبا نے علاج و معالجہ کیا لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا۔

کشمیر سے لاہور کو واپسی اور راستہ میں انتقال

غرضکہ جاڑوں کے زمانہ میں لاہور تشریف لائے اور بیرم کلہ (مقام) میں قیام فرمایا یہاں شکار کی دلچسپی میں مصروف رہے یہاں ایک پہاڑ ہے اور پہاڑ کے نیچے بہت سی کمین گاہیں ہیں جنمیں بیٹھ کر بندوق کا نشانہ لگایا جاتا تھا بیرم کلہ سے ٹھٹھ ہوتے ہوئے راجور تشریف لائے

وفات ۲۸ صفر ۱۰۳۷ھ مطابق ۱۵ ماہ آبان ۲۲ سنہ جلوس کو انتقال فرمایا جہانگیر کی وفات سے اسکے قلمرو میں ایک قیامت برپا ہو گئی اسوقت آصفخاں نے اعظم خاں سے ملکر داور بخش ولد خسرو کو تخت پر بٹھا دیا نورجہاں بیگم نے ہر چند آصفخاں کو بلایا لیکن اس نے ایک نہ سنی جنازہ لاہور روانہ کر دیا گیا اور لاہور کے اس باغ میں جو نورجہاں بیگم کا تعمیر کردہ تھا دفن کر دیا گیا چونکہ امرا سمجھ چکے تھے کہ داور بخش کو تخت پر بٹھانے سے آصفخاں کا مقصد یہ ہے کہ شاہجہاں تخت نشین ہو اس لئے یہ سب آصفخاں کے موافق تھے نورجہاں کا یہ خیال تھا کہ شہریار تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہو ادھر شہریار نے جہانگیر کے مرنے کی خبر سنکر بیوی کے بہکانے سے خزانے پر قبضہ کر کے فوج جمع کرنا شروع کر دی اور ایک ہفتہ کے اندر ستر لاکھ روپیہ اسی مقصد کے حصول کیلئے صرف کر دیا اور بایسنغر پسر شہزادہ دانیال کو لاہور میں بنا جانشین کر کے

آصفخاں سے مقابلہ کیلئے آمادہ ہوگیا اور پہلے ہی حملہ میں شہریار کی فوج منتشر ہوگئی شہریار مجبوراً بقیہ جماعت کیساتھ واپس آیا اور لاہور کے قریب ایک جگہ قیام کیا اور وہاں سے آکر قلعہ میں پناہ گزیں ہوگیا دوسرے روز قلعہ کا محاصرہ کرلیا گیا اور قلعہ فتح کرنے کے بعد اسے قید کرلیا۔

شاہجہاں کی واپسی | جہانگیر کا انتقال ہوتے ہی بنارسی شاہجہاں کو خبر کرنے روانہ ہوگیا تھا اسوقت شاہجہانی لشکر حدود نظام الملک میں جنیر کے قریب فروکش تھا مہابت خاں نے شاہجہاں کو اطلاع دی شاہجہاں محل سے باہر آئے اور یہ واقعہ سنکر بہت غمگین ہوئے پنجشنبہ ۲۳ ربیع الاول ۱۰۳۷ھ کو شاہجہاں کا لشکر لاہور آیا اور راستہ میں ایک خط آصفخاں کے نام لکھ بھیجا کہ ہم لاہور آرہے ہیں تم مطمئن رہو نیز ایک فرمان خانجہاں حاکم دکن کو روانہ کیا تاکہ اسکا خیال بھی معلوم ہوجائے اس نے نظام الملک سے معاہدہ کرکے بالاگھاٹ کی کل جاگیر نظام الملک کو دیکر چاندو آگیا اور جان نثار خاں قاصد شاہجہانی کو ناکام واپس کردیا۔ غرضکہ خانجہاں اپنے لڑکوں کو سکندر خاں وغیرہ کی نگرانی میں چھوڑکر خود کچھ آدمیوں کو ساتھ لیکر مالوہ آیا اور یہاں آکر قبضہ کرلیا جبوقت کہ شاہی لشکر حدود گجرات طے کررہا تھا تو ناہر خاں کی عرضی آئی جس سے معلوم ہوا کہ سیفخاں حاکم احمد آباد سلطنت کا بدخواہ ہے لہذا اعلیٰ حضرت نے شیر خاں کو گجرات کا حاکم مقرر کیا اور حکم دیا کہ وہ احمد آباد پر قبضہ کرے اور سیفخاں کو نظر بند کرکے بارگاہ شاہی بھیجدے چونکہ سیفخاں کی بیوی ممتاز بیگم کی حقیقی بہن تھی اس لئے اعلیٰ حضرت نے فوراً خدمت پرست خاں کو روانہ کیا کہ وہ سیفخاں کو جاکر بچائے الغرض شاہجہاں کے لشکر نے دریائے نربدا سے عبور کیا۔

۲۲ جمادی الاول ۱۰۳۷ھ کو لاہور میں شاہجہاں کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور ۱۷ جمادی الاول شاہجہاں اجمیر گئے اور ۲۰ جمادی الاول کو اکبر آباد کے نور باغ میں قیام کیا اور صبح کو ۱۲ بجے ... داخل قلعہ ہوئے اور یہاں تاجپوشی کی رسم ادا کی گئی۔

جہانگیر کی اولاد

پانچ لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں جن کے نام حسب ذیل ہیں:-

۱ خسرو۔ ۲ پرویز۔ ۳ خرم۔ ۴ جہاندار۔ ۵ شہریار۔ ۶ نثار بیگم ۷ بہار بانو بیگم

وزرائے جہانگیری

۱ رائے کھنسور۔ ۲ بایزید بیگ۔ ۳ خواجہ دوست محمد کابلی۔ ۴ خان بیگ۔ ۵ شریف خاں (یہی اصل میں امیر الامراء اور مدار المہام تھا) ۶ مرزا غیاث بیگ طہرانی کو اعتماد الدولہ کا خطاب دیکر اس عہدہ پر مامور کیا تھا ۷ کابل کی روانگی کیوقت جعفر خاں قزوینی کو یہ عہدہ ملا۔ اسکے بعد آصف خاں جب دکن کی مہم پر روانہ ہوا تو منصب وزارت اعتماد الدولہ کو پھر عنایت ہوا اسکے بعد پھر خواجہ ابو الحسن کو یہ عہدہ ملا بعدہ مہابت خاں جب شاہزادہ پرویز کے ہمراہ شاہجہاں سے مقابلہ کر رہا تھا تو آصف خاں کو یہ عہدہ ملا اسوقت خواجہ ابو الحسن دیوانی کے منصب پر مامور تھا کہ جہانگیر نے انتقال کیا۔

اہل فضل | ملا محمد شیرازی، ملا شکر اللہ شیرازی، ملا تقیائے ششتری، میر ابو القاسم گیلانی، ملا باقر کشمیری، ملا باقر تہتھی، ملا مقصود علی، ملا فاضل کابلی، ملا عبد المطلب سلطانپوری، ملا عبد الرحمن بھورہ گجراتی، ملا حسن فراغی گجراتی، ملا حسین گجراتی، خواجہ عثمان حصاری، ملا محمد جونپوری،

حکماء | حکیم رکنائے کاشی، حکیم مسیح الزماں کاشی، حکیم ابو القاسم گیلانی ملقب بہ حکیم الملک، حکیم مومنائے شیرازی، حکیم روح اللہ بروجی، حکیم حمید گجراتی، حکیم تقی گیلانی:-

شعراء | بابا طالب اصفہانی، ملا حیاتی گیلانی، ملا نظیری نیشاپوری، ملا محمد صوفی ملک الشعرا طالب آملی میر معصوم کاشی، ملا حیدر حصائی:-

گویندے اور سازندے | حافظ نادعلی، حافظ کیب، فتحا نصیرا، باقیا، حافظ عبد اللہ، استاد محمد نائی،

نغمہ سرایان سند | جہانگیر داد، چتر خاں، پرویز داد، خرم داد، ماکھو، حمزہ،

شوکت تھانوی اور عظیم بیگ چغتائی

دونون مزاحیہ نگاری مین اپنا آپ ہی جواب ہین اور ان دونون کے رشحات قلم

سیلاب تبسم

مین نظر آتے ہین جو شوکت تھانوی کے مضامین کا تیسرا مجموعہ ہے اور جس نے
گذشتہ دونون مجموعون کو اپنے سامنے گرد کر دیا ہے. اس مجموعہ مین مصنف کے
بیس تازہ مزاحیہ مضامین کے علاوہ مرزا عظیم بیگ چغتائی کا مبسوط مقدمہ بھی
شامل ہے. اسکے علاوہ سیلاب تبسم کا مصور خیال ہندوستان کے مشہور مصور نے
کچھ اسطرح ادا کیا ہے کہ یہ کتاب حسن متبسم کا البم نظر آتی ہے. خود ہنسنے اور
اپنے احباب کو ہنسانیکے لئے اس کتاب کو ضرور اپنے پاس رکھئے. ریدر سیاہ
تین سو صفحات پر حسین کتابت قیمتی کاغذ اور دل آویز تصاویر کے ساتھ
اس مجلد کتاب کی قیمت صرف ڈھائی روپیہ (۲/۸) ہے.

ملنے کا پتہ. صدیق بکڈپو. امین آباد پارک لکھنو